دولتِ دارین

المُوسوم بہ

اشٹانگ یوگ پرکاش

مصنفہ

مہاشہ بخشیش رام کلپک سابق اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور

جس میں

یوگ کے آٹھوں انگوں کی تعریف۔ تشریح۔ ترکیب اور تاثیر مفصل و مشرح لکھی ہے

برائے افادہ متلاشیان یوگ

لالہ دولت رام کشتری گھروٹہ نواسی سبھاسد آریہ سماج دینانگر ضلع گورداسپور

نے

حسب فرمائش لالہ جیٹھو مل کتب فروش دینانگر

در سنہ ۱۹۰۴ء

رہبر ہند پریس لاہور میں با ہتمام لالہ سنگھا رام مالک مطبع چھپوائی

1st Edition. 1,000 Copies. Price Re. 1 only.

اوم

یہ کتاب میرے پتا جی نے میرے مطالعہ کے
لیئے لکھی تھی اور اس کا نام میرے نام پر اور کتاب کے
مہاتم کے لحاظ سے دولت دارین رکھا تھا۔ چونکہ اسمیں
اشٹانگ یوگ کی ضرورت بتلا کر اسکے ہر ایک انگ کی
تشریح۔ تعریف۔ ترکیب اور تاثیر مفصل اور مشرح لکھی ہوئی ہے
جسکے مطالعہ سے کہ عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لہذا میں نے
اسکا دوسرا نام اشٹانگ یوگ پرکاش رکھکر اسے شایع کرا دیا ہے

العبد
دولت رام کشتری گھروٹہ نواسی سبھاسد آریہ سماج دینانگر

اوم

دولت رام — پتا بچی - دنیا میں جتنے پران دھارمی ہیں کوئی بھی دُکھ کو نہیں چاہتا بلک ہر کس و ناکس حصول راحت ارتھات آنند پراپتی کے لئے

اپنے اپنے مقدور سے بڑھ چڑھکر جد و جہد کرتا ہے اور حتے الوسع کوئی دقیقہ فرو گذاشت کرتا نظر نہیں آتا ہے پھر تعجب اور حیرت ہے کہ کوئی بھی فایز المرام ہوتا دیکھ نہیں پڑتا بلکہ برعکس اس کے سب کیا امیر کیا غریب کیا راجا کیا رنک دنیا کے رنج و محن غم و الم سے نتراہان نتراہ مان کرتے سنائی دیتے ہیں ایک بھی ایسا نظر نہیں پڑتا جو سینہ پر ہاتھ دھر دھوے سے کہے کہ میں سُکھی ہوں۔ الٹا یہ نانک دُکھیا سب سنسارئ وِرد زبان ہو رہا ہے۔ بہتیرا خوض و فکر کیا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ باعث کیا ہے۔

بخشیش رام کلپک — پریہ پُتر۔ لق و دق جنگل ارتھات نرجن بن میں جب آفتاب کی تیز شعاعوں اور ریگستان

کی شدت حرارت سے کوئی ہرن متاثر ہوتا ہے تو پیاس اور تپش سے بھیل اور بیاکُل ہو اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پیاس بجھانے کے لئے چاروں طرف دیوانہ وار دیکھتا ہے کہ کہیں شیتل جل

کا سراغ ملے سامنے ریت کا ڈھیر دکھلائی پڑتا ہے جو کہ دھوپ میں اِس طرح چمکتا ہے گویا دریا لہریں مارتا ہے۔ ہرن بیچارہ دھوکا کھاتا ہے اور اس بالو ریت کو۔ فی الحقیقت شیتل جل کا ندی مان کر اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھ لیتا ہے۔ اور مارے خوشی کے اتنا باغ باغ ہو جاتا ہے جتنا کوئی کنگال چکرورتی راجیہ پاکر یا عارف معرفت کے مخفی اسرار سے واقف ہو کر۔ غرض چھلانگوں پر چھلانگیں دیتا گرم گرم ریت اور پران ہر لینے والی سموم سے بالکل مستغنی اس طرح دوڑتا چلا جاتا ہے جیسے گولی بندوق سے چھوٹے مگر جونہیں اس سراب یعنی مرگ ترشنا کے پاس پہنچتا ہے اس کی ساری امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے اور ساری اُمنگیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ دل ٹوٹ جاتا ہے۔ پیاس و تکان الگ غضب ڈھاتی ہیں۔ زندگی سے مایوس۔ حیران و پریشان۔ بس کچھ چلتی نہیں۔ قہر درویش بر جان درویش۔ نہ راہ رفتن نہ روے ماندن۔ پہلے سے بھی اور بھی دکھی ہو جاتا ہے۔ جب اُسے پتہ لگ جاتا ہے کہ حقیقت میں جسے میں چشمہ حیات سمجھا تھا وہ محض ریت۔ بالو ریت۔ دگدھ کر دینے والی ریت ہے۔ نیم بسمل گر پڑتا ہے۔ جان بڑی پیاری ہے سکھ کی خواہش لا اختتام ہے پھر ایک دفعہ ہمت باندھ طیار ہو جاتا ہے۔ مگر بدبختی پھر جدھر نظر اٹھاتا ہے ادھر آگے مرگ ترشنا ہی دکھلائی دیتی ہے۔ جہالت کی وجہ سے تمیز کو جواب دے بیٹھتا ہے۔ مرتا کیا نہ کرتا پھر سر توڑ دوڑنا شروع کر دیتا ہے نتیجہ پھر وہی ہے۔ تکان و ماندگی و بیہوشی صبے حواسی مزید براں

الغرض اسی طرح وہ بیچارہ قسمت کا مارا پانی کی تلاش میں تڑپ تڑپ کر جان کھو دیتا ہے۔ کاش کہ وہ پانی کا چشمہ نرمل جل کا سرودر جو اُس کے پاس ہی سبزہ زار سے ڈھنپا ہوا موجود تھا جسے اُس کی چندھیائی آنکھیں دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ اسے نظر پڑتا اور وہ عجیب شانتی پاتا اور ناحق دُکھ کی موت نہ مرتا۔ سچ مچ یہی حالت عزیز دنیاداروں کی ہے۔ مرگ ترشنا میں جل کی تلاش کرتے ہیں نہ جل ملتا ہے نہ پیاس مٹتی ہے اُلٹے رنج و قلق اٹھاتے اور مایوسی و مصیبت کا شکار بنتے ہیں۔ پراکرتک یعنی مادی اشیار میں راحت و سرور ڈھونڈھتے ہیں مگر جب اُن کی علت اولی پرکرتی یعنی مادہ خود آنند شونیہ اور راحت سے معرا و مبرا محض ہے تو اس سے بنے پدر اتھ ارتھات معلول میں کوئی راحت تلاش کرے تو حماقت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ آنند سرور آنند پرد اور راحت حقیقی اور سرور ابدی کے دینے والا صرف ایک پرماتما ہے جو سرد ویاپک اور سرد تر پری پورن ارتھات ہر جا حاضر و ناظر ہے مگر مادہ کی چمک و دمک و زرق و برق سے چندھیائی ہوئیں ہماری آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں۔ یہ سبب ہے کہ سارا عالم دکھی ہو رہا ہے۔

دولت رام — پتا جی۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ سب لوگ اس بات کا اقبال کرتے ہیں کہ دینوی اشیار میں لذت نہیں پرماتما ہی ایک دائمی لذت کے دینے والا ہے پھر انہیں سکھ کیوں

نہیں پراپت ہوتا۔

کلپک — پیتا۔ یہ ان کا اقبال محض اقبال ہے حقیقت میں وہ ایسا نہیں جانتے اور نہ ہی وہ اصل ایسا مانتے ہیں۔ زبان سے اپنی ضمیر کا خون کرتے ہوئے یا سوسائٹی کے رعب و داب یا سرکار و ہمسایوں کے طعن و تشنیع سے ڈر کر اقبال کر دینا اور بات ہے۔ کیا ایک چور جو اپنی ٹانگ دنیاؤں کے طاق پر رکھ کر جان ہتھیلی پر لئے موسم سرما کی سخت سرد راتری میں بالکل ننگا نقب لگا رہا ہے۔ دکھ سمجھ کر ایسا کرتا ہے یا مجنوں لیلیٰ کی تلاش میں صحرا و بیابان کی خاک چھانتا پھرتا ہے۔ تلوے اس کے کانٹوں سے چھد چھد کر غربال بنتے ہیں۔ پتھروں۔ ٹیلوں اور پہاڑوں سے سر ٹکرا ٹکرا کر دماغ سے بھیجا نکلتا ہے۔ مگر کیا خیال ہے لیلیٰ میری لیلیٰ کا جاپ کرتے وقت بھی سمجھتا ہے۔ کیا وہ دکھ سمجھتا ہے؟ الغرض جو رشی منی کے دھیان میں تن من دھن دھرم کام اور موکش کو تیاگ کر بیٹھتا ہے وہ دکھ سمجھ کر ایسا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ عزیزہ دھرم کا جس کو علم ہے۔ پتا۔ پتر استری۔ ستر۔ سمبندھی۔ کٹمبی۔ بھائی۔ جگنی کوئی بھی [illegible] اٹھانے پر اسے مجبور نہیں کر سکتے کیونکہ اسے علم ہے کہ [illegible] قائل ہے۔ ہاں جس وقت زندگی وبال معلوم دے تو پھر ایسا آتما کی خاطر کیسے [illegible] عزیز کہتا ہے کہ جو لوگ اقبال کرتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں [illegible] جانتے نہیں کہ دنیا متغیر اور فانی ہے پرماتما ہی سب کی پناہ ہے

پرماتما ہی سب کی آرام گاہ ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ ایسا مبارک خیال کسی دنیادار کا نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ انتہ کرن شدھ نہ ہو جائے اور انتہ کرن شدھ ہونا نا ممکن نہیں تو سخت مشکل تو ضرور ہوتا ہے سارے علما۔ حکما۔ رشی مہرشی متفق البیان ہیں کہ جیسا اَن کھاؤ ویسا انتہ کرن ہوتا ہے یعنی جیسی دیانت یا بددیانتی سے معاش پیدا کیا جاتا ہے ویسا متدین یا بے دین انتہ کرن ہوتا ہے۔ ایسا جو دنیا کے کلہم پیشہ ور کتنے ہیں جن پر دیانتداری کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ کئی پیشہ ور یا دوسرے لوگ جنہوں نے رشوت۔ مکاری۔ دغابازی اور نقلی [illegible] بنا کر بہت سا روپیہ جمع کر لیا ہے اور اب دیانتدار بن بیٹھے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم دیندار ہیں۔ ہم دھرم کی کمائی کرتے ہیں مگر اُن کی بھی خوش فہمی ہے۔ پاپ کے درخت کو پھل ہمیشہ پاپ لگتا ہے۔ خواہ اسے ثواب کے پانی سے سینچو۔ البتہ اُن کے اندر موجودہ اُن کی کمائی کو دھرم کی کمائی مان بھی لیا جاوے تو بھی کیا [illegible] ہو کر ان پاپ والی [illegible] نتائج پیدا ہوتا ہے مگر اس سے کسی صورت میں کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اس کے نتائج کو [illegible] جو کہ [illegible] میں مقابلتاً بہت ہے اپنا حصہ پا کر اپنے میں جذب کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible] جیسا ملک کی دولت اور اخلاق ہر رنگ میں گر گیا ہے۔ جدائی میں کوئی ایک پختہ ثبوت [illegible] نتائج پیدا ہوتا رہتا ہے مگر

پہلا خراب خون اسے اپنا معمول بنا اپنے جیسا کر لیتا ہے اور جزام مدت العمر میں کبھی دور نہیں ہوتا۔

دولت رام } تو کیا پتا جی۔ اب یہ مرض لاعلاج ہو گیا۔ آدمی کسی طرح انتھ کرن شدھ نہیں کر سکتا۔

کلپک } نہیں بیٹا۔ جزام تو اس لئے اسادھ روگ ہے کہ یک لخت نہ تو ہم سارا خون نکال سکتے ہیں مبادا مریض مر جائے۔ اور نہ ہمارے پاس کوئی اودشدھی ایسی ہے جو فی الفور سارے خون کو صاف کر دیوے مگر مرض زیر بحث ہر وقت علاج پذیر ہے جب انسان چاہے پاپ سے اکثر کی سمپورن سمگری کو تیاگ دے سکتا ہے اور تکلیف بھی کوئی اٹھانی نہیں پڑتی۔ پھر ہمارے دیش میں جہاں صرف دو پیسے کے چنے چبا کر آدمی بخوبی اپنی زندگی کو قائم رکھ سکتا ہے اور اس قدر کما لینا دیانتداری سے کسے بھی فرد بشر کو کچھ مشکل نہیں۔ اسی طرح انتھ کرن شدھ ہوتا چلا جائیگا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس قابل ہو جائیگا کہ حق و باطل میں بخوبی تمیز کر سکیگا۔

دولت رام } کیا انتھ کرن شدھ ہو جانے پر آدمی سُکھی ہو جاتا ہے۔

کلپک } ہاں۔ انتھ کرن اگر شدھ ہو جاوے پھر تو پو بارہ ہیں۔ دقت ہی کچھ باقی نہیں رہ جاتی اور نہ ہی آدمی پھر تغیر پذیر اشیاء میں سکھ سمجھتا اور نہ ہی ان میں لپت ہوتا اور نہ ہی دکھ

اُٹھاتا ہے کیونکہ انتہ کرن کی صفائی سے اس کی سمجھ صاف
اس کی وچار شدہ اس کا دیوہار شدھ ہو جاتا ہے۔

دولت رام — اچھا پتا جی۔ اب کوئی ایسی درشٹانت دیکر سمجھاؤ جس سے ثابت ہو جائے بلکہ حق الیقین ہو جائے کہ دینوی اشیا
میں سچا سُکھ نہیں۔ کیونکہ وہ بذات خود ایسی دلکش اور
مرغوب طبع ہیں کہ طبیعت خواہ مخواہ اُن میں الجھ جاتی ہے
اور ساتھ ہی تجربہ بتلاتا ہے کہ جب کوئی ابھیشٹ پدارتھ یعنی
مرغوب چیز حاصل ہو جاتی ہے تو خوشی کی بھی کوئی حد نہیں
ہوتی۔ پھر جس آدمی کو کہ حسب خواہش ہر ایک وستو کی پراپتی
ہوتی رہے تو بھلا اسے سُکھ کیوں نہو۔

کلپک — بیٹا تو بھولا ہے اول تو خواہشیں ساری کسی کی پوری ہی نہیں ہوتیں کیونکہ قاعدہ ہے ایک خواہش کا پورا ہونا کئی خواہشیں جدید
پیدا کرتا ہے گھرت ڈالکر کوئی اگنی کو شانت نہیں کر
سکتا بلکہ وہ اور زور سے پرچنڈ ہوتی ہے۔ دوم اگر بالفرض
محال ساری خواہشیں پوری ہو بھی جاویں اور دنیا بھر کی
نعمتیں میسر ہو جاویں تو بھی بجائے اس کے کہ سچا سُکھ
حاصل ہو الٹا دُکھ ہی دُکھ پراپت ہوتا ہے اور جو ظاہرا
حسب دلخواہ پدارتھ کی پراپتی سے کچھ آنند آتا معلوم دیتا ہے
وہ بھی اس لئے نہیں کہ کوئی مرغوب وستو مل گئی ہے بلکہ
اس لئے آنند ہوتا ہے کہ ہم نے اب اس چیز کی جستجو
چھوڑ دی ہے۔ ورنہ مادی چیزوں کے ملنے اور خواہشوں

کے پورا ہونے میں کوئی آنند یا سُکھ نہیں ہے - مثال
ذیل سے یہ معاملہ بالکل صاف ہو جائیگا - ذرا غور سے
سنو -

فرض کرو ایک آدمی بوجھ اُٹھائے جا رہا ہے جس
وقت اس کی راستہ میں کسی دوسرے سے ملاقات ہوتی
ہے جس کے پاس بوجھ نہیں وہ خیال کرتا ہے کہ اگر میرے
پاس بھی بوجھ نہ ہوتا تو میں بھی اس کی طرح مزہ میں
ہوتا - اس کا بوجھ اٹھا لو کیا وہ اب مزے میں ہے - ہرگز
نہیں - جب وہ پھر کسی سوار سے دو چار ہوتا ہے تو وہ
سوچتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی گھوڑا ہوتا تو لطف ہوتا
اسے گھوڑا بھی دے دو مگر وہ تسکین نہیں پھر بارشوں -
مکھیوں - پتنگوں کا فکر دامنگیر ہے - حکومت کی دھن الگ
لگ جاتی ہے - سب سامان مہیا ہو جائیں مگر اُسے سکھ
نہیں - گھوڑا اُسے ستاتا ہے کبھی اُسے آرام نہیں بخشتی -
ہاتھی کے ہودج میں بیٹھے امیروں کو دیکھ دل ہی دل میں
کڑھتا ہے - حسن اتفاق سے ہاتھی بھی مل جاوے مگر اسے
چین نہیں پھر اس کے متعلقہ ساز و سامان و جاہ و حشمت
کا خیال دل میں خار ہو ہو کر کھٹکتا رہتا ہے - ہم طوالت کو
چھوڑتے ہیں مان لو کہ اس کی ہر ایک خواہش پوری ہوگئی
اسے ہر قسم کا سامان مل گیا اور دنیا کے ایک اعلیٰ ترین
معراج پر جا بیٹھا - ایک ایسا چکرورتی راج اس کے ہاتھ
آگیا کہ کل روئے زمین پر اس کے نام کا ڈنکا بج گیا مخالف
سب زیر ہو گئے - سارا عالم اُس کا لوہا مان گیا - راجہ سنگھاسن

پرتیٹھہ سوگیہ آگیا چلا رہا ہے - پرندوں تک اُس کے رعب کی ہیبت چھا گئی جو چاہے سو کرتا ہے مگر کیا وہ خوش ہے - تخت جگرم نہیں وہی راجیہ سنگھاسن جس کی پراپتی کے لئے کروڑوں کشت و خون لئے سنسار میں رگت کے ندبہائے - لاکھوں خانماں تباہ کئے وبال جان ہو جاتا ہے بڑی سے بڑی سخت طبیعت کا بھی ہوگا تو زیادہ سے زیادہ چار پہر میں راج سنگھاسن جی اکتا دیگا اور مصیبت معلوم دینے لگیگا بالآخر مخلصی نہیں ہوگی جبتک کہ اسے چھوڑ نیند کی شرن نہ لیگا - اب وچارو چکرورتی راجیہ سے بڑھکر انسان دنیا میں اور کیا حاصل کر سکتا ہے - جب اُس کی پراپتی پر بھی کسی دوسری چیز کے آشرت ہونا پڑتا ہے تو کیونکہ مان لیا جاوے کہ خواہشیں پوری ہو سکتی ہیں یا ان کے پورے ہونے پر منشیہ سکھی ہو سکتا ہے -

ایں خیال است و محال است جنوں

دولت رام — تو پتا جی لوگ یونہی جد و جہد کرتے ہیں - کیا دنیا میں سکھ کبھی مل ہی نہیں سکتا -

کلپک — نہیں بیٹا - صرف سمجھ کا فرق ہے ودھ پرماتما نے دنیا کو صرف دوزخ ہی نہیں بنایا - وہ ہمیشہ ہماری اصلاح کرتا ہے مگر ہماری سو تنترتا کو دگدھ کرنا نہیں چاہتا - اُس نے اس دنیا کو ایک ایسی کٹھالی بنایا ہے کہ خواہ کوئی اپنی آزادی سے اس میں گل مرے خواہ سوچھ سونا بنکر آگ سے صحیح و سلامت نکلے

مراد کو پاوے - مگر ہم ایسے ناشکرے اور کرتگھن ہیں کہ کچھ
نہیں سمجھتے - پرماتما جب دیکھتا ہے کہ ہم نفس پرستی کُھد بوچار
و دُراچار میں مستغرق بے حیا و بے شرم و تریج و مہا
مورکھ ہوتے جاتے ہیں اور بد کرداریوں سے باز نہیں
آتے بلکہ روز بروز گناہوں میں ترقی کرتے جاتے ہیں وہ
ہماری اصلاح کے لئے نانا پرکار کی بیماریں اور کئی قسم
کی مصیبتیں لاتا ہے تاکہ ہم ان سے سبق سیکھیں اور راہ راست
پر آویں جب ہم اس طرح بھی اپنا سدھار نہیں کرتے بلکہ
الٹے ڈھیٹھ بنجاتے ہیں تو وہ فوراً پدرانہ شفقت کے ذریعہ
ہمیں خاص مدت کے لئے جبراً ان بدکرداریوں سے جدا کر
دیتا ہے تاکہ برے سنسکار جو ہماری روحانی ترقی کے مانع
اور سد راہ ہیں منقص ہو جاویں - یعنی ہماری اصلاح کے
لئے ہم پر موت لاتا ہے اور دیر تک ہمیں دنیاؤں سے علیحدہ
رکھتا ہے تاکہ موت کی تکلیف اور دنیوی تعلقات بد کے
مفارقت و مہاجرت سے ہمیں اپنے برے چلن کا خیال
بھی نہ رہے - واہ کیسی حکمت بالغہ ہے کہ برا سے برا آدمی
بھی سدھر جاوے - واقعی برے سنسکار اور برے خیالات
اور بری صحبت ہی ہمیں زیادہ تر برائی میں ڈبوتی ہے - پہلے
پہل جب کوئی چار ناچار چوری کر جاتا ہے سخت خوف
کھاتا ہے دوسری دفعہ یہ حالت نہیں رہتی تیسری دفعہ
وہ چوری کو پاپ ہی نہیں سمجھتا ہے - چوتھی دفعہ چوری
کو دھرم بتلاتا اور مباحثہ کے واسطے طیار ہوتا ہے اور چوری
کرنا فخر سمجھتا ہے - یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ چوری کے

بُرے سنسکار اُس کی وچار شکتی کو چرا لیتے ہیں اور اس کی ضمیر کو گرا دیتے ہیں۔ انہیں دُشٹ سنسکاروں کو ماند کرنے کے لئے موت آتی ہے جسے ہم عذاب الٰہی سمجھتے ہیں اور جو حقیقت میں برکت غیر متناہی ہے۔ از سر نو پھر پرماتما ہمیں منشیہ جنم پردان کرتا ہے اور اپنے کاموں میں آزاد مطلق کر کے تعلیم و تربیت کے لئے والدین کی گود میں ڈالتا ہے اور ہدایت کرتا ہے کہ انہیں خوب ودیا دان دو تاکہ جاہل مطلق رہ کر ناکام نہ رہیں مگر اندھکار سے پرکاش کو پہنچنے تک ایک ایسی منزل عبور کرنی پڑتی ہے جس میں اندھیرے کا اختتام اور روشنی کا شروع ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں جسے پنجابی میں پٹڑ بولتے ہیں ہم بد قسمت اس پڑ میں پڑے رہ جاتے ہیں اور اس پڑ کو ہی پرکاش سمجھ اپنے آپ کو کرتیہ کرتیہ مان لیتے ہیں اور آئے دن نئے نئے مصائب اور نئی نئی تکالیف کا شکار بنتے ہیں۔ اندھیرا اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا پڑ اندھیرے میں لاٹھی سے ٹٹول کر چل سکتے ہیں مگر پڑ میں جسے ریت سمجھتے ہیں وہ پانی نکلتا ہے اور جسے میدان خیال کرتے ہیں اسے گڑھا پاتے ہیں پتہ تب ہی لگتا ہے جب اس میں گر جاتے ہیں۔ پرماتما نے تو پرم دیالتا کی کہ بچوں کے لئے تعلیم و تعلم کی سخت ہدایت فرمائی مگر افسوس ہم نے اگر قانون پڑھا تو اس مطلب کے لئے نہیں کہ گورنمنٹ کے منشا کو سمجھیں یا سادہ لوحوں کو جبر و تظلم سے بچائیں بلکہ اس مطلب کے لئے کہ جرم کرتے وقت ہمیں

کوئی دیکھتا نہ ہو تاکہ ہمارے برخلاف شہادت پیدا نہ ہو جائے اور اگر سائینس اور فلسفہ دیکھا تو اس لیئے نہیں کہ دکھ سے نجات پائیں بلک اس لیئے کہ کافر و منکر ہو کر ہم باپ حقیقی کو ہی بھول جائیں۔ مگر پرماتما ہمیں پیچھا نہیں دیتے جب دیکھتے ہیں کہ موت نے اور تعلیم نے بھی ہمارا سدھار نہیں کیا تو وے ہماری اصلاح کے لیئے پرلے۔ فنا۔ کرتے ہیں اور بالکل تر و تازہ کر کے اپتتی بن ہمیں پھر کام کا موقعہ دیتے ہیں اگر اس طرح پر بھی ہم نہ سمجھیں تو وہ مہا پرلے فرماتے ہیں گویا سامنے کے سارے ردّی اعضا ہم سے کھو لیتے ہیں کیونکہ اس حالت میں تمام مادی اشیاء مادہ ارنہات پر کرتی میں لین ہو جاتی ہیں اور اس طرح جب پھر اپتتی ہوتی ہے تو پرماتما اپنی پرم کرپالتا سے ہمیں نیا اور بالکل شدھ انتہ کرن پردان کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ اب بھی موقعہ ہاتھ سے نہ دینا باینہمہ اگر ہم نہ سمجھیں تو ہماری اپنی بدبختی۔ جگدیشور تو ایسی اپار دیالتا فرماتے ہیں کہ ہر چہار پہر بعد ہمیں صراط المستقیم دکھلاتے ہیں مگر ہم ایسے نالائق اور گمراہ ہیں کہ توجہ نہیں دیتے۔ پرماتما ہر پانچویں پہر میں پریکٹیکل۔ عملی اپدیش دیتا ہے کہ سکھ اس طرح ملتا ہے۔ یعنی ایسے خواب گراں ہم پر طاری فرماتا ہے کہ جس کی شرن لیکر ہم دکھوں سے چھوٹ جاتے ہیں اور جب تک کہ اس کی گود میں بیٹھے رہتے ہیں کوئی آپتی ہمیں ستا نہیں سکتی۔ جس پتر ویوگ پر ہمیں جاگتے ہوئی ذرا چین نہ تھا اور ہم در و دیوار پر مار مار کر اپنا سر پھوڑ رہے

سمجھے اب اس کا نام و نشان تو در کنار خیال تک بھی باقی نہیں۔ جس نقصان پہ ہم زار زار رو رہے تھے وہ اب کافور ہے۔ جو مصیبت کہ ہمیں آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی تھی وہ اب عنقا ہے الغرض کل دیوی آفات سے محفوظ ندرا کی گود میں منشچنت پڑے ہیں۔ جسم جو کہ برائے نام خوشیوں کی دھن میں تھک کر چور ہو گیا تھا اب اُس کی تکان بالکل کالعدم ہو گئی اور از سر نو اُس نے ترو تازگی حاصل کر لی ہے۔ فتبارک اللہ احسن الصالحین۔ عزیز کیا پرماتما نے ڈنکے کی چوٹ نہیں بتلا دیا کہ سکھ اس طرح ہوتا ہے۔ اگر سکھ چاہتے ہو اگر دکھ نورتی کی خواہش ہے۔ اگر تکان کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر از سر نو ترو تازہ بننے کی منشا ہے تو گاڑھ ندرا نامی ماتا کی شرن لو وہ تمہاری دن بھر کی تکالیف کو ملیامیٹ کر دیگی اور دوسرے دن نئی قوت اور نئے جوش سے تمہیں پنر جیوت کرکے کام کے قابل بنا دیگی۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ آنند چاہتے ہو اگر جنم جنمانتروں کے تکالیف و مصائب سے دائمی چھٹکارا چاہتے ہو اگر دائمی سرور اور راحت ابدی کا خیال ہے تو ایسی خواب گراں کی تلاش کرو جو دیر کی ہو بلکہ ہماری اپکشا لا انتہا ہو اور ساتھ ہی اس میں گیان بھی موجود ہو۔ کیا پرماتما برملا نہیں بتلاتا کہ سمادھی یعنی مراقبہ ہی ہے جس کے اثر ت ہم دیوی دکھوں سے نجات پا سکتے ہیں اور اسی طرح بالآخر آنند سروپ سے ہمارا وصال ہو جاتا ہے اور ہم آنند ہو جاتے ہیں۔

دولت رام — پتا جی یہ تو ہمیں تجربہ ہے بلکہ ہر فرد و بشر کو علم ہے کہ ندرا میں کوئی دکھ نہیں ستاتا۔ مگر کیا ندرا اور سمادھی ایک ہیں۔

کلپک — ہاں۔ ندرا اور سمادھی درشٹانت اور دارشٹانت ارتھات تمثیل اور ممثل لہ کے طریق پر ایک ہی ہیں۔ جیسے گاڑھ ندرا میں حواس خمسہ معطل ہو جاتے ہیں ویسے ہی سمادھی یوگ میں بھی سب چت برتیوں کا نرودھ ہو جاتا ہے جیسے کہ مہامنی پاتنجلی رطب اللسان ہیں: **योगश्चित्त वृत्ति निरोध:** ارتھات چت برتیوں کا نرودھ یوگ ہے۔ فرق دونو میں صرف اتنا ہے کہ ندرا میں جیو آتما تم گرست ہونے کی وجہ سے بے خبر ہوتا ہے اور سمادھی میں جیو آتما پرماتما میں محو ہوا آنند بھوگتا ہے جیسے لکھا ہے

तदाद्रष्टु स्वरूप ارتھ۔ تب دیکھنے والے کا اپنے سروپ میں قیام ہوتا ہے۔

वस्थानम् ॥ योगदर्शन

ندرا اور یوگ دونو میں برتیوں کے نرودھ سے سنسار کا نرودھ اور سنسار کے نرودھ سے سانسارک دکھوں کا نرودھ ہو جاتا ہے ندرا میں محض دکھوں کا ویوگ اور یوگ میں علاوہ ازیں پرماتما کا یوگ ہونے سے آنند کا یوگ ہوتا ہے جیسے سورج کے یوگ سے گرمی اور روشنی کا یوگ ویسے سچدانند سروپ کے یوگ سے گیان اور آنند کا یوگ۔

دولت رام جی — تو پتا جی اگر آپ کا اشارہ یوگ کی طرف ہے تو یوگ تو سنا جاتا ہے بڑا مشکل ہے جہاں ایک طرف اس کا عمل ہی بڑا کٹھن ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کے راہنما عنقا صفت ہیں۔ نہ جنگلوں میں ملتے ہیں نہ پربتوں کے شکھر پر ہی ان کا پتہ چلتا ہے۔ ہونگے کہیں تو آکاش میں بھرمن کرتے ہونگے جہاں ہماری رسائی نہیں۔ پھر یوگ کیونکر آوے۔

کلپک جی — عزیز کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ پرماتما ایسے مہربان اور مصلح ہیں کہ جس چیز کی انسان کو اشد ضرورت ہے اسے افراط کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کا علم سہل بھانتی دیا ہے۔ پانی کی بقا انسان کے لئے اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی ہوا کی پس ہوا زیادہ افراط سے پیدا کی۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ یوگ جیسے ضروری وستو جس کے بغیر انسان انسان نہیں رہتا سمندروں کے رساتل اور پہاڑوں کی کندراؤں میں پرماتما چھپا رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سرشٹی میں پرماتما نے ویدوں دوارا اس کا اپدیش کیا اور طریقہ سکھلایا اور پھر پیچھے بعد دیگرے رشی مہرشی اسی ودیا کی تعلیم کے لئے پیدا کرتا آیا۔ باایں ہمہ اب تک لگاتار خواب گراں کی تمثیل سے خود روز مرہ ہر فرد بشر کی توجہ ادھر دلاتا اور عمل کی ترکیب بتلاتا رہتا ہے۔ پرماتما نے کسی کے لئے شکایت کا موقعہ باقی نہیں چھوڑا۔ کسر صرف اتنی ہے کہ لوگ اودیا سے

بھرے ہوئے اُس کے اپدیش کو سنتے نہیں

دولت رام — لوگ سنتے کیوں نہیں - سو رکھ تو بھلا مانا کہ جہالت و حماقت میں پھنسے پڑے ہیں بڑے بڑے مہاتما سنسار میں دکھائی اور سنائی دیتے ہیں انہیں بھی اپنے کلیان کی ضرورت نہیں -؟

کلپک — ہاں بیٹا - ظاہراً تو مہاتما بہت پرتیت ہوتے ہیں مگر فی الحقیقت مہاتما بہت تھوڑے ہیں سو طوطی کی آواز نقار خانے میں کون سنتا ہے وہ بیچارے کس مپرسی کے عالم میں اپنی ذات کے اندر ممگن اپنا جیون بیتیت کر جاتے ہیں - کبھی ہزاروں برس بعد کسی پورن مہاتما کو سنسار کی حالت زار پر رحم آیا تو ایک دفعہ سنسار کو جگا دیا اور آپ چلدیئے - آج کل کے مہاتما تو ناگفتہ بہ ہیں - میں عزیز کو ایک حکایت سناتا ہوں دلچسپی اور نصیحت سے خالی نہ ہوگی - حکایت - ایک بڑا مالدار تجار تھا اسے اپنی بیوی کے پتی برتا ہونے کا پورا یقین بلکہ بڑا فخر تھا - یہی وجہ تھی کہ باوجود لاولد ہونے کے وہ سدا خوش و خورم رہتا - ایک دن بیٹھے بیٹھے دل میں آئی - گھر میں پڑے پڑے کیا کرتے ہیں - کسی ولایت کو چلیں - تجارت کو رونق ملیگی - سیر و سیاحت سے معلومات بڑھینگے - یہ ٹھان بہت سا مال و اثقال - نقد و زیور - ہیرا الماس - نوکر چاکر الغرض سوداگری کے لئے جو جو سامان ضروری تھا ہمراہ لے گھر کا نظم و نسق

اپنی باعصمت عورت کو سونپ آپ چلدیا۔ منزل بہ منزل
چلا جاتا تھا کہ ایک دن ایک بڑے ٹھاکر دوارے میں
قیام کیا۔ دوسرے دن علے الصباح وہاں سے بھی کوچ
کیا۔ اتفاق سے اُس کے ایک باورچی کا ایک دستپناہ
وہاں بھول گیا جو ٹھاکر دوارے کے پوجاری کے ہاتھ
آیا۔ پوجاری دستپناہ لے کئی دن کے بعد تلاش کرتا کرتا
ایک دن تجار کی خدمت میں آ حاضر ہوا اور عرض کی۔
مہاراج! آپ کا رسویہ چمٹا بھول آیا مجھے فکر ہوئی کہ
حضور کی امانت حضور کے پاس پہنچ جاوے۔ زندگی کا
کچھ بھروسہ نہیں فی الفور آپ کی تلاش میں نکلا منزلوں
پر منزلیں طے کرتا بارے آج کامیاب ہوا شکر ہے کہ
سبکدوشی حاصل ہوئی۔ اشیرباد دے رخصت چاہی کہ
سوداگر اُس کی دیانت داری کا بدل عاشق ہوگیا۔ خیال
ہوا کہ اگر اس قسم کا آدمی ملازمت میں آ جائے تو مجھے
کوئی کھٹکا باقی نہ رہے۔ بہت سے ہیر پھیر کے بعد پوجاری
کو ملازمت کے لئے منوالیا اور اُسے معقول تنخواہ پر اپنے
پاس رکھ لیا۔ چلتے چلتے کچھ مدّت کے بعد اپنی بیوی کا
پیارا پیارا چہرہ اور موہنی موہنی باتیں یاد آگئیں اتنا
متاثر ہوا کہ صبر نہ ہو سکا گھر جانے کی ٹھان لی۔ سارا
سامان جو ساتھ تھا پوجاری کے تفویض میں دے کر تاکید
کی کہ جبتک میں گھر سے نہ ہو آؤں یہیں قیام رکھنا۔ پردیس
کا معاملہ ہے احتیاط سے رہنا میرے پیچھے سیاہ و سفید کا
تو ہی ذمہ دار ہے۔ پوجاری پر اعتبار تو پہلے سے تھا ہی

مگر اُس کی تسلی بخش باتوں نے اور بھی تسلی کر دی - تجار نے بلا کسی فکر کے تن تنہا گھر کی راہ لی - ایک دن شام کے وقت کہ ابھی چراغ ہی جلے تھے منہ چھپائے مبادا کوئی پہچان لیوے اور کہے کہ چند یوم بھی گھر سے باہر رہا نہ گیا اپنے مکان پر پہنچ گیا - ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ ایک بڑا سا مرغن جوتا پڑا ہے - حیران و پریشان رہ گیا - جبراً قہراً تختے کے پیچھے چھپ گیا تاکہ دیکھے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے - تھوڑی دیر بعد اندر سے ایک مہاتما نراگوبند نامی نکلا اور تجار کی پاکدامن بیوی اُسے الوداع کہنے کے لیے ڈیوڑھی کے باہر کے دروازے تک ساتھ آئی دروازہ بند کر لیا اور اب الوداع ہونے لگی -

نراگوبند "(عورت کا منہ چوم کر) لو پیاری اب چلتے ہیں "

عورت " (مہاتما کے گلے لپٹ کر اور رو کر) مہا......تما جی دو راتیں تو گذرتے معلوم نہیں دیں اب آپ سچ مچ مجھے چھو........ڑچ ...... چلے ہیں "

نراگوبند " پیاری کیا کریں جگت بھی تو رکھنا ہوا کوئی سر ہو جائیگا - بدنامی ہوگی - پرتشٹھا میں فرق آئیگا ورنہ میرا کب جی چاہتا ہے کہ تجھ جیسی پیاری اور دلربا نازنین کو چھوڑ کر........ جاؤں "

نراگوبند چلدیا - عورت مایوس اندر واپس آ گئی - تجار جو سارا تماشا دیکھ رہا تھا - غیرت سے پانی پانی ہوتا جاتا تھا متعجب اور متحیر دل ہی دل میں کہتا تھا ؎

شد جہاں ہم من دگرگوں یا کہ من
اینکہ مے بینم جہانِ دیگر است

غیرت نے وہاں مزید ٹھہرنے کی اجازت نہ دی جیسا آیا تھا ویسا ہی گھر اور اس نیک بخت بیوی کو عمر بھر کے لئے تلانجلی دے واپس ہو لیا۔ دل میں خیال تھا مجھے گھر واپس آنے کی کیا ضرورت ہے مال بہتیرا ہے باہر ہی مزے سے زندگی بسر کرونگا۔ یہ بیحیائی اور بے وفائی تو دیکھنے سننے میں نہیں آئیگی۔ مگر جب وہاں پہنچا جہاں پوجاری کو چھوڑ آیا تھا اور قیام کا حکم دے آیا تھا تو وہاں نہ پوجاری ملا نہ مال ہی کا نام و نشان پایا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ اُس پوجاری کی دیانتداری کا ایک کرشمہ ہے۔ بیچارہ بے بس و بے کس۔ بے یار و بے غمخوار۔ بے مونس و بے غمگسار دیوانہ وار نہ گھر کا نہ گھاٹ کا شش و پنج کے عالم میں بڑا کمال قلق و اضطراب کو برداشت ہوا کبھی چاہتا تھا کہ اپنی جان پر کھیل جائے کبھی چاہتا تھا کہ قابو لگے تو مہاتما نرا گوبند۔ اپنی پتی برتا بیوی۔ اور مشتدین پوجاری کی خوب گت بنائے کہ اتنے میں بھوک نے آ ستایا اور سب کچھ بُھلا دیا۔ شہر کا رخ کیا۔ ڈھونڈتے ڈھانڈتے ایک شہر پہنچا دروازہ پر ایک اشتہار راجا کی طرف سے لکھا پایا جس کا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی اس بلا کو پکڑے جو بچوں کو روز اٹھا لے جاتی ہے وہ منہ مانگا انعام و اکرام پائے۔ تجار نے پھر قسمت آزمانے کی ٹھانی۔ تجربہ پورا ہو چکا تھا لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہاں کوئی مہاتما

نواس کرتے ہیں لوگوں نے جواب دیا۔ مہاراج کے گرو ہیں اتی مہاتما جو ساکشات پرمیشور کی مورتی ہیں۔ لوگوں کے ادّھار کے لئے پرتھوی کا بھار نوارن ارتھ اوتار لیا ہے۔ تجار سنتے ہی سکرایا اور نشچہ کر لیا کہ اب تو گوہر مراد حاصل ہوا۔ فی الفور راجا کی خدمت میں عرض گذرانی کہ مہاراج میں نے بلا ڈھونڈ لی ہے۔ مجھے ایک جرار دستہ فوج کا عنایت ہو جائے۔ تو زندہ بلا حضور کے قدموں میں آ جائے۔ راجا نے جھٹ سپہ سالار کے نام حکم صادر فرمایا۔ فوج طیار ہو کر آ حاضر ہوئی اور تجار کے ہمراہ روانہ کر دی گئی۔ تجار نے بھی آناً فاناً راجا کے گرو مہاراج کی کوٹھی کا محاصرہ کر لیا اور چند بہادر سپاہی ساتھ لے گرو جی کی جا تلاشی لی۔ اب تو گرو جی کا پول کھل گیا۔ گرو جی اگھوری تھے اُن کے ہاں آدمی کا گوشت کھانا بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ ایک لڑکا تازہ چرا ہوا اور باقی لڑکے لڑکیوں کی ہڈیاں زمین میں دبائی ہوئیں سب کی سب مل گئیں۔ اب تو جو سنتا تھا یہی کہتا تھا ہے رام ہے رام کل جگ آ گیا۔ کہ اٹھتا تھا۔ راجا کو خبر پہنچی آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا کیوں ایسے مہاتما پر کلنک لگاتے ہو۔ لوگوں نے عرض کی مہاراج آپ دیکھ لیں۔ عیاں را چہ بیاں۔

راجہ خود گیا اور معاملہ سرتا پا بالکل صحیح پایا۔ اس گرو کو چروا ڈالا اور اُس تجار کو بہت سا انعام و اکرام دے رخصت کیا۔ عزیز ان دنوں تو اس پرکار کے مہاتما ملتے ہیں۔

دولت رام — پتا جی۔ آپ نے تو خوب سنائی۔ سنسار میں تو بڑا اندھیر مچ رہا ہے۔ انسان کو بڑا ہی جاگتا ہونے کی ضرورت ہے۔ اب میں سمجھ گیا کہ سیدھے راستے کیوں کج اور مشکل معلوم دیتے ہیں اور کیوں اتنے لگاتار اپدیشوں کے باوجود ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ پتا جی نیند میں تو اپنے آپ برتیوں وحواس خمسہ ظاہری و باطنی کا نرودھ ہو جاتا ہے۔ یوگ میں برتیوں کے نرودھ کے طریقے و قواعد تو ضرور بڑے کٹھن ہونگے۔

کلپک — نہیں بیٹا۔ نہ نِدرا میں اپنے آپ نرودھ ہوتا ہے نہ یوگ میں اتنی کٹھنتا ہے کہ آدمی استقلال اور ساودھانی سے کرے اور کامیاب نہ ہو بلکہ نِدرا اور یوگ دونو کے سادھن ایک ہی قسم کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ نِدرا کے سادھنوں کا ہمیں پیدائش سے ابھیاس ہے اور یوگ کے سادھنوں کا ہم نے کبھی ابھیاس نہیں کیا۔

دولت رام — پتا جی نِدرا تو دس منٹ کوشش کرنے سے آ جاتی ہے مگر یوگ کے لئے تو سنا جاتا ہے جنم جنمانتروں میں بھی پوری کامیابی مشکل سے نصیب ہوتی ہے۔

کلپک بخشیش رام — سومیہ۔ اگر حرارت و یبوست کا غلبہ ہو یا کسی عضو میں درد شدید لاحق ہو یا بخار

نے ستا رکھا ہو یا کسی فکر نے دبا رکھا ہو تو کتنی کوشش
کرو نیند نہیں آویگی جب تک کہ امراض مذکورہ بالا سے
مخلصی نہ ہو لے نیند کا آنا محال ہے اسی طرح جب تک
کہ روگ پورتی نہو جاوے۔ جسم و روح دونو بالکل تندرست
نہ ہو جاویں سمادھی ہونا بھی محال ہے بنابریں جیسے نیند
کے حصول کے لئے نسخہ جات پیئے جاتے ہیں اور روغن
ملے جاتے ہیں ویسی ہی روحانی اور جسمانی صحت قائم رکھنے
کے لئے جس پر کہ یوگ سمادھی کا دارو مدار ہے حکیم پاتنجلی
جی نے ہمارے ہتارتھ الیشوریہ گیان سے اخذ کریم اور
نیم دو نسخے جن میں پانچ پانچ کل دس اوشدھی شامل
ہیں ایسے تجویز کردئے ہیں کہ ان کے سیون سے بلا شک
و شبہ کسی بھی بیماری کا نام و نشان باقی نہیں رہتا۔
بلکہ سچ پوچھو تو اسی طرح کی راحت اور فرحت۔ بیفکری اور
آزادی نصیب ہوتی ہے کہ جس کی نظیر سنسار تو درکنار
سورگ اور جنت میں بھی نہیں ملتی اب کان دھر سنو
ایک ایک اوشدھی معہ اپنی خاصیت۔ طبیعت و افعال جدا
جدا سلسلہ وار بیان کی جاتی ہے۔

तत्राहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः

اول - اہنسا۔ اس کے معنی بیاس منی اس طرح کرتے ہیں

सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोहाहिंसा

ارتھات۔ کبھی کسی متنفس کو بذریعہ خیال۔ قول یا فعل
تکلیف نہ پہنچانا اہنسا ہے

द्रोहः

بیٹا کسی بے رحم سے بے رحم قصاب یا بوچڑ کے پاس بھی

جس نے کہ جانور مار کر اور کھا کھا کر اپنے پیٹ کو
گورستان ہی کیوں نہ بنا رکھا ہو خواہ وہ کتنا ہی کٹّر
اور متعصب بھی کیوں نہ ہو اس دوائی کو پچاؤ اور
اُس کے استعمال کی صلاح لو ایک دفعہ تو وہ بھی اسے اکسیر
اعظم بتائیگا اور استعمال کی سفارش کریگا خود وہ خواہ کتنا
ہی قاصر کیوں نہ رہا ہو۔ اور انسانیت بھی عزیز اسی بات
کی مقتضی ہے کہ اگر اوروں کے ہماری نسبت بدظن ہونے
یا بُرے الفاظ کہنے یا بُرا برتنے سے ہمارے دل و دماغ
و جسم متاثر ہو ایذا پاتے ہیں تو ہم بھی اس بُرائی کے
مرتکب ہو کسی کے رنج و کلفت کا موجب نہ بنیں۔ مہاتما
بُدھ بھی اسی کو پرم دھرم اور ثواب عظیم مانتا ہے جیسا
کہ وہ کہتا ہے۔

अहिंसा परमो धर्मः یعنی اہنسا پرم دھرم ہے

مگر مہاتما یا تجبی کا یہ منشا نہیں کہ تم اوروں کے ہی
شہادت پر لٹو ہو اسے اندھا دھند استعمال کرنے لگ
جاؤ وہ چاہتے ہیں کہ پہلے اس کی خوب جانچ کرو اور بالجبر
سیون کرو پھر اگر بیشتر اطمینان کے ہوتے فوائد حاصل
نہوں تو چھوڑ دو سچ ہے۔ مصرعہ

مشک آنست کہ خود ببوید

اہنسا کے سیون کرتے ہی عدیم الفرصتی کی ساری شکایت
اڑ جاتی ہے جیسا کہ بالعموم سنا جاتا ہے فرصت نہیں۔ وقت
نہیں ملتا کس وقت پرمارتھ کی طیاری کریں مگر یہ کس
کو معلوم نہیں کہ دشمنوں کو تکالیف پہنچانے کی غرض سے

ہمارا کتنا عزیز وقت منصوبوں کے گانٹھنے۔ گواہوں کی منت و سماجت کرنے افسروں و دیگر متعلقین کی خوشامد میں گزر جاتا ہے اور کتنا عدالتوں کی پیشیاں بھگتنے۔ شکار کھیلنے پرندوں اور مچھلیوں کے لئے جال ڈالتے ہیں اور اِدھر اُدھر صرف ہو جاتا ہے۔ اس وقت کا اگر اندازہ لگایا جاوے تو زمانہ موجودہ کے لحاظ سے انسانی زندگی کے ایک تہائی سے کم نہیں ہوگا۔ اہنسا کا سیون کرو یہ سارا وقت مفت بچ جائیگا کیونکہ اب ہمیں نہ کسی سے دشمنی ہے نہ کسی کی دل آزاری مطلوب ہے۔ وقت بھی وہ بچا کہ جس کے ایک ایک سیکنڈ کے لئے لوگ ہزاروں اور لاکھوں اپنے جسموں کی موت کے وقت خرچ کر دینے کو تیار ہوتے ہیں مگر کیا مجال کہ وہ ایک سیکنڈ بھی اور زندہ رہیں۔ وقت کے علاوہ روپیہ کی بچت جو فیس کورٹ و دیگر رسومات عدالت و محنتانہ وکلا، خرچ گواہاں میں صرف ہوتا تھا مزید براں اب چاہو اس وقت کو عبادت میں لگاؤ چاہو پرو پکار میں۔ روپیہ سے چاہو محتاجوں کی حاجت براری کرو چاہو کسی رفاہِ عام میں اسے خرچ کرو اہنسا کے سیون سے صرف اتنا ہی فائدہ نہیں ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔ بلکہ حسد بغض بخل کینہ عداوت۔ انتقام اور ملک دویش کی مہا بھیانک اگنی جو ہمیشہ ہمارے اندر پرجولت اور بر خیز رہ ہمارے انتھ کرن کو دگدھ کر کوئیلے بناتی رہتی ہے اور جس کے فرد کرنے کا کوئی اور اپاؤ دنیا میں نہیں ملتا اور جس کے وار سے امیر۔ کبیر راجا رنک۔ پیر پیغمبر کوئی بھی نہ بچا اسی دوا سے شانت ہوتی ہے۔ آہ کیا ہی آنند کا سمے ہوگا جب ہمیں کسی سے بھی ویر ورودھ۔ ایرشا دویش بیش

ماتر بھی باقی نہ رہیگا۔ اب تو یہ حال ہے کہ فرزند ہمہ
ہمارے دشمن کے ہاں پیدا ہوتا ہے۔ ادھکار ہمارے مشترکہ
کو ملتا ہے تو وہ تو مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے
راگ و رنگ کی محفلیں گرم کرتے ہیں اور ہم گھر بیٹھے
بٹھائے اسی امر سے جلتے ہیں کہ دشمن ہمارے باغ
باغ ہیں جل بھنکر کوئلے بنجاتے ہیں۔ عزیز یاد رکھو جب
ہمیں کسی سے دویش نہوگا ہم سے کسی کو دویش نہ رہیگا
کیونکہ سنسار میں قاعدہ ہے جس کی ہم عزت کرتے
ہیں وہ ہماری عزت کرتا ہے جس کو ہم پیار کرتے ہیں وہ
ہمیں پیار کرتا ہے جس سے ہم خلیق ہیں وہ ہم سے خلیق
ہیں جس کے ہم ممنون ہیں وہ ہمارا مشکور ہے علی ہذا القیاس
اب گویا کل روے زمین پر جب ہم کسی کو متر کسی کو
بھراتا کسی کو چچا کسی کو تایا کسی کو بھائی کسی کو بھگنی
الغرض اپنا ہی پریوارک سمجھینگے تو ممکن نہیں کہ کوئی
ہمیں غیر سمجھے۔ یہانتک کہ جب درندوں سے بھی ہمیں
دویش نہیں رہیگا تو وہ بھی ہم سے دویش چھوڑ دینگے
چڑیماروں کے باز۔ قلندروں کے ریچھ۔ سانسیوں کے سور
شکاریوں کے چیتے۔ سرکس کے شیر ہمارے قول کے کافی
ثبوت ہیں گو اُن کے ساتھ سلوک بالکل احسن نہیں ہوتا
میرے پرم متر حکیم رام سرنداس جی کمیریاں نواسی نے
ایک دفعہ ذکر کیا کہ ہمارے نواح میں ایک نردویش سادھو
ہیں جانور اس کے پاس آ بیٹھتے ہیں۔ کوے۔ چڑیاں اور
فاختہ وغیرہ پرند بلا فکر اس کے سر۔ کندھوں اور ہاتھوں

پر بیٹھ کلولیں کرتے رہتے ہیں مگر جب کوئی غیر آجاتا ہے
تو فی الفور اُس کے دیکھتے دیکھتے اڑ کر بھاگ جاتے ہیں
کیا یہ کافی ثبوت نہیں ۔ذیل کی حکایت جو اسی بات کی
تائید مزید میں ہے لطف سے خالی نہیں ہوگی۔

حکایت ۔ ایک دفعہ دو طوطے نر و مادہ راستہ کے
قریب ایک کھیت میں چگ رہے تھے کہ دور سے ایک
مسافر نظر پڑا چاہا کہ اڑ جائیں اتنے میں مادہ بولی کوئی
فکر نہیں پرمہنس ہیں دیکھو تو سہی لباس بھگوا ہے۔
دونو پھر اطمینان سے چگنے میں مصروف ہوئے۔ اتنے میں
پرمہنس بھی آ پہنچے آپ نے آتے ہی چادر جانوروں پر
دے ماری اور اس طرح دونو کو پکڑ لیا راستہ میں
حسن اتفاق سے پرمہنس کے ایک سیوک عقل کے اندھے
گانٹھ کے پورے مل گئے۔ پرنتو بھنگ ہونے کے خیال
سے جانوروں کو اڑا دیا۔ دونو جانور حاکم الوقت کے پاس
فریادی ہوئے۔ پرمہنس بلایا گیا راز کھل گیا پرمہنس کو
پھانسی کا حکم ہوا۔ جانوروں نے دوہائی مچا دی ہم یہ
انصاف نہیں چاہتے۔ دریافت پر جواب دیا کہ محض اس کا
بھگوا لباس اتار لیا جاوے جس نے ہمیں دھوکہ میں
ڈالا۔ بیٹا سمجھ لیا جب ظاہر اتنا اثر رکھتا ہے تو باطنی
صفائی کیا کیا نہ کریگی۔ اب تو دویش کے چھوٹ جانے سے
سارا سنسار ہمارا اپنا پریوار بن جائیگا۔ اور ہمارا گھر جو
چھوٹی سی چار دیواری سے محدود ہے وہ اتنا وسیع ہو جائیگا
کہ نہ مشرق میں اس کا خاتمہ نظر آئیگا نہ مغرب میں۔ نہ شمال

ہیں نہ جنوب ہیں مسافرت کا دکھ ملیا میٹ ہو جائیگا جدھر
جائینگے اپنے آپ کو گھر کے اندر پائینگے - پھر کون نہیں جانتا

"چھجو جو سکھ چوبارے نہ بلخ نہ بخارے"

وچار سے پتہ لگتا ہے کہ اہنسائیوں سے صرف اتنے ہی فائدے
نہیں ہوتے۔ بلکہ ہینگ اور دوسرے بدانیوں کے کھانے
کے شایق ہونے کی حالت میں بول و براز مل موتر وغیرہ
نجاستوں سے جو کوئی بھی نہیں بچ سکتا اس سے نجات
پانے کا بھی کیول یہی ایک علاج ہے - مانسہاری کہیں
کہ وہ جانوروں کو مارنے کے بعد نجاست وغیرہ سے دھو
دھلا کر صاف و پاک کر لیتے ہیں - مگر حکمت بتاتی ہے کہ
پہلے ہضم سے براز اور دوسرے سے بول تیسرے چوتھے
سے پسینہ و گید مخاط وغیرہ غلاظتیں پیدا ہو اپنی اپنے مجاری
کے راہ اپنے اپنے محل میں داخل ہوتی رہتی ہیں جب کسی
جانور کو مارا جاتا ہے دورہ خون فی الفور بند ہو جاتا ہے
اور نجاستیں اپنے اپنے مجاری میں منجمد ہو گوشت سے پیوست
ہو جاتے ہیں - جو چاہو سو کرو الگ نہیں ہوتیں جب تک
کہ خود گوشت کو پھینک نہ دیا جاوے - العاقل تکفیہ الاشارہ
رشی فرماتے ہیں اتنے فائدے پاؤ تو اہنسا کا سیون کرو
ورنہ جبر کوئی نہیں -

دولت رام — واقعی پتا جی - اہنسا سیون سے تو
آدمی مرتبہ کرتیہ ہو جاتا ہے - کوئی
دشمن باقی نہیں - تہا کسی کی خوشامد

ضرورت نہیں پڑتی - بغض اور بخل غربت اور افلاس کو دیش

نکالا ہو جاتا ہے۔ سارا سنسار پتا کا پریوار بنجاتا ہے۔ پتا کی محبوبیت کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔ طبیعت عین شانت ہو جاتی ہے۔ اب مزید دوائی کی کیا ضرورت ہے۔

کلپک — نہیں بیٹا۔ ابھی کسر ہے۔ با اینہمہ آدمی تکلیف پاتا ہے اگر وہ اپنے عندیہ کو صاف نہیں جتلاتا کلپنا کرو ایک مہاراجا ہے پیاس سے آتر ہو رہا ہے۔ لاکھوں بھرتیہ اس پر جان نثار کرنے کو طیار ہیں۔ فرزند ارجمند۔ وزیر مقتدی پسینے کی جگہ خون بہانے کو آمادہ ہیں مگر بدقسمتی سے مہاراج بجائے پیاس جتلانے اور پانی مانگنے کے الٹے سردی کے شاکی ہیں اور آگ مانگ رہے ہیں۔ حکم ہوتے ہی برجلت اگنی آموجود ہوتی ہے اور پیاس کو اور بھی دگنا بھڑکا دیتی ہے مگر مہاراج فرماتے ہیں بڑا آنند پایا آگ اور آگے کرو نتیجہ کیا ہوگا عندیہ صاف نہ بتلانے سے مہاراج کو با اینہمہ جاہ و جلال شکار اجل ہونا پڑیگا نہ پانی ملیگا نہ مہاراج جانبر ہونگے۔ اتیہ رشی نے شرط لگا دی کہ اہنسا کے بعد ستیہ کا سیون کرو۔

ستیہ سے مراد حق و باطل میں تمیز کر حق میں نشچہ اور حق کے پرچار اور حق کے دائمی عمل کی ہے۔

دولت رام — پتاجی یہ تو بڑی کڑوی دوائی ہے۔ جھوٹ کے بغیر تو دنیا کا کوئی کام ہی نہیں چل سکتا۔

کلپک — واقعی۔ داروے تلخ است دفع مرض۔ عزیز کا یہ خیال بالکل غلط ہے میں نے اوپر جتلا دیا ہے کہ سچ کے بغیر تو ایک مہاراج کو بھی پانی تک پراپت نہیں ہوتا چہ جائے کہ سرو سادھارن کا جھوٹ سے کام چلے۔ کیا عزیز نہیں دیکھتا کہ جھوٹ کبھی کچھ کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ سچ کا جامہ نہ پہنے با اینہمہ بالاخر رسوا کرتا اور سخت تکلیف دیتا ہے۔ اب سوچ جس کا ملمع چڑھانے سے نکمی چیز قابل قدر بنجاتی ہے اس کی اپنی ذات بابرکات میں کتنے اوصاف حمیدہ بھرے پڑے ہونگے۔

دولت رام — پتا جی میں تو دیکھتا ہوں جھوٹ سے لوگوں نے اقبال پائے جھوٹ سے جاہ وحشمت حاصل کی جھوٹ سے خطاب پائے۔ جھوٹ سے جلیل القدر عہدوں پر ممتاز ہوئے جھوٹ ہی سے ہوئے زمین کے مالک بن گئے پھر کچھ سمجھ میں نہیں جچتا کہ کیوں برا ہے۔

کلپک — عزیز میں تمہیں ایک حکایت سناتا ہوں جس سے بخوبی ظاہر ہو جائیگا کہ جھوٹ سے حاصل ہوئی کامیابی ایک دن وبال جان ہو جاتی ہے۔

حکایت ۔ ایک شہر میں ایک ایماندار راست گو حلوائی رہتا تھا اس کے پاس صرف ایک روپیہ راس کا تھا وہ ہر روز دودھ لاتا مگر عوام کی طرح پانی نہ

ملاتا - اعتبار جم گیا تھا - فی الفور دودھ بک جاتا دو آنے
کے پیسے بچ جاتے اپنا نرواہ کر لیتا مدت اسی طرح گذر گئی
ایک دن اس کے ایک دوست نے صلاح دی کہ تم اب
ایک لوٹا پانی کا شامل کر دیا کرو تو کون دیکھتا ہے - اعتبار
جم چکا ہے اگر کوئی اعتراض کرے تو کہ دینا کہ دودھ گاڑھی
ہے نفیس ہونے کے سبب پتلا نظر آتا ہے - یہ بات حلوائی
کے دل لگی - اس نے اسی دن سے پانی ملانا شروع کر دیا
آدمی اعتباری بن چکا تھا رس اور نفع اور نفع در نفع
بڑھتے بڑھتے امیر الامرا بن گیا اور عزے سے زندگی بسر
کرنے لگا سامنے دوکان میں ایک بڑا آستک اور دھرماتما
سیٹھ رہتا تھا - اسے اس معاملہ کے شروع سے آخر تک
خبر تھی جتنے لوٹے پانی کے حلوائی دودھ میں ملاتا سیٹھ ہر
روز اپنے روز نامچہ میں درج کر لیتا تھا - آخر کار سیٹھ
کو شک ہو گیا کہ ایشور کوئی نہیں ورنہ یہ انیاء ہو سکتا
کہ حلوائی دیانت داری اور راست بازی کی حالت میں
تو تنگ رہے اور بد دیانتی اور جھوٹ کے ارتکاب سے
مالا مال ہو جائے - نیایادھیش کی راجیہ میں ایسا انیائے
نہیں ہو سکتا اور جو انیائی ہے وہ ایشور نہیں ہو سکتا
پانڈھے پنڈتوں کے پاس جاتا اور یہی سوال کرتا مگر کہیں
سے کوئی جواب باصواب نہ پاتا - رفتہ رفتہ پرماتما سے وشواس
اٹھ گیا مگر تھا خوش قسمت - اتفاق سے ایک یوگی شہر کے
باہر آ اترے شہر میں چرچا ہوا سیٹھ کو پتا لگا فی الفور
یوگی کی شرن لی شنکا پیش کر سمادھان چاہا - یوگی نے جواب

دیا پرماتما اب بھی اس کی اصلاح کر رہا ہے۔ جب اس کی طبیعت نفیس خورش و پوشش کی معتاد ہو جائیگی کافی سزا پاسکیگا اور کافی سزا سے کافی اصلاح ہو سکیگی۔ سیٹھ نے کہا مہاراج ان باتوں سے میری تسلی نہیں ہوتی جب میں سامنے اسے عیش و عشرت بھوگتے دیکھتا ہوں۔ روز نامچہ پیش کیا اور دکھلایا کہ اتنے لاکھ لوٹا اس نے پانی کا بلایا ہے اور نتیجہ یہ اقبال ہے جس میں کسی کو کوئی کلام نہیں ہے۔ یوگی حقیقت میں یوگی تھے معاملہ کو سمجھ گئے اور سیٹھ کو فرمایا کہ ایک اتنا طویل اتنا عریض اور اتنا عمیق گڑھا کھدوا دو۔ ویسا ہی گڑھا کھدوایا گیا۔ پھر یوگی نے کہا اتنے ہی لوٹے پانی اس میں ڈالدو۔ فی الفور تعمیل ہوئی یوگی بولے۔ سیٹھ جی آپ گڑھے میں اتر جاؤ۔ چنانچہ سیٹھ گڑھے میں اتر گئے پانی سینے تک پہنچا تب یوگی بولے۔ سیٹھ جی آپ ڈوبے کیوں نہ۔ سیٹھ نے کہا مہاراج ابھی ڈوبوں. کیونکر پانی تو صرف سینہ تک آتا ہے۔ حکم دیا کہ پانی گڑھے میں اور ڈالو۔ پانی ڈالتے ڈالتے اتنا پانی چڑھ گیا کہ سیٹھ کے منہ میں پڑنے لگا۔ دوہائی مچائی کہ مجھے نکالو۔ سیٹھ کو جھٹ پٹ نکلوایا گیا اور اس سے کہا کہ جب تک اس قدر لوٹے اور پانی کے دودھ میں ملکر فروخت نہیں ہو جاتے حلوائی کا بیڑا غرق نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ لوٹے پورے ہو چکے اتفاقیہ ایک دن رات کو دکان میں آگ لگ گئی سب کچھ جل گیا۔ حلوائی نیم مردہ بچ نکلا اب وہ ایک روپیہ بھی مراحس کا پاس

نہ رہا۔ دساور و آڑھتوں کا قرضہ، مزید براں - عزیز نے سمجھ لیا جھوٹ کا کیا نتیجہ ہوا۔ جھوٹ سے کیا حاصل ہوا اقبال جھوٹ کا جاہ و جلال سچ مچ خواب کا راج ہے۔ ؎

"سوپنے میں راجا بھئے جاگت بھئے کنگال"

ستیہ میں فضیلت ہی ہے کہ رشی مہرشیوں نے اُس کی خاطر اپنے تن من دھن اور لخت جگر دل تک کی کوئی پرواہ نہیں کی کہتے ہیں کہ پرہلاد کے بیٹے اور ایک رشی کے درمیان ایک کنیا کے سویمبر پر جھگڑا ہوا رشی راستی پر تھا۔ فریقین نے پرہلاد کو ہدایت (منصف) مانا اور شرط قرار پائی کہ پرہلاد جس کے حق میں فیصلہ دے وہ کنیا کو بیاہے۔ اور حریف کا سر قلم کرے۔ جس وقت پرہلاد کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو پرہلاد نے الفور راست ناراست کو جانچ گیا۔ خیال ہوا کہ ایک طرف پتر کی جان جاتی ہے دوسری طرف دھرم سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ یقین ہو گیا کہ دھرم ہے تو سب کچھ ہے اگر دھرم نہیں تو سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں۔ رشی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ رشی پرہلاد کی اس ہمت مردانہ سے ایسا متاثر ہوا کہ اُس نے کہہ دیا کہ یہ راجکماری میری دھرم کنیا ہے میں آپ کے پتر کو دان دیتا ہوں۔ سچ ہے ؎

راستی موجب رضائے خدا ست
کس ندیدم کہ گم شد از راہ راست

راستی واقعی انسان میں ایک اعلےٰ وصف ہے جس کے بغیر انسان کبڑا ہے۔ ستیہ کے سیون سے صرف اتنا ہی

نہیں ہوتا کہ ہمارے کام چلتے جاتے ہیں اور ضروریات پوری ہوتی جاتی ہیں بلکہ وہ مقصد جو کبھی کسی کا پورا ہی نہیں ہوا باوجود اس کے کہ کروڑوں سپاہ جمع کی۔ ناحق بندگان خدا کو قتل کروایا۔ دین و دنیا کی بدنامی و رسوائی اٹھائی۔ سچ ہی کے میمون سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر فرد بشر چاہتا ہے کہ میرے اوپر کوئی حکمران طاقت نہ رہے۔ کسی سلطنت کا خوف نہ ستائے اور اس مطلب کے لئے ناکردنی افعال کے ارتکاب سے بھی باز نہیں رہتا۔ مگر کبھی مطلب پورا نہیں ہوتا۔ راستباز راستبازی اختیار کرتے ہی ان ساری گورنمنٹوں سے اتنا مستغنی ہو جاتا ہے گویا اس پر اُن کا کوئی اثر ہی مطلقاً نہیں پڑتا۔ وہ راستباز ہے جانتا ہے جرم کی پاداش سزا ہے کوئی جرم ہی نہیں کرتا روز روشن میں جس طرح پاپ کرنے سے لوگ گھبراتے ہیں۔ ماں باپ اور حکام کے سامنے جس طرح لوگ ڈرتے ہیں۔ اسی طرح برائیاں راستباز کی راستی سے خوف کھاتیں اور اس سے دور رہتی ہیں۔ جب ایک آدمی سے کوئی برائی ہی سرزد نہو تو فی الاصل اس کا کسی گورنمنٹ سے واسطہ ہی کیا ہے ایک دفعہ راستی اختیار کرلو پھر کیا مجال کہ کوئی پاپ آپ کے پاس پھٹکے۔ سچ میں اصلاً بڑی برکتیں ہیں جھوٹ تو رزیل سے رزیل حیوان بھی پسند نہیں کرتے۔ روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیکر کسی کتے کو آواز دو فی الفور دم ہلاتا ہوا دوڑا چلا آئیگا مگر روٹی نہ ڈالو کچھ انتظار کے بعد چلا جائیگا پھر بلاؤ پھر دوڑا آئیگا۔ ایسا کرتے جاؤ بالآخر کتنی

کوشش کرو روٹی کا ٹکڑا زمین پر بھی پھینک دو مگر وہ نہیں آئیگا کیونکہ جھوٹ کا اسے اطمینان ہوگیا ہے اور جھوٹ پر وہ لعنت بھیجتا ہے اس لئے اب آنا وہ پسند نہیں کرتا۔ جب کتوں کو بھی اس سے اتنی غیرت اور نفرت ہے تو پھر انسان کا اس میں مبتلا ہونا کب اس کی شان کے شایاں ہو سکتا ہے۔

دولت رام — پتا۔ اب تو کوئی کسر باقی نہیں۔ سارا سنسار اپنا پریوار بن گیا کوئی پرایا سر پر نہ رہا۔ وغیرہ وغیرہ اس سے بڑھکر اور کیا سکھ ہو سکتا ہے؟

کلپک — سومیہ۔ نہیں ابھی کسر ہے۔ خواہ کوئی کتنا ہی گھر کا آدمی کیوں نہو جبتک ہمیں اس کے سادھ ہونے کا اعتبار نہو ہم اس کا خاص جگہوں میں دخل ہونے نہیں دیتے۔ عزیز نے کیا نہیں دیکھا کہ ایک معمولی دکاندار اپنے بیٹے کو بھی جس پر اسے سادھ ہونے کا اعتبار نہیں اپنی دوکان پر تنہا چھوڑ کر نہیں جاتا مبادا کوئی پیسہ دکان سے چرا لے مگر برخلاف اس کے ایک جواہری جواہرات سے بھری دوکان ایک غیر کے سپرد کرکے جس پر اسے چور نہ ہونے کا کما حقہ اعتبار ہے چلا جاتا ہے۔ اس لئے خواہ سارا سنسار اپنا پریوار بنجاوے یا سارا جہان اپنا گھر ہو جاوے آدمی آزادی سے ہر ایک ستھان پر نہیں بچر سکتا جبتک کہ وہ سادھ ہونے کا مکمل یقین نہ کرا دے۔ اس وقت کو

دور کرنے اور حسب منشاء ہر جگہ بغیر روک ٹوک خود
مختاری سے بچرنے اور آزاد مطلق بننے کے لئے حکیم پاتنجلی
اب تیسری دوائی "استییہ" تجویز کرکے نسخہ میں شامل کرتے
ہیں۔ استییہ کے معنی چوری نہ کرنا۔ کسی حقدار کا حق نہ دبانا
ہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ سب کا وشواش پاتر بن جائیگا
خزانوں پر لیٹنا چاہئے کوئی مانع نہوگا۔ ہم روز دیکھتے ہیں
کہ خواہ کوئی کتنا ہی امیر کیوں نہو جب گھر سے رات کو
بلا لینٹرن باہر نکلتا ہے۔ پولیس پیچھا نہیں چھوڑتی جب تک
کہ اسے اس کے ساہو ہونے کا حق الیقین نہو جاوے
برخلاف اس کے لینٹرن والے اور بھگوے پوش خواہ بازاروں
میں آدھی رات کے بعد پھریں اور سڑکوں پر پڑے
رہیں کوئی نہیں پوچھتا کہ تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں
وجہ یہ کہ ان کی روشنی اور اُن کا بھگوا لباس اس بات
کی دلیل ہے کہ وہ سادھو ہیں چور نہیں گو انقلاب زمانہ
نے بھگوی پوشش کی کوئی وقعت باقی نہیں چھوڑی۔ پس
جو حقیقت میں چور نہیں اسے کون روک سکتا ہے واقعی
وہ خود مختار ہے وہ آزاد مطلق ہے وہ سوتنتر ہے جہاں
چاہے بچرے کوئی مانع نہیں آئیگا۔ عزیز چور کو کبھی شانتی
نہیں ہوتی۔ سپاہی اپنے کام کو جا رہا ہو۔ وہ دیکھکر گمان
کرتا ہے کہ مجھے ہی پکڑنے آیا ہے۔ الغرض دن رات فکر و
تردد میں گذرتا ہے ایک لمحہ بھی اطمینان سے نہیں بیٹھتا۔
سکھی وہی ہے جو چور نہیں۔ استییہ کے سیون سے صرف
یہی فائدہ نہیں پہنچتا۔ پُتر ویوگ کا دارن دکھ جس کی بدولت

کوئی گود ارمان سے خالی نہیں اور کوئی دل بیداغ نہیں پرایہ اسی سے نورت ہوتا ہے۔

دولت رام — بھلا پتا جی پتر دیوگ کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ مصرعہ
تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے
اور چوری کا پتر دیوگ سے تعلق ہی کیا ہے۔

کلپک — بیٹا کوئی دکھ نہیں جس کی دوا نہیں۔ تقدیر کے بھروسے تو کوئی کسی بیماری کی دوائی ہی نہ کراتے۔ کیا عزیز نے سہسروں بار ہندوؤں اور دوسرے سیانوں کو کہتے نہیں سنا کہ ست یگ۔ دوا پر اور ترتیا میں یہ نہیں ہوتا تھا کہ نور العین اپنے والدین کو داغ مفارقت سے داغدار کر جائیں اور اُن کی بقیہ زندگی تلخ بنا جائیں کیا کوئی وجہ ہے کہ ایک کام ست یگ۔ دوا پر اور ترتیا میں تو نہ ہو مگر کل جگ میں بنا سبب ہونے لگے۔ صاف ظاہر ہے کہ اُن زمانوں میں جس اوشدھی کا سیون ہوتا تھا اس کے ترک کر دینے سے اس موذی مرض نے ہمیں کلجگ میں آ گھیرا۔ نتیجہ جان کہ استیہ کا سیون ہی کلجگ میں بھی پتر دیوگ سے بچنے کے لئے حفظ ما تقدم کا کام دیتا ہے۔ اگر بچوں کے حقوق کی استقرار حل سے پورے طور پر رکشا کی جاوے اور انہیں ان کے حقوق سے محروم نہ کیا جاوے تو ہرگز ہرگز یہ دکھ دیکھنا نصیب نہ ہو سوائے ان صورتوں کے جو شاذ و نادر وقوع پذیر

ہوتی ہیں بچوں کے لیئے ماتا کا نفیس دودھ قدرتی غذا ہے مگر مورکھ والدین اُن کے اس حق کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے شہوت سے مغلوب ہو کر مجامعت کے ذریعہ اس پوتر دودھ کو ناپاک اور زہریلا بنا دیتے ہیں - مثل مشہور ہے - پتی کے سپرش سے دودھ خشک ہوتا ہے اور پتر کے دیکھنے پر دودھ کی دھاریں چھاتیوں سے خود بخود بہ نکلتی ہیں - سوچو تو سہی دودھ خشک ہو کر کہاں جاتا ہے - شہوت کے جوش سے دودھ لطیف سے کثیف ہو جاتا ہے - لوگ اسے خشک ہونا کہتے ہیں - منوی ذرّے دودھ میں شامل ہوکر دودھ کو زہریلا بنانے میں اور یہی غضب ڈھاتے ہیں - اب بتلاؤ جب بچہ کو دودھ کی جگہ ربڑی - نہیں نہیں زہر ہلاہل قاتل خوراک ہیں ملے تو اس کی خیر کب ہو سکتی ہے - وہ تو ضرور مریگا - سارے حکماء - اطباء ڈاکٹر متفق البیان ہیں کہ زیادہ تر بچے دودھ کی قلت کثافت اور سمیت کے سبب موت کا شکار ہوتے ہیں - تعجب تو یہ ہے کہ ایک بچہ ابھی تین مہینے کا نہیں ہوتا کہ دوسرا حمل ٹھیر جاتا ہے - نہ پہلے بچے کو کافی اور مصفا دودھ ملسکتا ہے اور نہ جنین کو ہی کافی خوراک پراپت ہوتی ہے - پہلا ایک سال کا نہیں ہوتا کہ دوسرا پیدا ہو جاتا ہے پہلے کو دودھ سے مطلق جواب دوسرے کے ساتھ پھر پہلے والا سلوک - پندرہ پندرہ بچے جن کر بھی لاولد کے لاولد رہ جاتے ہیں - پھر شکایت کرتے ذرا بھی شرم نہیں آتی اور کہتے چلے جاتے ہیں - نصیب! کلجگ آ گیا -

اب کیا کیا اپدرو نہیں ہونگے۔ بیٹیا سوچ تو سہی اب دنیا میں کتنے ساہد ہیں جو لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک سا پالتے ہیں اور کے بھدر پُرش ہیں جنھوں نے بیجا طور پر اپنی بیویوں کے حقوق ضبط نہیں کئے ہوتے اگر آج استیہ پر پورا عمل ہو جاوے کل تکلیفیں اڑ جائیں۔ ساری مصیبتیں رفع ہو جائیں۔ ہمہ عالم میں شانتی ہی شانتی کا راج ہو جائے دکھ درد سب مٹ جائیں۔

دولت رام — پتا جی۔ اب تو یگیاسو کو بڑا انند ہو گیا۔ دنیا بھر کی ساری نعمتیں میسر ہو گئیں اب وشیش اودھیوں کے ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

کلپک — نہیں بیٹیا ابھی جسمانی بیماری اور کمزوری باقی ہے۔ جو کل نعمتیں تلخ کر دیتی ہے اور زندگی وبال بنا دیتی ہے۔ جو آدمی چل نہیں سکتا پھر نہیں سکتا۔ چارپائی سے اُٹھ نہیں سکتا نانا پرکار کی بیماریوں سے پیڑت ہو رہا ہے خواہ اُس کے پاس کتنے ہی عیش و عشرت کے سامان موجود ہوں خواہ کتنا بڑا تابعدار پریوار رکھتا ہو۔ زندہ در گور ہے یہ سارا ساز و سامان اس کے لئے ماتم کدہ سے کم نہیں۔ ہم نے آنکھوں دیکھا ہے کہ والدینوں نے اپنے لخت جگروں کو جنہیں وہ ایک منٹ اپنی چھاتی سے علٰحدہ کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جب کبھی ذات الجنب۔ قولنج۔ وجع الکلیہ یا کسی اور مزمّنہ بیماری میں اُن کے پاس لائے گئے تو دھتکار

کر نکال دیا اور منہ دیکھنے تک روادار نہ ہوئے۔ واقعی تندرستی ہزار نعمت ہے۔ بیمار اور کمزور کی زندگی زندگی نہیں۔ پس اس مصیبت کے دفعیہ کے لئے چوتھی دوائی رشی نے برہمچریہ تجویز کی ہے۔

برہمچریہ سے یہاں مجرد رہنا اور ساؤدھانی سے بیریہ ستمبھن کرنا مراد ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک سادھوؤں کے لئے اور وہ سرووا۔ جبتیارریہ یعنی تالے کے جتی رہنا بلکہ احتلام وغیرہ کے ذریعہ کبھی منی کو نشٹ نہ ہونے دینا ہے۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ احتلام کا معاملہ سوادھین نہیں مگر اصلیت یہ ہے کہ بالکل سوادھین ہے۔ جبتک کہ خیالات گندے نہ ہوں یا پہلے گندے نہ رہ چکے ہوں یا بدپرہیزیوں یا بے اعتدالیوں سے جسم میں امتلا نہو یا قبض کی شکایت نہو یا بیریہ آشے Seminal Vesicles

یعنی ردعیہ منی کے نواحی میں کرم پیدا ہوکر ردعیہ منی کو کھجاتے نہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔ کبھی احتلام نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم گرہستیوں سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ دس کے اندر جتنی سنتانوں کو آدمی بخوبی پالن پوشن کر سکے اور بھلی بھانتی سو شکشت بنا سکے اتنی دفعہ اپنے پچیس سالہ گرہست میں اپنی دھرم پتنی استری سے رتو گامی ہو اور باقی وقت سادھوؤں کی طرح بیریہ کا ستمبھن کرے۔

دولت رام | پتاجی اس طرح تو کسی کے سنتان ہی نہوگی میں لوگوں سے سنتا ہوں کہ وہ ہزار ہزار دفعہ مجامعت کرتے

ہیں اور ایک بار بھی استقرار حمل نہیں ہوتا آپ تو زیادہ سے زیادہ دس بار کی اجازت دیتے ہیں اور وہ بھی شاید کسی راجے مہاراجے کو۔

کلپک | ہزار ہزار دفعہ مجامعت سے اگر ایک بھی سنتان اُن کے ہاں نہیں ہوتی تو یہ اُن کا اپنا قصور ہے۔ قدرت کا قاعدہ ہے کہ وقت پر ایک دفعہ کی مجامعت سے ایک بلکہ کبھی کبھی دو سنتانیں ہو جاتی ہیں۔ بات یہ ہے کہ قدرت کے برخلاف چلکر چھوٹی عمر کی شادیوں اور قبل از وقت مجامعتوں سے لوگوں نے منی کو ناقابل اور گربھاشے کو خراب کر چھوڑا۔ اس سبب سے سنتان اتنی کے بالکل ناقابل ہو گئے۔ سچ پوچھو تو بہت تھوڑے ہیں جو اپنے آپ کو باپ کا جائز بیٹا ثابت کر سکتے ہیں۔ نہ کبھی گربھادھان سنسکار ہوا نہ اپنے پتا کا پتر ہونے کا کسی کو سرٹیفکیٹ ملا۔ قدرتی اصولوں کو نہ توڑا جاتا نہ یہ دن دیکھنے نصیب ہوتے۔ سَو نر و مادہ حیوان اکٹھے کرو جو کہ عالم شباب میں ہوں وقت وقت پر ان کا گمن کرا دو۔ سب کی سب مادہ حاملہ ہو جائینگی۔ روز ایسا ہوتا تجربہ میں آتا ہے۔ کوئی کسی خاص بیماری کی وجہ سے محروم از حمل رہے تو رہے ننانویں تو بالیقین بچہ جنینگی بیٹا کیا کہوں اس معاملہ میں تو حیوان اچھے ہیں جو رتو سے یعنی بہار حمل کو پہچانتے ہیں۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے کامی سے کتا بھلا جو رت سر کھوئے کام۔ انسان نے تو حیا ہی چھوڑ دیا۔ ہم انہیں رشیوں کی سنتان ہیں جو اس اموگھ

بیرج سے سنتان بھی پیدا کرنا گوارا نہیں فرماتے تھے بلک اس بیرج سے سنتان پیدا کرتے تھے جس کا جسم میں قائم رہنا وہ طبعی طور پر محال سمجھتے تھے۔ رشیوں نے آدیتہ برہمچریہ اڑتالیس سال کا بتلایا ہے اور یہی سب سے اعلےٰ تریں ہے۔ کیونکہ اڑتالیس سال کی عمر تک ہر ایک وستو جسم میں مکمل اور پری پکّ ہو جاتی ہے اس کے بعد جتنا بیرج روز مرہ کے خورد و نوش سے پیدا ہو سکتا ہے وہ کسی نہ کسی راہ ضرور خارج ہو جاتا ہے۔ پس وددان اس عمر میں اس ضائع ہو جانے والے بیریہ سے سنتان پیدا کرتے ہیں ورنہ اپنی زندگی کا مدار اسی بیریہ کو تصور فرماتے ہیں۔ دھنونتری منی کہتا ہے۔

रसायणमि
दमब्रह्मचर्य्यम्

برہم چریہ ہی رسائن ہے

واقعی اگر ایسا نہ ہوتا تو شاستروں میں بیریہ دان اور رتو دان کے الفاظ نہ ملتے۔ کیونکہ شہوت رانی پر دان کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ چونکہ سنتان کا پیدا کرنا پتری رِن (قرضہ) سے اُتّیرن ہونا ہے۔ رشیوں نے اس کا نام دان رکھا مبادا لوگ رسائن کی پوری قدر کرتے ہوئے فرائض ادا کرنے میں ممسک ہو جاویں۔ اور غفلت اختیار کریں اور پتری رِن ادا کرنے سے قاصر رہیں۔ ورنہ اگر بیریہ سے مراد شہوت پرستی ہوتی تو رشی ہرگز ہرگز ایسا نہ لکھتے شہوت کے مغلوبوں کو وہ بڑا پاپی سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے تھے جو ایک دفعہ بیرج کو بیفائدہ کھوتا ہے وہ ایک اسقاط حمل کا مجرم ہے بلکہ اس سے ایک برہم ہتیا کی۔ نہیں نہیں اگر غور

سے دیکھا جاوے تو اُس نے ایک دنیا کو قتل کر دیا کیونکہ ایک
بیریہ ایک ہی آدمی کو پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر جو
ہزارہا کیڑوں کی سرشٹی ہے اُن کے بیج کا بھی یہی بیریہ متحمل
ہوتا ہے۔ بیٹا یہی بیریہ ہے جس پر انسان کا بل۔ بدھی
اور پراکرم منحصر ہے۔ جو آدمی چاہے کہ دشمن اس کے رعب
میں رہیں۔ شیر تک اس کی بہادری کا لوہا مانے وہ برہمچریہ کا
پالن کرے۔ جو آدمی چاہے کہ حسن میں ماہ و مہر اس سے
شرمائیں۔ جو آدمی چاہے کہ سب سے بڑے بڑے بلوانوں کو
لپیٹ کرے۔ جس کی خواہش ہو کہ بلا انجن بصارت ترقی کرے
بنا پان کھائے ہونٹ لعل خام معلوم دیں۔ بلا تزئین چہرہ
مزین رہے۔ ہر وقت فرحت ہی فرحت ہو۔ غم پاس تک نہ
پھٹکنے پائے۔ خواب گراں کا مزہ اٹھائے۔ حافظہ تیز ہو۔ ذہن
رسا ہو۔ عقل سلیم ہو۔ وہ برہمچریہ پر کٹی بدھ ہو جائے۔ وشے
آشد بھی جو چاہے وہ برہمچریہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ بھیشم پتا مہا
نہیں برہمچریہ ہی کا بل تھا کہ بانوں کی شیا پر لیٹا ہوا اسکئے دن
کاٹتا ہے۔ جسم گھائل ہو رہا ہے اور اُف تک نہیں کرتا بلکہ
برعکس اس کے اپدیش کرتا ہے جو آج تک شانتی پرب کے
نام سے مشہور و مشہود ہے۔ مہرشی دیانند جی نے برہمچریہ ہی
کے بل سے چاردانگ عالم میں ویدوں کا ڈنکا بجایا۔ جیسے نظام
شمسی کو شمس ہے جیسے جسم کو دماغ ہے ویسے صحت اور بل
کو برہمچریہ ہے۔ بے حوصلہ کو دلیر بزدل کو شیر بنا دینا برہمچریہ
کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ پاتنجلی جی کہتے ہیں۔

ब्रह्मचर्य्य प्रतिष्ठायां वीर्य्यलाभः

یعنی برہمچریہ سے بل ہوتا ہے
اتنے فائدے پاؤ تو برہمچریہ کا سیون کرو ورنہ تمہارا
اختیار ہے۔

دولت رام — اب تو یقین ہو گیا کہ دنیا میں نہ تو کوئی تکلیف ہی ایسی رہی جس کا دفعیہ نہ ہو گیا ہو اور نہ کوئی نعمت ہی ایسی باقی رہی جس کا انحصار ستیہ۔ استیہ۔ اور برہمچریہ کے سیون سے حصول نہ ہوا ہو۔

کرپک — بیٹا یہ تو سچ ہے مگر بڑوں کو بڑے فکر۔ ایک ایک جس جن جانوروں میں کام کرتی ہے انہیں موت دلائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ دیکھو مچھلی کانٹے میں پروئی جاتی ہے۔ پروانہ شمع پر جل مرتا ہے بھنورا پھول میں بند ہو جان بحق تسلیم کرتا ہے۔ ہاتھی مغلوب الشہوت ہو پکڑا جاتا ہے۔ خارش والا کھاج کر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ تو انسان کا کیا حال جو کل حواس کا مجموعہ ہے ان مصائب سے محفوظ رکھنے کے لئے رشی نے اب پانچویں دوائی اپریگرہ تجویز فرمائی ہے۔

اپریگرہ اپنے حواسات و خواہشات پر قابو و ضبط رکھنے کو کہتے ہیں۔ فی الحقیقت وہی سکھی ہے جو اندریوں کا غلام نہیں۔ جو اندریوں کا تابعدار ہے۔ رنج و محن اور غم و الم میں ہمیشہ مستغرق رہتا ہے۔ بھرتھری ہری جو راج تیاگ ویراگی ہوئے ایک دفعہ ان کے پنجہ میں پھنس گئے۔ نتیجہ بھگتنا پڑا کمال شرمندہ ہوئے۔ گنگا کے کنارے سیر کر رہے تھے کہ ایک جگہ

ریت میں لعل پڑا پایا۔ من نے دھوکا دیا۔ چاہا کہ لعل اٹھا لیں اور سوچا کہ گو ہمیں ضرورت کوئی نہیں کسی ابھیاگت کے کام آئیگا پکڑنے کے لئے ہاتھ ڈالا۔ ہاتھ غلیظ ہو گیا۔ کیونکہ حقیقت میں یہ لعل نہ تھا بلکہ کسی شوقین نے پان کھا کر تھوکا ہوا تھا جو مدوّر شکل سے سورج کی شعاعوں سے لعل کی طرح چمکتا تھا نہایت پشچاتاپ کیا اور کہا کہ اگر اندریوں کی غلامی اختیار نہ کرتے تو یہ درگتی کیوں ہوتی۔ میں لاہور کے سالانہ جلسہ سے ریل میں بیٹھا واپس آ رہا تھا کہ دو مراسیوں نے ملکر گانا شروع کیا۔

"اے چھوٹی جہی گھنی بدلے من مجھیاں چرانیاں پیاں"

مجھے سنکر بڑا لطف آیا۔ اُن کا کچھ مطلب ہو مجھے اس سے غرض نہیں۔ مگر میں اس کے اصلی معنی سمجھ گیا کہ ایک زبان کے مزے کی خاطر آدمی خبیث اعمال اختیار کرتا ہے تکالیف اٹھاتا ہے اور شرم نہیں کھاتا۔ بازار میں چلتے ہوئے حلوائی کی دکان پر نظر پڑتی ہے رنگا رنگ کی مٹھائیاں من کو موہ لیتی ہیں۔ آدمی آگے چل دیتا ہے۔ من بچے کی طرح مٹھائی کے تھال میں بیٹھ جاتا ہے۔ روتا ہے۔ چلاتا ہے آدمی سنتا ہے۔ قدم آگے ڈالتا ہے پیچھے پڑتا ہے۔ اب کسی طرح شانتی نہیں اگر شیرینی لیدیتا ہے تو بصورت قلیل المقدار ضد بدستور اور بصورت کثیر المقدار سوء ہضمی کا پیدا ہونا اور طبیعت کا گھبرا کر جانا مزید براں۔ پس خوش قسمت ہے وہ جس نے مٹھائی دیکھی اور اسے اس کا خیال تک بھی نہ ہوا۔ ایک سادھو شام کے وقت ایک ساہوکار کی دکان پر جا بیٹھا ہرچند بھوکا تھا مگر سوال نہ کیا

ساہوکار رات کو دُکان بند کرکے گھر کو چلدیا اور سادھو وہیں دکان پر پڑا رہا۔ساہوکار جب کھانا کھا چکنے کے بعد چارپائی پر لیٹا تو اُسے خیال آیا کہ ایسا مہاتما سادھو جو سوال تک نہیں کرتا دکان پر بھوکا پڑا رہے اور میں پیٹ بھر روٹی کھالوں لعنت ہے مجھ پر کہ میں نے ایسے اتیتھی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ دکان میں اتفاقاً ایک مٹھائی کا تھال دھرا پڑا تھا یاد آگیا۔ ارادہ کر لیا کہ بھوجن تو اب رہا نہیں مٹھائی ہی سادھو کو دے آؤں تاکہ وہ بھوکا نہ رہے۔آکر دُکان کا دروازہ کھولا۔مٹھائی کا تھال نکالا اور باہر رکھ دیا اس غرض سے کہ دکان کو قفل لگا کر پھر ساری مٹھائی سادھو کی بھینٹ کرے۔سادھو اس معاملہ کو دیکھا کیا جب ساہوکار قفل لگا چکا اور مٹھائی کا تھال سادھو کو دینے کی غرض سے اٹھایا تو سادھو ضبط نہ رکھ سکا اور بولا مٹھائی مجھے بھی۔ساہوکار نے مٹھائی سے ایک مٹھی بھر کر سادھو کو دے دی اور باقی مٹھائی ساتھ لیکر چلتا ہوا ضبط کا وہ پھل اور بے ضبطی کا یہ نتیجہ۔

ان مانگت موتی ملیں مانگت ملے نہ بھیکھ

ضبط مصنوعی طور پر بھی اپنے پُرتاثیر پھل سے ضابط کو صاحب کمال بنا دیتا ہے۔ ایک دفعہ ایک رانی کی بھنگن بیمار ہو گئی گھر میں کوئی دوسری عورت نہ تھی راجا کا گھر چھوٹتا دیکھکر بھنگی اور بھنگن دونو کو سخت قلق ہوا آخر بھنگی زنانہ لباس پہن زنانہ بن رانی کے ہاں صفائی کو چلا گیا۔صفائی تو کرلی مگر رانی پر نظر جا پڑی۔نگاہوں کے تیر نے نیم بسمل کر دیا۔گرتا پڑتا گھر پہنچا۔دن پاکر بھنگن تو راضی ہو گئی مگر بھنگی

نہ کچھ کھاتا نہ پیتا۔ ؎

خاک سمجھاوے کوئی عشق کے دیوانے کو
زندگی اپنی وہ سمجھتا ہے گذر جانے کو

سوکھ کر لکڑی ہو گیا۔ شاہی بھنگی تھا۔ طبیب پر طبیب آتے مگر کوئی تشخیص مرض نہ کر سکا۔

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

اگر کہے تو منہ جلے نہ کہے دل جلے۔ قہر درویش بر جان درویش۔ موت کا انتظار کھینچنے لگا۔ بالآخر بھنگن کے استفسار پر ایک دن بھانڈا پھوڑ دیا۔ بھنگن مہارانی کے پاس گئی۔ دل میں سوچا کہ میں آج نہیں تو کل بیوہ ہوئی اگر رانی پوچھے تو صاف صاف کہدوں زندگی عذاب سے تو چھوٹ جائیگی۔ مہارانی نے بھنگی کی بیماری کا حال تو سن ہی رکھا تھا۔ بھنگن سے بھنگی کی صحت کا حال پوچھا اس نے جواب میں معاملہ صاف صاف بتلا دیا۔ رانی پہلے تو آگ بگولہ ہو گئی مگر دوُرشی تھی سنبھل گئی۔ بھنگن سے کہا اگر سچ مچ یہی بات ہے تو بھنگی کو کہدے کہ دریا کے کنارے صف بچھا کر بیٹھ جائے نہ کسی سے بولے نہ چالے کوئی کچھ رکھ جائے یا لے جائے کچھ توجہ نہ دے۔ صف کے نیچے مٹھائی کے مٹ دبے رہیں آدھی رات کو مٹھائی کھائے اور جنگل ہو آئے پھر ایشور کے دھیان میں مگن رہے میں اسے وہاں ملونگی۔ یہ سندیسا سنتے ہی بھنگی اس طرح خوش ہوگیا جیسے کسی جگیاسو کو کوئی گیانی مل جائے۔ فی الفور دریا پر جا بیٹھا رانی کے حکم کی پوری تعمیل کی مگر ایشور کے دھیان کی بجائے محض رانی کا دھیان تھا۔ لوگوں نے جب انوکھے استغنا کا سادھو دیکھا تو

دنوں میں مشہور کر دیا جابجا اس کا چرچا ہونے لگا کوئی آنا چڑھاوا چڑھا جاتا کوئی آنا اٹھا لیجاتا۔ وہ رانی کے دھیان میں ایسا مگن رہتا گویا دنیا کی اسے خبر ہی کوئی نہیں۔ بالآخر جب شہرت بہت بڑھ گئی تو مہاراجا کو بھی فقیر کے دیدار کا اشتیاق غالب ہوا۔ مہاراجہ ننگے پاؤں امیروں وزیروں سمیت۔ کشتیوں میں زر و جواہر توڑوں میں اشرفیاں بکمال عجز و انکسار سے فقیر کی زیارت کو آئے۔ مؤدبانہ بیٹھ گئے مگر فقیر نے کچھ التفات نہ کی۔ مہاراجہ بھینٹ چڑھا۔ فقیر کا درشن کر اپنے آپ کو کرتیہ کرتیہ سمجھ واپس ہوا۔ مفت خوروں نے ساری بھینٹ اٹھا لی۔ راجہ کو خبر ہوئی بولے کہ فقیروں کو کیا پرواہ ہے ہماری بھینٹ چڑھ گئی اب خواہ کوئی اٹھالے۔ فقیر کی پرتشٹھا راجہ کی تشریف آوری اور اس کی غیر معمولی استغنا سے ہزار گنا اور بڑھ گئی۔ مہارانی نے مہاراجہ سے فقیر کے درشنارتھ التجا کی۔ مہاراج نے بڑی پرسنتا سے سوانگت کی۔ مخملوں سے فقیر کے آسن تک شامیانے اور قناتیں لگ گئیں۔ مہارانی تن تنہا رات کے وقت خوب ہار شرنگار کر ایک منوہر لینٹرن ہاتھ میں لے فقیر کے پاس آکر بولی۔ سہ

بیا بیا کہ مرا طاقتِ جدائی نیست

یہ سن کر کان کھل گئے۔ بے تحاشا رانی کے پاؤں پڑ گیا اور کہنے لگا تو تو میری ماتا اور سچی راہبر ہے۔ اس جھوٹے صنبط پر مہاراج مجھ احقر الحقیر بھنگی کے زیر ہو گئے تو میں اب سچا ضبط کیوں نہ رکھوں جس سے مہاراجوں کا مہاراج پرمیشور خوش ہو کر مجھے اپنے شرن دے۔ پس حکیم پاتنجلی فرماتے ہیں

کہ اہنسا۔ ستیہ استیہ اور برہمچریہ کے ساتھ اپریگرہ کا سیون نہایت اوشیک ہے۔

دولت رام — اب تو پتاجی آسمان پاؤں تلے نظر آتا ہے کیا ابھی روگ نورتی پوری نہیں ہوئی۔

کلپک — نہیں بیٹا ابھی اور تکلیفیں ہیں جن کے دفعیہ بغیر خواب گراں۔ سمادھی یا مراقبہ میں پرونشٹ ہونا محال ہے ابھی تو ایک نسخہ پورا ہوا ہے دوسرا سالم باقی ہے۔

शौच संतोष तपस्स्वाध्यायेश्वरप्रणिधानानि नियमाः

عزیز کو معلوم ہو با ایہمہ فارغ البالی۔ انسان کو پسینہ آتا ہے پیشاب آتا ہے پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اگر انہیں صاف نہ کیا جاوے آدمی بیمار ہو جائے۔ کھاد اور روڑی کے پاس سے گذر ہوتا ہے۔ گندی ہوا گھروں میں آتی ہے وبائی امراض ویشوں کے دیش تباہ کر دیتی ہیں جب تک ان کا تدارک نہو انسان کی صحت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس بلا کو دیش نکالا دینے کے لئے رشی ودشوچ" کا سیون بتلاتے ہیں۔

شوچ کے معنی ہیں پوترتا پاکیزگی۔ یہ دو نوع کی ہے۔ روحانی اور جسمانی۔ روحانی صفائی علم اور عقل سے ہوتی ہے جسمانی سنان اور اگنی ہوتر سے ہوتی ہے۔ اگنی ہوتر پرجولت اگنی میں سگندھت۔ بل بردھک اور روگ ناشک ادشدھیوں کی آہوتی دینے کا نام ہے جس کے ساتھ ساتھ ستوتی اور

پرارتھنا کے منتر پڑھے جاتے ہیں۔

دولت رام — پتا جی سنان سے تو بھلا مانا کہ پسینہ وغیرہ کی صفائی ہو جاتی ہے۔ مگر اگنی ہوتر کونسی صفائی کرتا ہے۔

کلپک — بیٹا جب اگنی پر جولت ہوتی ہے تو وہ اپنے قرب و جوار کی کثیف ہوا کو اپنی حرارت سے لطیف کر دیتی ہے۔ جس طرح پانی سے بخار بنا دیتی ہے۔ اب چونکہ قاعدہ ہے کہ ہلکی چیز مقابلتاً بھاری چیز سے ہمیشہ اوپر رہے جس طرح اگر کوئی ہلکا بانس پانی میں نیچے اس کی تہ پر بھی رکھدیا جاوے تو وہ ہتے الفور پانی کے اوپر آجاتا ہے۔ ہلکی ہوا اوپر کو چڑھ جاتی ہے اور آس پاس کی بھاری ہوا اس کی جگہ لیتی ہے۔ جیسے اگر ایک حوض سے پانی کا ڈول بھر کر نکال لیں تو اس کی جگہ اردگرد کا پانی آجاتا ہے۔ یہ اردگرد سے آئی بھاری ہوا پھر اگنی کے تیج سے لطیف ہو اوپر چڑھ جاتی ہے۔ یہ سلسلہ اگنی ہوتر میں ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اسی طریق سے قدرت تیج اپنا کام کرتی ہے۔ جون جولائی میں جب گرمی بہت پڑتی ہے۔ تو یہاں کی یعنی خط استوا پر کی ہوا لطیف ہو اوپر چڑھ جاتی ہے اور اس کی جگہ بتدریج سمندر تک کی ہوا جو پانی کے بخارات سے مملو اور مشحون ہوتی ہے۔ یہاں ہندوستان میں پہنچتی ہے۔ ہلکی ہو کر وہ بھی اپنی باری اوپر چڑھ جاتی ہے اور کرہ زمہریر میں سرد ہو کر جم جاتی ہے اور پھر برست

ژالہ اور بارش کی صورت میں ہم پر رحمت لاتی ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ قدرتی ہوا میں کہیں گلزار اور کہیں گورستان کی وجہ سے خوشبو بدبو دونو شامل ہیں کیونکہ قدرت کا کام ہمیں محض قدرتی اشیا پردان کرنا ہے۔سنسکار کرنا یعنی ان کا صفشو دہن کرنا ہمارا اپنا کام ہے قدرت۔ ہمیں صرف لکڑی دیگی میز کرسی بنانا ہمارا اپنا فرض ہے۔ قدرت نے ہمیں زہر بھی دیا تریاق بھی دیا۔استعمال مناسب ہمارے اپنے سوادہین ہے۔اگنی ہوتر متعفن ہوا کی عفونت کو نشٹ بھرشٹ کرتا ہوا اتم اوشدھیوں دوارا نفیس اور پاک بنا دیتا ہے اور بخارات وبائی کی کافی اصلاح کر دیتا ہے۔ وہ جب بارش یا برف یا ژالہ یا ہوا کی صورت میں واپس آتے ہیں تو ہماری ساری وبائی بیماریوں کا ستیاناش کر اپنی نانا پرکار کی نعمتوں سے مالا مال کر دیتے ہیں۔پوتر بارش سے پوتر اناج اور پوتر نباتات۔مقوی بارش سے مقوی غلہ اور مقوی میوہ نبات پیدا ہوتے ہیں۔پوتر اناج اور پوتر نباتات سے پوتر من اور پوتر بدھی اتپن ہوتی ہے۔پرماتما کی ستوتی پرارتھنا سے حوصلہ بڑھتا ہے۔ وجد ہوتا ہے اور پرماتما میں شردھا اور بھگتی بڑھتی ہے۔ ایک رشی فرماتے ہیں۔

एह्येहीति तमाहुतय: सुवर्चस: सूर्यस्य
रश्मि भिर्यजमानं वहंति । प्रियंवाचमभि
वदन्त्योऽर्चयन्तय एषव:पुण्य:सुकृतो ब्रह्म

آہوتیاں یجمان کو سورگ لوک میں لیجاتیں لیکر واپس آتی ہیں اور کہتی ہیں۔آؤ آؤ اپنے نیک اعمال کا پھل بھوگو۔ — — —

ایک معمولی ہندو بھی اس امر سے واقف ہے کہ جب کبھی مردہ جلایا جاتا ہے ہوا ضرور آتی ہے گو وہ نہیں جانتا کہ اصل باعث کیا ہے۔ صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ مردہ جلاتے اکسمات کہیں سے ہوا آ جاتی ہے۔ اصلی سبب یہی ہے کہ آگ بہت جلتی ہے وہ مذکورہ بالا قاعدہ پر وہاں ہوا پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔

دولت رام — پتا جی اب تو میرے خیال میں انسان اس لوک میں اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور نہ اس سے زیادہ محفوظ رہ سکتا ہے۔

کلپک — عزیز کا کہنا تو سچ ہے مگر بسا اوقات آدمی کسی نیک عمل کا پھل جلد نہ ملنے یا اپنی کوتہ اندیشی سے اس عوضانہ کو اپنے موافق و مناسب نہ سمجھنے سے کمال گھبرا جاتا ہے اور پھر گھبرائے ہوئے کے افعال درست نہیں رہتے اس لئے۔ ایسا رشی شوچ کے بعد سنتوش کی ہدایت کرتے ہیں۔

دولت رام — پتا جی کوتہ اندیشی سے آدمی مفید کو مضر اور مضر کو مفید کس طرح سمجھ لیتا ہے۔

کلپک — عزیز اسی کا نام تو کوتہ اندیشی ہے دیکھو مثال دے کر سمجھا دیتا ہوں۔ ایک فقیر کسی جنگل میں سے جا رہا تھا سردی کا موسم تھا۔ گو اس کے پاس ایک گودڑی روئی دار

تھی مگر سردی پھر بھی ستا رہی تھی سرد ہوا چلنی شروع
ہو گئی مینہ بڑے زور شور سے اُتر آیا۔ گودڑی اس کی
تر بتر ہو گئی بیچارے فقیر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ نہایت
مضطرب ہو کر بولا "واہ رے خدا الٹی سمجھنے والے تونے
میری خوب داد دی" یہ الفاظ ابھی ختم نہ ہونے پائے تھے
کہ اچانک پیچھے سے پیٹھ میں گولی لگی۔ مگر خیر بچی۔ گولی گودڑی
میں ہی رہ کر سرد ہو گئی۔ مینہ بند ہو گیا دھوپ نکل پڑی
اب تو ہوش آگیا سخت نادم ہوا اور بے تحاشا کہہ اٹھا۔
فتبارک اللہ احسن العاقلین والمتدبرین۔ جب تک سنتوش نہ
ہو سکھ نہیں ہوتا خواہ کتنا ہی ایشوریہ حاصل ہو مگر سنتوش
کے معنی ہیں پوری ہمت سے کام کرنا اور نتیجہ پر قانع رہنا
یہ معنی نہیں ہیں کہ سست اور کاہل الوجود بنکر اوروں کے
دست نگراں رہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ ایک جنگل میں ایک
آدمی نے ایک بے دست و پا لومڑ دیکھا۔ حیران ہوا کہ اسے
کھانا کس طرح نصیب ہوتا ہوگا۔ اتفاقیہ کسی شیر کی گرج
سنی۔ پران خشک ہو گئے۔ موت کا خوف بُرا ہوتا ہے
فی الفور ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اور اپنے آپ کو مضبوط
باندھ لیا۔ شیر نے عین اس لومڑ کے پاس اپنا شکار مارا
ٹھنڈا ہونے پر شکار کھایا اور سیر ہو چلتا ہوا باقی لومڑ
نے پیٹ بھر کھایا اور کئی دن کا ذخیرہ لومڑ کے لیے باقی
رہا۔ مسافر یہ سارا حال اپنی آنکھوں دیکھ رہا تھا خیال ہوا
کہ میں بے فائدہ جد و جہد کرتا پھرتا ہوں جو رازق لومڑ
کو رزق پہنچاتا ہے کیا وہ مجھے روٹی نہ دیگا۔ اسی خوشی میں

معتکف بن بیٹھا۔ جب وہ چار دن فاقے تڑاقے لگے تو اکاش بانی ہوئی: "او بیوقوف تونے بے دست و پا لومڑ کی کیوں تقلید کی پرماتما نے تجھے ہاتھ پاؤں عقل و فکر سب کچھ دیا ہے تو شیر کی پیروی کر شیر بن خود کما اور عاجز مسکینوں کو اپنی کمائی سے کھلا۔ تب تو مسافر کو ہوش آگئی۔ پس ہمت ہار کر بیٹھ جانا سنتوش نہیں۔

دولت رام — پتا جی اکاش بانی بھی ہوتی ہے؟

کلپک — عزیز میرے ان لفظوں کی طرف توجہ نہ دیا کرو یہ النکار ہوتے ہیں ورنہ طوطے کہاں فریادی ہوتے ہیں اور کہاں نطق سے کام لیتے ہیں مطلب حکایت کے مطلب سے رکھا کرو۔

سنتوش یہ ہے کہ ایک زمیندار نے خوب قلبہ رانی کی وقت پر تخم ریزی اور وقت پر آبپاشی کی۔ اناج کے بکثرت نکلنے پر وہ جامے سے باہر نہیں ہوا۔ ژالہ باری سے فصل برباد ہو جانے پر اس نے غم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ ع

دریں پردہ یک رشتہ بیکار نیست
سر رشتہ بر ناپدیدار نیست

دولت رام — میں تو کئی سنتوشیوں کو دیکھتا ہوں جو ہر وقت سنتوش کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں مگر آپ ہمیشہ پژمردہ

دل ہی دکھلائے پڑتے ہیں اگر سنتوش ہیں سچ مچ کوئی فضیلت ہو تو ان کی یہ حالت زار کیوں ہو۔

کلپک — بیٹا وہ فی الاصل سنتوشی نہیں ان کا حال اس طوطے کا سا ہے جس کا میں آگے ذکر کرتا ہوں۔

ایک آدمی کے پاس ایک طوطا تھا جو اس نے بڑے پیار سے رکھا ہوا تھا۔ طوطوں کی طوطے چشمی تو مشہور ہی ہے اس نے خیال کیا کہ اگر طوطا اڑ گیا تو کسی پھاندی کے ہاتھ آجائیگا اور وہ اسے مار ڈالیگا۔ اس لئے طوطے کو پڑھانا شروع کیا۔ نلکی پر نہیں بیٹھنا اگر بیٹھیں تو پنجہ چھوڑ کر اڑ جانا۔ طوطا سارا دن اسی کا پاٹھ کرتا رہتا ایک دن اتفاق سے اڑ گیا اور دوسرے طوطوں میں جا ملا۔ ایک پھاندی نے طوطے پکڑنے کے لئے نلکیں لگائی ہوئیں تھیں کہ ایک بڑی جماعت طوطوں کی اڑتی آتی دکھلائی دی جس کے آگے آگے وہی طوطا پڑھتا چلا آتا تھا "نلکی پر نہیں بیٹھنا۔ بیٹھیں تو پنجہ چھوڑ کر اڑ جانا" اور پیچھے پیچھے باقی طوطے بھی یہی جاپ کرتے آتے تھے۔ پھاندی سنکر گھبرایا اور دل میں کہنے لگا کہ پکی ہوئی فصل برباد ہوئی یہ تو سب کے سب پڑھے ہوئے ہیں انہوں نے نلکی پر ہی نہیں بیٹھنا اور اگر بیٹھے بھی تو پنجہ چھوڑ کر اڑ جائینگے۔ الغرض جب طوطوں کی جماعت نلکی کے پاس پہنچی۔ جونہی دانہ نظر آیا دل للچایا۔ سب سے پہلے وہی طوطا نلکی پر آ بیٹھا اور باقیوں نے اس کی تقلید کی۔ سب کے سب بیٹھتے ہی الٹ گئے۔ پنجوں سے رسی کو مضبوط پکڑ لیا کہ گر

نہ جائیں - با ایں ہمہ سب کے سب چپ کر رہے ہیں یہ ٹکی
پر نہیں بیٹھنا بیٹھیں تو پنجہ چھوڑ اڑ جانا - پھاندی پاس کھڑا
قسمت پر رو رہا ہے - ڈرتا ہاتھ نہیں ڈالتا مبادا جس پر
ہاتھ ڈالا پنجہ چھوڑ کر اڑ جائیگا - مگر یہ خیال اس کا غلط
نکلا - جب ہاتھ ڈالا تو ایک ایک کر کے پکڑ لیا نہ کسی نے
پنجہ چھوڑا اور نہ کوئی اڑا - یہی حال عزیزہ ان موجودہ
سنتوشیوں کا ہے - وہ برائے نام سنتوشی ہیں حقیقت میں
سنتشٹ نہیں - سنتوش واقعی انسان کی عزت ہے کسی نے
کیا خوب کہا ہے -

عز من قنع و ذل من طمع

یعنی عزت سنتوش میں ہے اور ذلت طمع میں - قارون آج
تک اسی کی بدولت بدنام ہے - دانیال آج تک قناعت کی
وجہ سے نیک نام ہے - اسنتوش کا بھوت ایسا نامراد ہے کہ
ایک دفعہ کسی کے سر میں آجاوے ہفت اقلیم بھی ہاتھ آ
جائے کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیتا - دولت کا پاجی بنا دیتا
ہے اور دولت کا سبھاؤ سایہ کی طرح ہے کہ جتنا اس کے
پیچھے بھاگو اتنا آگے دوڑتی ہے - جس وقت پیٹھ دے کر بیٹھ
جاؤ سایہ کی طرح پاؤں آ پڑتی ہے - کبیر کا ذکر کرتے
ہیں کہ ایک دفعہ اُس نے کہیں بہت سی دولت پڑی دیکھی
موت - موت کہتا وہاں سے بھاگ آیا - چار مسافر گذر رہے
تھے اُنہوں نے حیران ہو کر پوچھا - بھگتا موت کہاں دیکھی
ایک جھاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا وہاں - چاروں مسافر
جب اس جگہ پہنچے دیکھا تو اشرفیوں کا ڈھیر - باغ باغ ہوگئے

لیکن ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ کیا اچھا ہوتا اگر مجھے اکیلے کو یہ خزانہ ملتا۔ اب صرف ایک چوتھائی دھن حصہ میں آئیگا۔ روٹی کا وقت ہو گیا سب نے صلاح کی کہ پہلے مزے سے بھوجن کھاؤ پھر اشرفیاں تقسیم کرینگے۔ اُن میں سے دو آدمی کھانا لانے شہر کو چلدیئے۔ سنتوش جاتا رہا۔ لالچ نے اندھے کر دیئے آپ کھانا کھا لیا اور ہمراہیوں کی روٹی میں زہر ملا لائے۔ اُدھر ہمراہیوں نے بھی سوچ رکھا تھا آتے ہی تھے کہ گولی سے دونو کو چت کر دیا۔ اب کھٹکا چک گیا۔ صلاح ہوئی روٹی تو کھا لو اُدھر روٹی کھائی ادھر زہر نے کام تمام کر دیا۔ چاروں کا اس طرح خاتمہ ہو گیا انسان سکھ نہیں پا سکتا جب تک کہ سنتشٹ نہو۔ عزیز اب پاتنجلی جی فرماتے ہیں کہ سکھ تو سب پورن ہو گئے۔ مگر دیو اُسر سنگرام ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ راکشش دھرماتماؤں کو سدا دکھ دینے پر مستعد رہتے ہیں اور تو سب کا انتظام اہنسا ہی نے کر دیا تھا۔ مگر جن کی فطرت میں ہی ظلم بھرا ہے اُن کو اہنسا متر نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ کہا ہے۔

نیش عقرب نہ ازپے کین ست
مقتضاے طبیعتش این ست

اس لئے ان کی سختیوں کے مقابلہ کے لئے رشی نے تپ کا ودہان کیا ہے۔

تپ کے معنی ہیں۔ نیک کام کرتے اور تھات مذکورہ بالا یم نیم سیون کرتے اگر تکلیف ہو تو اسے ساؤدھانی اور استقلال سے برداشت کیا جاوے۔ جیسے حقیقت۔ تیغ بہادر۔ یدھ۔

شنکر اچاریہ اور سوامی دیانند جی نے کیا۔ پران دیئے لیکن تپ نہیں چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نام نامی جب تک چاند اور سورج موجود ہیں تب تک چاند اور سورج کی طرح چمکتے رہینگے۔ تپ ہی سے مبتدی منتہی بنتا ہے تپ ہی سے اجہل مطلق عالم فاضل بنجاتا ہے۔ کونسی چیز ہے جو تپ سے حاصل نہیں ہوتی۔ تپ ہی سے جس کی بدولت انگریزوں نے اتنا راج حاصل کیا کہ اب ان کی راج دھانی میں کبھی سورج غروب ہی نہیں ہوتا۔ تپ کی مہماں جتنی کی جاوے بجا ہے مگر تپ کی برکتیں ایسی پرسدھ ہیں کہ اب تپ پر زیادہ تصدیق اور تشریح کی ضرورت نہیں مگر یاد رہے کہ موجودہ جاہلوں کی طرح پنچ اگنی تپنا یا بازو خشک کر لینے یا لمبے لمبے ناخن بڑھا لینے یا سر کے بل درختوں سے لٹک رہنا تپ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے تپسوی تو بازاروں میں کوڑی کے چار چار بکتے ہم نے اپنی آنکھوں دیکھے ہیں۔

دولت رام نے پتا جی اب تو صحت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہا اور ایک بے نظیر صحت میسر ہو گئی اس سے بعد تو صحت کے لئے کچھ مزید کرتویہ باقی نہیں۔

کلیک نے مانا کہ مکمل اروگیتا ہو گئی مگر عزیز ایک بد پرہیزی ساری صحت کو چکنا چور کر دیتی ہے اس لئے رشی پرہیز رکھنے کے لئے اب سوادھیائے کا سیون بتلاتا ہے۔ ہے بھی سچ۔ نفس امارہ

انسان کو کونسا ناچ نہیں نچاتا کتنا ہی کوئی ہم نیموں پر آروڑھ کیوں نہ ہو جبتک ست سنگ نہیں۔ گر جاتا ہے۔

سواودہیائے کے معنی ہی پڑھنا پڑھانا ارتھات ست شاستروں کا ست سنگ۔ ست پرشوں کا سنگ۔ جب تک یہ نہیں ہوتا آدمی مستقل نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ کہا ہے " نہ معلوم من مسخرا اڑے کہ بھاگے " تیتریہ اپنشد کا قول ہے

ऋतंच स्वाध्याय प्रवचनेच। सत्यं च स्वाध्या प्रवचनेच। तपश्च स्वाध्याय प्रवचनेच। दमश्च स्वाध्या प्रवचनेच।

शमश्च	"	**अग्नयश्च**	"
अग्निहोत्रञ्च	"	**अतिथयश्च**	"
मानुषञ्च	"	**प्रजाच**	"
प्रजनश्च	"	**प्रजातिश्च**	"

ارتھات (۱) خواہ کتنے نیک چلن ہوں پڑھتے پڑھاتے رہیں۔
(۲) خواہ کتنے راست باز ہوں پڑھتے پڑھاتے رہیں۔
(۳) خواہ کتنے تپسوی ہوں پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑیں۔
(۴) خواہ کتنے جتے اندریہ ہوں پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑیں۔
(۵) خواہ کتنے ہی شانت ہوں پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑیں۔
(۶) خواہ اگنی ودیا میں پورے ماہر ہوں۔ پڑھنا پڑھانا جاری رکھیں
(۷) خواہ روز اگنی ہوتر کرتے ہوں پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑیں۔
(۸) اتتھی سیوا میں تت پر ہوتے ہوئے بھی پڑھنا پڑھانا نہ چھوڑیں

(۹) خواہ کتنی ہی انسانیت حاصل ہو پڑھنا پڑھانا جاری رکھیں۔
(۱۰) صاحب اولاد ہو کر بھی پڑھتے پڑھاتے جائیں۔
(۱۱) برہمچاری ہوتے ہوئے بھی۔
(۱۲) اولاد اور شاگردوں کی پرورش کرتے ہوئے بھی پڑھنا پڑھانا ترک نہ کریں آدمی کتنا ہی لائق۔ فائق۔ زاہد اور متقی کیوں نہ ہو سوادھیائے کے بغیر گرجانا ممکن ہے۔ سوادھیائے راجوں کا راجا اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ ایک مغربی فلاسفر کیا ٹھیک کہتا ہے وہ لوگ میری شکایت کرتے ہیں کہ میں کسی سے ملتا نہیں گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ مگر میرے حالات سنکر تم ہی انصاف کرو کہ میں جس آنند میں ہوں اسے کیونکر چھوڑ سکتا ہوں میں جس وقت اپنے کتب خانے کے پاس بیٹھ جاتا ہوں سارا دن زمانہ سلف و حال کے فلاسفر۔ حکماء۔ علماء۔ فضلا۔ رشی و منیوں کی سنگت میں مزے لوٹتا ہوں جب ذرا طبیعت گھبرا جاتی ہے دربار لگا لیتا ہوں۔ جہاں کے بڑے بڑے شہنشاہوں کو سامنے بلا لیتا ہوں کسی کے انصاف کی داد دیتا ہوں کسی کے ظلم و جبر پر سخت طعن و تشنیع کرتا ہوں۔ سب ہاتھ باندھے سامنے کھڑے رہتے ہیں کسی کی اف تک کرنے کی مجال نہیں ہے جو چاہوں ان کے ساتھ سلوک کروں۔ علاوہ ازیں عام آدمیوں سے ملکر اپنا وقت ہرج کر سکتا ہوں یا عوام میری پوزیشن کے ہیں۔ البتہ یہ اعتراض لوگوں کا کچھ درست ہے کہ علمی کتنا ہی غنی کیوں نہ ہو دوست بنانے کی ضرورت سب کو ہے۔ میں اس بات میں بھی سب سے مشہور ہوں۔ دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ نیک دوستوں کو موت کھو لیتی ہے اور برے دوست

دکھ دینے کو باقی رہ جاتے ہیں مگر میرے دوستوں کا حال اس سے بالکل برعکس ہے جو بڑے ہیں اُن کو زمانہ بے نام و نشان کر دیتا ہے۔ جو نیک ہیں وہ امر ہیں۔انہیں موت کا خوف ہی نہیں ؎

یہ تو روز کا تجربہ ہے کہ بُری کتابیں فی الفور گم ہو جاتی ہیں اور اچھی کتابوں کی اشاعت ہر سال بڑھتی رہتی ہے یہاں بیٹھے سورج کا وزن کر لینا۔گرہوں آپ گرہوں کی سیر اسی کی کرامت ہے۔ پیر شوبیا موز۔ اکثر طلبار بڑے غلطی کھاتے ہیں سکول چھوڑتے ہی سوادھیائے کو بھی ساتھ ہی خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ سوادھیائے کا اصلی زمانہ ہی سکول چھوڑنے پر شروع ہوتا ہے۔ بڑے بڑے پاپیوں کا اس کتابی اور شخصی ست سنگ ہی نے اُدھار کیا۔ کہتے ہیں مولانا روم ایک شاہی مولوی تھے۔ ایک دن بڑے تزک و احتشام سے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک فقیر ملا وہ مسئلہ کے بہانے راہ سے نہ ہٹا جب مولانا روم پاس پہنچے تو کہا کہو کیا مسئلہ ہے۔ فقیر نے پوچھا۔ علم کا حاصل کیا ہے؟ کیا یہ جاہ و جلال؟ فقیر تو چلتا ہوا مولانا کو ہوش آگیا۔ کان کھل گئے۔ آہستہ آہستہ اس قابل ہو گئے کہ۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی نور حق بر من بخند

کا دعوے کر دیا۔ ست سنگ عجیب شے ہے ایک راج کنور کی ست سنگ ہی سے جان بچی۔ غور سے سنو خاص لابھ ہوگا۔

حکایت - ایک راجا نے اپنے اکلوتے راجکنور کو یگو پویت و ودیارنبھ سنسکار کے بعد اپنے کل گرو کے پاس گروکل میں بھیجا اور ساتھ ہی پرارتھنا کی کہ بھگوان جس طرح آپ کے پتا نے میرے پتا کو اور آپ نے مجھے دھرم شکشا دی اور اس قابل بنایا اسی طرح اس راجکنور کو تعلیم دے کر مجھے اور راجکنور کو کرتارتھ کیجیگا - راجکنور کھلاڑی طبیعت کا تھا آچاریہ نے ہر چند زور لگایا وہ خاک نہ سیکھا برس گذر گیا اسے کچھ نہ آیا ایک دن مہاراج آپ گروکل میں تشریف لائے - معلوم ہوا کہ راجکنور نالائق ہے سخت قلق ہوا - بالآخر یہ سوچکر کہ نالائق کے راج سپرد ہونے سے رعایا تباہ ہوگی - میری بدنامی ہوگی - پاپ میری گردن پر آئیگا - اس سے لاولد مرنا اچھا ہے - راجکنور کو پھانسی کا حکم دیدیا - پھانسی کا حکم سنتے ہی امیر وزیر اچاریہ ہوش باختہ ہو گئے - اکلوتا بیٹا راجکنور اس کے لئے پھانسی کا حکم - تہلکہ مچ گیا - راجا کا حکم - عدول کون کرے - آخر اچاریہ نے حوصلہ کیا اور راجا کو سمجھا بجھا کر ایک سال کے لئے حکم ملتوی کرادیا - مگر اچاریہ کو شانتی نہوئی - وہ جانتا تھا کہ راجکنور آوارہ ہے لاپرواہ ہے نہیں سمجھیگا - نتیجہ یہ ہوگا کہ دھرماتما راجا کا خاندان بے نام ہو جائیگا اور جب راجہ کا خاندان برباد ہوا تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا کیونکہ جب دھرماتما راجے مہاراجے نہیں رہتے تو دووان بھی نظر نہیں آتے جب گھر گیا - بغیر کھانے پینے یونہی لیٹ رہا اس کی دو کنیائیں تھیں ایک

کا نام کملا اور دوسری کا نام بملا تھا۔ جب انہیں پتہ لگا۔
پتا کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں۔ پتاجی اداس کیوں ہو۔ اس
نے سارا حال کہہ سنایا کنیاؤں نے تسلی دی۔ پتا جی کوئی
فکر نہ کرو۔ کل بھائی کو ہمارے پاس بھیجدینا خود سمجھ جائیگا
اچاریہ نے صبح راجکنور سے کہا تیری گرو بہنیں تجھے یاد کرتی
ہیں۔ وہ جھٹ دوڑا آیا۔ بہنوں نے اس کے لئے مناسب آسن
پہلے ہی سے بچھا رکھا تھا بھائی کو بڑے آدر ستکار سے بٹھا
لیا اور کہا کہ بھائی جی حسن اتفاق سے تینوں بہن بھائی اکٹھے
ہوئے ہیں کوئی دھرم سمبندھی بارتا لاپ کیجئے۔ راجکنور نے
جواب دیا۔ بھگنی گن ہیں، تو کچھ جانتا نہیں نہ مجھے دھرم درم
کی کوئی خبر ہے۔ کملا نے کہا بھائی کسر نفسی کیوں کرتے ہو؟
بملا بولی۔ بھائی جی اگر کسر نفسی کرتے ہیں تو تم نے کونسا کچھ
سنا دیا۔ کملا نے جواب دیا زہے قسمت میں تو بھائی کو بڑی
خوشی سے جو جانتی ہوں سنانے کو طیار ہوں۔

بملا "سناؤ بھی نا"

کملا "گان ودیا ہیں:

येषां न विद्या न तपो न ज्ञानम्
न दानम् न चापि शीलमाते मर्त्ये लोके भुविभार
भूता मनुष्य रूपेन मृगा श्चरन्ति ।

بملا "بہن مطلب بھی تو سمجھاؤ"

کملا "جن آدمیوں میں ودیا نہیں تپ نہیں گیان نہیں دان
نہیں اور اخلاق نہیں وہ محض اس سرشٹی کا بھار
ہیں اور حقیقت میں آدمی کا بھیس دھارن کئے
ہوئے ہرن چر رہے ہیں"

بملا:- جن تجھے کیا ہو گیا! جو آدمی ودوان نہیں تپسوی نہیں دانی نہیں خلیق نہیں الٹا دنیا کا خورد و نوش کم کرنے والا ہے اور معاوضہ میں بول و براز سے آب و ہوا کو گندہ کرتا ہے وہ کبھی ہرن سے تلنا کر سکتا ہے جس سے کئی فائدے ہیں۔ کستوری سے بگیہ سگندھت ہوتے ہیں۔ خوبصورتی کے لئے پورے مشہور ہیں۔ مرگ یوگیوں کے لئے عمدہ مرگان مہیا کر جاتے ہیں ایسے اپکاری جانور کے ہم پلہ وہ آدمی جو بوجھ محض ہو رہا ہے کب ہو سکتا ہے۔

کملا:- اچھا بہن مرگ نہیں تو بیل سہی۔

بملا:- واہ بہن آج معلوم ہوتا ہے کہ تیرے ہوش ٹھکانے نہیں۔ جو اس طرح کی بے معنی ہانکتی ہے۔ ضرب المثل ہے کہ کل سرشٹی بیل کے سر پر کھڑی ہے۔ جو فی الواقعہ سچ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیل نے کل سرشٹی کو سر پہ اٹھایا ہوا ہے۔ اصل مدعا یہ ہے کہ بیل نہ ہوں قلبہ رانی نہ ہو۔ آبپاشی بند ہو جائے۔ اناج پیدا نہ ہو۔ چھکڑے چلنے سے بند ہو جائیں۔ بیل نہ ہوں دودھ۔ بالائی۔ مکھن۔ ربڑی۔ طرح طرح کی مٹھائیاں۔ الغرض جتنی نعمتیں ہیں کوئی بھی حاصل نہ ہوں۔ دنیا کا کوئی کام اس کی عدم موجودگی میں چلنا محال ہے گویا اسی کے سر پر دنیا کا سارا کھیل ہے۔ ایسے مفید پروپکاری متبرک جانور سے ایک رذیل اور پاجی کو ہم پلہ بنانا جہالت نہیں تو

اور گیا ہے۔"

کملا۔ "پیاری بہن۔ معاف کرو گدھا سہی"؟

بملا۔ "نہیں نہیں بہن وہ آدمی گدھے سا بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ شریف حیوان بار برداری کا کام جان توڑ توڑ کر کرتا ہے اور کھانے کو کچھ بھی نہیں مانگتا۔ باہر پھر کر روڑیوں پہ چر کر پیٹ بھر لیتا ہے اور ساری عمر خلق خدا کی خدمت میں گذار دیتا ہے۔"

کملا۔ "بہن ہے تو سچ۔ گدھا نہیں تو بھیڑ بکری سہی۔"

بملا۔ "بہن تجھے کیا ہو گیا۔ تیری ودوتا کہاں گئی۔ بھیڑ بکریں ہی ہیں جن کا دودھ گھی بیچارے غربا کے لئے مخصوص ہے پہاڑ کے مشکل اور دشوار گذار راستوں میں بھی بار برداری کا کام دیتی ہیں۔ غربا انہیں کے بالوں سے بنے کمبل اوڑھکر موسم سرما میں سردی سے محفوظ رہ مزے لوٹتے ہیں۔ ایسے مفید جانوروں سے ایسے ظالم کا مقابلہ جو سوائے بول و براز یا گالی دشنام کے اور کچھ دیتا ہی نہیں۔

کملا۔ "و ہے پتا میں کیا کروں)۔ بہن کتا سہی۔ اب تو پیچھا چھوڑ۔"

بملا۔ "اے غضب۔ بہن تجھے کسی دشمن نے بھانگ تو نہیں پلا دی کہ ایک بھی بات تو ہوش کی نہیں کرتی کتے کی وفاداری چار دانگ عالم میں اظہر

من الشمس ہے۔ ساری ساری رات آنکھوں میں نکال دیتا ہے جبکہ ساری دنیا آرام سے سو رہی ہوتی ہے مالک کی روکھی روٹی پر تن من دھن بلکہ ساری دنیا نثار کر دینا اسی کا دھرم ہے۔ کتے نہ ہوں تو دیہات میں زمینداروں کے اوپلے بھی گیدڑوں سے نہ بچیں۔ جنگلی جانور ان کے مویشیوں اور ننھے بچوں کو اٹھا لے جائیں ایسے بہادر اور وفادار سے اس تنکے کا کیا مقابلہ جو محض اوروں کے دکھ کا موجب ہے"

کملا:۔ "معاف فرمائیے۔ میں مجبور ہوں۔ تنکا سہی ترن سہی"

بملا:۔ "بہن شکر ہے تو اس پاپی کی رعایت کرتی ہے۔ ورنہ جتنے اُپکاری جانوروں کا ذکر آیا سب کی زندگی کا دارومدار انہیں تنکوں پر ہے۔ علاوہ ازیں تنکے کا زمین پر کچھ بھار نہیں اور اس پاپی کا تم از کم تین من خام بوجھ مرکز ثقل کو دکھ دے رہا ہے"

کملا:۔ "خاک سہی۔ چولہے کی راکھ سہی۔ اب میں بالکل سکوت اختیار کرونگی کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی کمی چیز مجھے اور نظر نہیں آتی"

بملا:۔ "بس تیری بھی بہن آج ساری وِدیا اور پانڈتیہ معلوم ہو گئی۔ چولہے کی راکھ سے تو بیس کام نکلتے ہیں۔ جوٹھے برتن صاف ہوتے ہیں اور پھر بھی ضائع نہیں جاتی کھاد بنتی ہے۔ کھیتوں کو تقویت بخشتی ہے کئی سبزیوں کو کیڑے لگنے سے بچاتی ہے۔ اس جاہل بے رحم سے کیا فائدہ جو درختوں سے امرت پان کرتا ہے اور

زہر اگلتا ہے"۔

اس گفتگو کے بعد دونو بہنوں نے جب راجکنور کی طرف دھیان کیا تو مارے غم کے سر زمین پر ٹیکے پایا۔ بڑے پیار سے اٹھایا اور کہا۔ بھائی جی اداس ہو گئے۔ راجکنور زار زار رو پڑا اور کہنے لگا کاش کہ مجھ جیسا نالائق نہ پیدا ہوتا اور نہ دنیا کا دکھ بڑھتا۔ چولہے کی راکھ کام کی ہے اور میں کسی کام کا نہیں۔ دیکھو تو سہی آج ہی گرو جی کے سر ہوتا ہوں کہ انہوں نے مجھے کسی کام کے قابل نہ بنایا۔ فی الفور گروکل کو گیا۔ تعلیم کا ایسا شوق ہوا کہ تھوڑی سی مدت میں شہرہ آفاق ہوا۔ مہاراج پرسن ہو گئے۔ پھانسی کا حکم منسوخ کر دیا اور اسے یوراجہ بنا لیا۔ دنیا میں جتنی بستیاں۔ جتنی نئی ایجادیں۔ جتنی دوائیں بہ علت ہیں سب سوادھیائے ہی کا پرتاپ ہے۔ مچھلیوں سے باتیں کرنا۔ مردوں سے تعلیم پانا۔ گردشیں برس پیچھے کی اور لکھوکھا برس آیندہ کی خبر دینا اسی کا ایک ادنے کرشمہ ہے۔

دولت رام } پتا جی اب تو چکرورتی راجہ کا شکھ بھی ہم تیموں کے پالن کرتا کے پاؤں سے نواس کرتا دکھلائی دیتا ہے اب تو کچھ مزید کرتوبہ نہیں۔

کلپ } نہیں بیٹا رشی اس کے سخت برخلاف ہیں وہ فرماتے ہیں مانا آدمی سکھ میں بھی ہو گیا مگر یہ للقمہ تا کے زندگی چند روزہ ہے

بالآخر مرنا ہے سوائے یاس و حسرت کے کچھ ہمراہ نہیں جاتا۔ دانا دنیوی سکھ پر ہرگز نہیں ریجھتے۔ اتیو ہدایت کرتے ہیں کہ یہ سمپورن سکھ ایشور ارپن کرکے ایشور پرنی دھان میں لگ جاؤ۔

دولت رام — پتا جی ایشور کو تو کوئی بھی پدارتھ دیتا نہیں مانتا۔ سارے فلاسفر سائنٹسٹ اس کے وجود سے انکاری ہیں۔

کلپک — نہیں بیٹا حقیقی ایشور سے کوئی بھی پداتھ دیتا انکاری نہیں۔ انہیں انکار ہے تو اس ایشور سے جو منسوب ہوا۔ یا جس کے تخت کو فرشتوں کی ضرورت ہے یا جو کشیر سمندر میں پڑا غافل سو رہا ہے۔ یا جسے کبھی سور بننا پڑتا ہے یا کبھی کچھوا بنکر پانی پر تیرنا پڑتا ہے۔

دولت رام — نہیں پتا وہ تو کہتے ہیں کسی ایشور کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور نہ کوئی ایشور ہے ہی۔

کلپک — ہاں بیٹا بات یہ ہے کہ حقیقی ایشور اپنے اصلی سروپ میں انہیں بتلایا نہیں گیا ہوگا ورنہ انہیں ضرور اقبال ہوتا اور انہیں تسلیم کرنا پڑتا۔ اگر تمہیں اعتراض ہے تو ان کی ملاقات سے ان کا پکشش لیلو۔

دولت رام — پتا میں ضرور ہی اس معاملہ کو سمجھنا چاہتا ہوں۔

کلپک — بہت بہتر بیٹا یہ تو بتلاؤ اگر کوئی تم سے آکر کہے کہ میں نے ایک بڑے وسیع صحن میں نانا اندھے جو ساتھ ہی بہرے بھی ہیں اور جن میں لمس بھی نہیں ایک دوسرے کے گرد باقاعدہ گھومتے دیکھے اور لطف یہ کہ باوجود سر توڑ گھومنے کے ایک دوسرے سے ٹکراتے بھی نہیں تو کیا تم سچ مان لو گے۔

دولت رام — پتا ایسا کبھی ہو سکتا ہے۔

کلپک — ہو سکتا ہے اگر کوئی بڑی طاقت یا قدرت ان میں کام کر رہی ہو یقین نہ ہو تو سولر سسٹم۔ نظام شمسی ارتھات شششو مار چکر کو دیکھ لو۔ سورج کے گرد پرتھوی اور پرتھوی کے گرد چندر علیٰ ہذالقیاس کس زور شور سے گردش کر رہے ہیں حالانکہ ہوش انہیں نہیں۔ سمع۔ بصارت۔ لمس۔ ذوق اور قوت شامہ سے وہ مطلق بے بہرہ ہیں باہم آپس میں کبھی نہیں ٹکراتے۔ یہ انتظام کیونکر قائم ہے۔

دولت رام — پتا جی یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ان کے اندر ایک طاقت ہے۔ برقی الکٹرسٹی۔ آکرشن شکتی جو چاہو نام دھر لو اس کے ذریعہ یہ ٹکراتے نہیں۔

کلپک — اشیاء طاقت کب سے ہے۔

دولت رام — جب سے یہ اشیاء ہیں۔

کلپک — اشیاء تو کارن روپ سے اور فنا ہیں۔ اور کیا یہ طاقت ہر ایک ذرہ میں ہے؟

دولت رام — ہاں بیٹا یہ طاقت واقعی ازلی ابدی ہے اور کوئی بھی ذرہ یک جگہ اس طاقت سے خالی نہیں۔

کلپک — خیر بیٹا اتنا یاد رکھنا کہ سنسکرت میں ازلی و ابدی چیز کو ست کہتے ہیں۔ اور یہ تو بتلاؤ کہ اس ازلی ابدی چیز میں انتظام کی تمیز ہے؟ یا اس میں انتظام کی سبھاؤک شکتی ہے۔

دولت رام — ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر انتظام کس طرح ہو

کلپک — بیٹا یہ بھی یاد رکھنا کہ سنسکرت میں جس چیز کے اندر انتظام کی تمیز ہو یا جس میں انتظام کا طبعی خاصہ ہو اسے چت بولتے ہیں اور اب بتلاؤ اس طاقت کو کبھی کوئی دکھ یا کلیش یا فکر یا غم ہوتا

ہے؟ کیونکہ جسے ایسے عوارضات ہوں اس کے افعال اور انتظام میں فرق پڑ جاتا ہے۔

دولت رام } نہیں اسے کبھی کوئی غم فکر دکھ درد ہوتا ہی نہیں وہ تو انتظام ہی انتظام اور علم ہی علم ہے۔

کلپک } اتنا بیٹا اور بھی یاد رکھنا کہ جو ہمیں علم اور اسے دکھ درد یا غم و فکر کوئی بھی نہ ہو اسے سنسکرت میں انند کہتے ہیں۔

دولت رام } پتا جی آپ تو کسی اور ہی طرف چلے گئے۔ ایشور کا کوئی بھی ثبوت نہ دیا۔

کلپک } عزیز تو نے تو ایشور کو خود مان لیا۔ جو ہستی طاقت تو ازلی ابدی یعنی عین حق اور پوری منظم یعنی عین علم اور ہر طرح کے دکھ درد سے بری یعنی ہمیں سرور تبلاتا ہے وہی ست۔ چت۔ آنند یعنی سچدانند سروپ پرماتما ہے۔

دولت رام } پتا جی ایشور ہے تو یہ تو سارے پدارتھ دیتاؤں کو ماننا پڑتا ہے۔

کلپک } ایشور نہ ہو تو آگ جس کا خاصہ ہے ہمیشہ محیط کو جانا اور مٹی جس کا خاصہ ہے ہمیشہ مرکز پر رہنا ان کا اجتماع ضدین

کون کرے۔

دولت رام } پتا جی نظر تو آتا نہیں۔ پھر جو چیز نظر ہی نہ آوے اس کی ہستی میں کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

کلپک } بیٹا تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں ہوں۔

دولت رام } پتا جی خوب۔ میں آپ کو سامنے دیکھتا ہوں پھر عیاں را چہ بیاں۔

کلپک } بیٹا میرا تو کیا دیکھتا ہے۔؟

دولت رام } پتا جی۔ سر۔ دھڑ۔ ہاتھ۔ پاؤں منہ ناک سب کے سب اپنا اپنا کام کر رہے ہیں آپ نہ ہوں تو یہ ساری چیزیں جڑ ہیں کیونکر کام کریں۔

کلپک } بیٹا بڑا افسوس ہے میرا چھوٹا سا جسم اور جسم کے افعال دیکھکر تو میں پرتکش ہو گیا اور پرمیشور باوجود اتنے بڑے جسم کے کہ جس میں ہزاروں سورج سر ہیں اور ہزاروں زمینیں۔ گویا آپ کے پاؤں میں۔ آکاش جس کا پیٹ ہے وہ نظر نہ آوے۔ حالانکہ وید بھی سپشٹ بتلاتا ہے۔

यस्य भूमिः प्रमान्तरिक्ष मुतोदरम् ।
दिवं यश्चक्रे मूर्धानं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः ॥
यस्य सूर्यश्चक्षुश्चन्द्रमाश्च पुनर्णवः ।
अग्निं यश्चक्र आस्यं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे
नमः ॥ यस्य वातः प्राणापानौ चक्षुरङ्गिरसो
ऽभवन् । दिशो यश्चक्रे प्रज्ञानीस्तस्मै ज्येष्ठाय
ब्रह्मणे नमः ॥

یعنی سوریہ اس کا دماغ ہے - سوریہ کا نورانی کرہ اس
دماغ کے اعصاب ہیں - اکاش اس کا معدہ ہے زمین
اور سیارے اس کے پاؤں ہیں نورانی کرے اس کی آنکھیں
ہیں - حرارت اس کا منہ ہے - ہوا اس کے پھیپھڑے ہیں
اطراف اس کے کان ہیں - کیا ٹھیک ہے جس طرح انسانی
دماغ اعصاب ہی کے ذریعہ پاؤں وغیرہ سارے اعضاء
کو چلاتا پھراتا ہے - ٹھیک اسی طرح سوریہ اپنی نورانی
کرے دوارا پرتھوی آدی لوکوں کو متحرک رکھتا ہے -
جس طرح پیٹ میں ساری چیزیں منہ کے راستے پڑ کر
کیلوس وکیموس اور بخار بنتی ہیں ٹھیک ٹھیک اسی طرح حرارت
کے ذریعہ اکاش میں ساری چیزیں ہضم ہو کر تبخیر کے ذریعہ
بارش وغیرہ کیلوس بناتے ہیں - جس طرح پھیپھڑہ خون کو
صاف کر سارے اعضاء کو دل کے ذریعہ خوراک پہنچاتا
ہے - ہوبہو ہوا اسی طرح مختلف قسم کی بارش کو شدھ کر
مختلف ذریعوں سے مختلف لوک لوکانتروں کو غذا پہنچاتی رہتی
ہے وغیرہ وغیرہ - آیا اتنے بڑے کھل جسم کے دیکھتے ہوئے
بھی کوئی شکایت کر سکتا ہے کہ ایشور نظر نہیں آتے - اگر

آدمی نظر آتا ہے تو پرمیشور پہلے نظر آتا ہے۔ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جیسے ہمارے پیٹ کے کیڑے ہمیں دیکھ نہیں سکتے اسی طرح مورکھ لوگ پرمیشور کو باوجود اتنے بڑے جسم کے نہ دیکھتے ہوں۔کیونکہ اُن کی آنکھوں کو پرکرتی کے سنہری روپ سے یرقان کی مرض نے مجبور کر دیا ہے کہ سب کچھ اُنہیں پرکرتی ہی پرکرتی نظر آئے۔اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ تو جسم ہی جسم نظر آیا۔پرماتما کی ذات تو دکھلائی نہیں دیتی میں کہونگا عزیز نے بھی تو میرے جسم ہی کو دیکھ میری ذات دکھلائی نہیں دی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میرے وجود میں تو بلا میری ذات کے دیکھے یقین بلکہ حق الیقین ہو۔پرنچ پرماتما کی ذات نہ دیکھ پڑنے پر اس کے وجود سے صاف انکار کیا جاوے۔جس وقت آدمی اپنی ذات کو دیکھ سکیگا اس وقت پرماتما کی ذات بھی بالضرور اور یقیناً دکھلائی دیگی چنانچہ یما چاریہ فرماتے ہیں۔

एष सर्वेषु भूतेषु गुढात्मा न प्रकाशते
दृश्यते त्वग्र्यया बुद्धया सूक्ष्म दर्शिभिः

یعنی جو اِن سب پدارتھوں میں پرماتما کی ذات چھپی ہوئی ہے اسے سوکشم درشی ہی سوکشم بدھی کے اگربھاگ سے دیکھ سکتے ہیں دوسرے نہیں۔

بیٹا تم دیکھتے نہیں کہ پیٹ کی اگنی لکڑی۔پتھر سب کچھ بھسم کر دیتی ہے مگر کیا مجال کہ اپنی اصلی خوراک کے سوا جھلی اور چربی کو جو کہ پیٹ میں موجود ہے یا جس کا پیٹ بنا ہے آنچ تک بھی لگنے دے۔یہ کس کے ڈر سے۔

دولت رام } پتا جی سب ستیہ۔ وہ بد قسمت اور
اندھے ہونگے جو اب بھی پرمیشور سے
منکر رہینگے۔ اب آپ ایشور پرنی دھان
کا مطلب سمجھائیے۔

کلپک } ایشور پرنی دھان کا مطلب یہ ہے کہ آدمی
ایشور پراین ہی رہے یعنی مذکورہ بالا سادھنوں
کو سکھ کی غرض سے نہ کرے بلکہ ایشور پراپتی
میں فرض سمجھکر نشکام سیون کرے تاکہ بندھن کا ہیتو نہوں
کیونکہ نشکام کرم کرنا ہی موت روپی دکھ سے پار ہوتا ہے۔
ذیل کی مثال سے یہ بات خوب ذہن نشین ہو جائیگی۔ کہتے
ہیں کہ ایک دفعہ راکشسوں سے تنگ آکر دیوتاؤں نے ان
کو پراجیہ کرنے کی نیت سے یگ رچا اور ہوتا زبان کو بنایا
راکشسوں کو فکر ہوا مگر جب سنا کہ ہوتا زبان ہے تو تسلی ہو
گئی کہ خود غرض "ہوتا" ہے یگ سمپورن نہیں ہو سکیگا۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ زبان نے اور دیوتاؤں کے بھاگ تو
تقسیم کر دیئے مگر رس اپنے لئے رکھ لیا۔ خود غرضی کے سبب
یگ سمپورن نہو سکا۔ اسی طرح کان۔ ناک۔ آنکھ۔ چمڑا یکے
بعد دیگرے ہوتا مقرر ہوئے چونکہ شبد کی کان نے۔ روپ کی
آنکھ نے۔ گندھ کی ناک نے اور سپرش کی چمڑے نے خود
غرضی کی۔ یگ پھر سمپورن نہوا۔ بالآخر انہوں نے پران کو
ہوتا بنایا۔ اس خبر کے پاتے ہی راکشس بھاگ گئے مبادا
یگ کے سمپورن ہونے پر دیوتاؤں کا غلام بننا پڑے۔ پران
نے سب بھاگ دوسرے دیوتاؤں کو بانٹ دیئے اپنے لئے

کچھ بھی نہ رکھا یگ فی الفور سمپورن ہوا - اب بھی تجربہ کر لو موت کے وقت - آنکھ - کان - ناک - زبان - چمڑا سب مر جاتے ہیں مگر پران نہیں مرتا کیونکہ وہ ہمیشہ نشکام کرم کرتا ہے - اس کا سارا کرم دوسرے اعضا کے لئے ہوتا ہے - اپنے لئے کچھ نہیں ہوتا -

دولت رام } پتا جی حکیم پاتنجلی ہی صحت کے لئے ایسا نسخہ تجویز فرماتے ہیں یا کسی اور رشی نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور کیا وہ رشی بھی اسی طرح سمادھی یوگ کے بغیر آنند نہیں مانتے -

کلپک } بیٹا (سو سیانیاں ایکو مت) پاتنجلی ہی ایسا نہیں فرماتے سب کے سب تتو ویتا اسی پر متفق الرائے ہیں میں دوسرے کئی رشیوں کے پرمان پیش کر سکتا ہوں کہ آنند سمادھی ہی میں ایشور پراپتی سے ہوتا ہے باقی سب آنند محض آنند ابھاس ہیں - یما چاریہ اپنے رششیہ نچیکیتا کو یہی اپدیش کرتے ہیں اور یہی سادھن بتلاتے ہیں صرف طرز بیان جدا ہے -

ऋतं पिबन्तौ सुकृतस्यलोके
गुहाम्प्रविष्टौपरमे परार्द्धे छाया तपो ब्रह्म
विदो वदन्तिपञ्चाग्निनाचिकेता:

ایک سندر لوک ہے اس میں ایک اتم پردیش ہے وہاں ایک گُفا ہے - اس میں دو شکتیں نواس کرتی ہیں ایک یعنی

نور ہے اور دوسری اس کے سامنے چھایا ہے - اس گفا
پیدائش اور لوک کو ایک شکتی بناتی ہے اور دوسری اپنے
کرموں دوارا ابنواتی ہے - پہلی شکتی آنند سروپ ہے دوسری
اس گفا میں پہلی کو پراپت ہو کر آنند لیتی ہے -

پنچکیتا } گرو جی اس گفا میں پہنچنے کے لئے انسان کے پاس کیا سامان ہیں -

یما چاریہ } سومیہ - پرماتما نے اپار دیا سے انسان کو اس گفا تک جانے کے لئے ایک ویسا ہی رتھ دے رکھا ہے جیسے رتھ
سے کہ دنیوی منزل مقصود تک لوگ پہنچتے ہیں اور وہ
رتھ یہ ہے -

आत्मान॰रथिनं विद्धि शरीर॰रथमेवतु।
बुद्धिन्तु सारथिं विद्धिमनः प्रग्रहमेवच ॥
इन्द्रियाणि हयाना हुर्विषया॰स्तेषु गोचरान्
अत्मे न्द्रिय मनो युक्तं भोक्तेत्याहुर्म नीषिणः

جسم رتھ ہے - کرم اندریہ و گیان اندریہ اس رتھ کو
چلانے والے دس گھوڑے ہیں - من لگام تھا باگ ڈور
ہے بدھی کوچوان ہے - وشے اتھات محسوسات سڑکیں ہیں
جن پر یہ رتھ چلتا ہے اور جیواتما رتھ کا مالک ہے جو رتھ
پر سوار اپنے منزل پر پہنچنے والا - اور رتھ و دیگر سامان کے
بگڑنے سدھرنے سے متاثر ہونے والا ہے -

نچکیتا — گرو جی یہ رتھ تو سب کے پاس موجود ہے پھر سب کے سب اُس گفا میں پہنچکر کیوں نہیں آنند لیتے۔

یما چاریہ — بیٹا جس طرح رتھ کا لکڑی کاٹھ اگر کمزور اور بوسیدہ ہو تو وہ رتھ چلنے کے وقت ٹوٹ جاتا ہے اور منزل مقصود پر نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح جن کے شریر روپی رتھ کمزور ہیں وہ ہرگز منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے بلک جسم کی کمزوری کی وجہ سے راستہ ہی میں رہ جاتے ہیں اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسم مضبوط ہو۔ پھر آدمی گفا میں پہنچنے کی طیاری کرے ورنہ کامیاب ہونے کی بجائے ندامت اور مایوسی بھگتنی پڑیگی۔ اس لئے برہمچریہ اور دودھ گھی وغیرہ بل بردھک اشیاء سے جسم کو خوب پُشٹ اور بلشٹ بنائے۔

نچکیتا — گرو جی۔ کیا جسم کے پُشٹ ہونے پر آدمی گفا میں پہنچ جاویگا۔

یما چاریہ — بیٹا اگر رتھ مضبوط ہو اور گھوڑے کمزور ہوں تو جس طرح وہ ٹھوکریں کھا کر راستہ ہی میں رہ جاتے ہیں اور سوار کو نہ گھر کا چھوڑتے ہیں نہ گھاٹ کا۔ اسی طرح سے جسم بلوان بھی ہو مگر اندریے جو کہ اس جسم کے گھوڑے ہیں کمزور ہوں تو رتھ منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا بنا بریں جسم مضبوط بنانے کے بعد اندریوں کا تیز اور مضبوط ہونا ضروری ہے

وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو کہتے ہیں "ہم دودھ نہیں پیتے اور گھی نہیں کھاتے کیونکہ یہ اشیار جسم اور اندریوں کو طاقت بخشتی ہیں اور جسم اور اندریہ طاقت پاکر دکھ دیتے ہیں" یہ اُن کی کائرتا ہے بہادری نہیں کیونکہ نپنسک ارتھات مخنث اگر کہے کہ میں جتی ہوں تو یہ اس کی فضیلت نہیں بلکہ نقص ہے کہ وہ ایک کام کے لئے قدرتاً مجبور ہے قابل تحسین ہے وہ جو بلشٹ اور پشٹ ہونے کے باوجود جتی ہے ورنہ کمزور آدمی کس قابل ہے۔ جو دو گھنٹہ مرکز ثقل قائم کر بیٹھ ہی نہیں سکتا وہ پرماتما کی اپاسنا خاک کر سکیگا اس لیے کہا ہے۔

नाय मात्मा बलहीने न लभ्य: । मुण्डके

پرماتما کو کمزور آدمی پراپت نہیں کر سکتے۔

پنچیکیتا } بھگوں ہ جسم اور اندریے پشٹ ہو کر پھر تو کوئی امر رتیہ کے گن تک پہنچنے میں مانع نہیں ہوگا ؟

پیما چاریہ } پریہ ورں - اب خطرہ پہلے سے بھی بڑھ گیا کمزور گھوڑے اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ بلوان گھوڑے پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ کمزور تو خود گر پڑینگے اور زیادہ سے زیادہ نقصان ہمیں یہی پہنچا سکتے ہیں کہ ہم راہ ہی میں رہیں مگر بلوان گھوڑے جو سرکش ہوں ہمارے اختیار میں نہیں رہینگے اور منہ زور ہوئے نشیب و فراز کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے راہ سے پر طرف ہو ایسی خندق میں ہمیں بیجا مارینگے

کہ جہاں نہ رتھ بچے نہ خود گھوڑے بچیں نہ ہم ہی بچیں۔ پس جسم اور اندریوں کو بلوان بنا کر ہمیں بے فکر نہیں رہنا چاہئے بلکہ جس طرح چابک سوار گھوڑوں کو رتھ میں جوتنے کے قابل بنانے کے لئے چکر پر چکر دے کر ان کی اصلاح اور سدھار کرتا ہے اسی طرح اندریوں کا سدھار اشد لازم و لابد ہے۔ جب تک انسان اُن کا سدھار نہ کرے اپنے رتھ کو کسی قابل نہ سمجھے۔

پچیکیتا — کیا اب رتھ گرو جی منزل پر پہنچ جائیگا۔؟

پیما چاریہ — بیٹا رتھ مضبوط ہوتے ہوئے گھوڑوں کے بلوان اور سدھائے ہوئے ہونے پر بھی سخت خطرہ ہے اگر لجام اور باگ ڈور ٹھیک نہیں اس لئے اب ضروری ہے کہ من جس کے ذریعہ اندرے کام کرتے ہیں مضبوط یعنی نشچل ہو مگر افسوس من ایسا چنچل ہے۔ کہ طرفتہ العین میں ہزاروں ناچ نچا دیتا ہے۔ سنسار میں اگر کوئی مشکل اور اہم کام ہے تو من کو زیر کرنا ہے۔ من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت مگر ترکیب سے جھٹ سیدھا ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک ساہوکار نے اپنے ایک چالاک برتیہ کو قابو کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک ساہوکار کے پاس دویت پتُر نے درخواست نوکری کے لئے کی۔ ساہوکار کو ملازم کی ضرورت تھی پوچھا کہ کیا تنخواہ لوگے؟ دویت پتُر نے جواب دیا کہ ایک کوڑی نہیں صرف ایک شرط پر نوکر رہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں کسی وقت

کام سے خالی نہ رہوں اگر ایسا ہوا تو میں آپ کی گردن
پر سوار ہو جاؤنگا۔ ساہوکار بڑا پرسن ہوا اور دل میں کہنے
لگا اندھے تجھے کیا چاہیے دو آنکھیں۔ فی الفور اس کی
شرط منظور کر لی اور اسے ملازم رکھ لیا۔ دو بیت پتر
صبح ہوتے ہی گرد ہو گیا اور کہنے لگا کام مہاراج۔ ساہوکار
نے کہا ایندھن لے آؤ۔ پانی بھر لو۔ چوکا دیدو۔ روٹی پکا
لو۔ وہ دو بیت پتر تو تہا ہی آناً فاناً سب کچھ طیار
کرکے آ حاضر ہوا اور کہا کام مہاراج ورنہ شرط۔ ساہوکار
گھبرا گیا۔ سارا دن کام سوچنے اور تبلانے میں رہنا۔ سب
کار و بار چھوٹ گیا اگر فکر تھا تو کام تبلانے کا اگر سچ تھی
تو یہ کہ اب موئے برادری میں ہنسی ہوگی۔ عزت جاتی
رہیگی۔ کریں تو کیا کریں۔ بھاگ جائیں زہر کھا مریں کس
طرح اس موذی سے بچاؤ ہو۔ چند دن جوں توں کرکے
کاٹے کہ ایک مہاتما کا وہاں سے گذر ہوا اس نے ساہوکار
کو اُداس دیکھکر سبب پوچھا تو ساہوکار نے جواب دیا مہاراج
آپ اپنی راہ لیں میرا دکھ لا علاج ہے مہاتما نے کہا بتلاؤ
تو سہی ایسا بھی کوئی دکھ ہے جس کا علاج نہ ہو۔ آدمی آدمی
کا دارو ہوتا ہے ممکن ہے مجھ سے ہی کوئی تدبیر بن
آوے جس سے تیر بہدف بیٹھے۔ ساہوکار نے سارا قصہ
کہہ سنایا۔ مہاتما بولا کچھ پرواہ نہ کرو ایک چٹکی میں سب
انتظام ہو جائیگا۔ دو بیوت پتر کام کو گیا ہوا تھا۔ مہاتما
کے بیٹھے بیٹھے ہی وہاں آ نکلا اور حسب دستور کام مہاراج
ورنہ شرط۔ مہاتما نے کہا جھاڑ سے ایک بانس کاٹ لاؤ

ساہوکار پھر غوطے گیا اسے خیال ہوا کہ مہاتما نے محض جھاڑ سے بانس کاٹ کر نکالنا مشکل سمجھا ہے مگر وہ ودیوت پتر کی پھرتی سے قطعاً ناواقف ہیں۔ یہ تو اُس کے لئے ایک معمولی بات ہے۔ مہاتما اٹھکر چلنے لگے تو ساہوکار رو پڑا اور کہا مہاتما جی اچھا پھنسایا۔ آپ نہ آگئے ہوتے تو میں نے خواہ جلا وطن ہوکر خواہ وِش کھاکر اس بے حرمتی سے تو چھٹکارا پایا ہوتا۔ جو کام کے نہ بتلانے پر عنقریب وقوع پذیر ہونے والی ہے۔ مہاتما نے جواب دیا گھبراؤ نہیں صرف تمہاری سمجھ کا فرق ہے۔ جس وقت ودیوت پتر آوے اسے حکم کر دو کہ بانس صحن میں گاڑ دیوے اور اسے کام تبلا دو کہ بانس کے اوپر چڑھے اور نیچے اترے خود بخود مطیع ہو جاویگا۔ مہاتما چلدیئے اور ساہوکار نے ویسا ہی کیا۔ اب ودیوت پتر جتنا تیز تھا اتنا ہی اتراؤ چڑھاؤ نے جس کا کبھی خاتمہ ہی نہیں ہونا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں اسے بیدل کر دیا۔ لگا ہاتھ جوڑنے اور ساہوکار سے عرض کرنے میں نے اپنی شرط چھوڑی جو آپ کہینگے کرونگا۔ فرصت کے وقت نشچل بیٹھ رہونگا۔ پرماتما کے لئے میری مصیبت کاٹو۔ ساہوکار نے جواب دیا نہیں بھائی شرط ہے اس میں اصرار کے کیا معنی الغرض ودیوت پتر بڑا ہی نرم ہو گیا تب ساہوکار نے اُس کی درخواست منظور کر لی اب تو ساہوکار کے مئے نوندہ بارہ سدہ ہو گئے۔

ہے گیانیشو یہ ودیوت پتر من ہے اگر اسے کام نہ ملے تو تمک کی گردن پر سوار ہو جاتا ہے۔ ایک دم چین سے بیٹھنے نہیں دیتا

پس اس کا تدارک یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ پرانایام روپی بانس پر شواس اور پرشواس کے ذریعہ چڑھتا اور اترتا رہے۔ جن پرشوں کو پراناییام کا ابھیاس ہے۔ وہ بھلی بھانتی جانتے ہیں کہ پانچ ہی منٹ میں یہ من کمال عجز و انکسار اختیار کرتا ہے اور جھٹ نشچل ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور پھر ستاتا نہیں۔

نچیکیتا } ہے گرو اب تو رتھ ٹھکانے جا پہنچیگا ۹

یماچاریہ } سومیہ۔ نہیں۔ جس طرح رتھ باوجود ذاتی مضبوطی اور گھوڑوں کے بلبشٹ اور سوشکشت ہونے کے۔ اور لجام و باگ ڈوروں کی پختگی کے بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا اگر کوچوان جاہل مطلق ہے۔ کیونکہ گھوڑے بلبشٹ اور سدھے ہوئے ہیں۔ اشارہ مانتے ہیں جہاں کوچوان نے غلط اشارہ دیا وہیں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ویسے ہی مراقبہ روپی گفا میں پہنچنے کے لئے جسم کی مضبوطی۔ اندریوں اور من پر پورا اقتدار کافی نہیں جب تک کہ بدھی روپی کوچوان سنسکرت نہیں۔ اعتراض ہو سکتا ہے کہ بدھی کیا اور سنسکرت کیا۔ یہ ہدایت اس لئے ہے کہ بدھی دو پرکار کی ہے ایک ناجائز ترک کرنے والی اور دوسری ساتوک جس نے کہ ستہ شاستروں کے مرم اور مہاتماؤں کے ست سنگت سے پرورش پائی ہو۔ کترک سے رکت بدھی کبھی کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں

کر سکتی جیسا کہ مثال ذیل سے ظاہر ہو جائیگا۔ ایک فلاسفر برہم پراپتی کے لیے ایک یوگی کی شرن میں آیا۔ یوگی نے اپدیش کیا کہ پہلے اپنی ہردیہ روپی پرتھوی کو وشواس روپی جل سے سینچو۔ پھر کرمشاہ برہم کی پراپتی ہوگی۔ فلاسفر جب گھر گیا تو سوچتا رہا کہ جو چیز نظر نہیں آتی اس کے لئے وشواس کس طرح باندھ لوں۔ یہ خیال رات بھر فلاسفر کے دل میں خلش کرتا رہا۔ صبح جس وقت یوگی کی خدمت میں آیا عرض کی کہ مہاراج جب سے آپ کی شاگردی میں آیا ہوں میرے دل میں خلش رہتی ہے۔ یوگی نے جواب دیا بیٹا وہ خلش تمہارے دل میں میں کرتا رہتا ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ فلاسفی نے جو تمہارے دل میں گھر کر رکھا ہے اور تجھے وشواس پاتر بننے نہیں دیتی اسے تراش تراش کر نکال دوں۔ تراش کی وجہ سے تیرے دل میں خلش ہوتی رہتی ہے۔ فلاسفر جو کہ ہمیشہ اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح مسلمہ عام امر کو کہ دو اور دو ملکر چار ہوتے ہیں دو اور دو ملا کر بائیس ۲۲ ثابت کروں اور نام پاؤں سوچنے لگا کہ میری محنت سے حاصل کی ہوئی فلاسفی کو اب تو جواب ہوگا۔ جو مجھے کسی حالت میں بھی منظور نہیں۔ یوگی مجھے کیا سکھلائیگا۔ میں خود خدا کی ہستی اور وحدانیت پر ہزار براہن قاطع اور دلائل ساطع پیدا کر سکتا ہوں۔ اس طرح سارے جہان میں ممتاز ہو جاؤنگا۔ یہ سوچ یوگی سے کہا مہاراج میں ایسی شاگردی سے باز آیا اور چلدیا راستے میں ایک ہرٹ آیا۔ حوض میں منہ ہاتھ دھویا اور اس کسان سے جو ہرٹ چلا رہا تھا پوچھنے لگا۔

فلاسفر:۔ "خدا ہے؟"

کسان:۔ "ہو نہ نہیں"۔

فلاسفر:۔ "ثبوت"؟

کسان:۔ "مت ماریا ہو یا خدائی ثبوت کی"۔

فلاسفر:۔ "باباکوئی دلیل بھی تو"؟

کسان:۔ (ڈانگ سے دھکا کر) "دلیل گھر تو لیجا دنیا اینویں ہو گئی۔ انہا خدائی دلیل پچھدا"۔

فلاسفر اپنا سا منہ لیکر رفو چکر ہوا۔ مدت بعد ایک دن یوگی ہاتھ مٹھیا رہا تھا اور ایک شِشش پانی کے لوٹے سے جل ڈال رہا تھا۔ کہ اتنے میں پانچ منٹ یوگی نے ہاتھ نہ ہلائے پانی ہاتھوں میں جمع ہوتا رہا۔ پانی پھینک کر بولے "او بیوقوف اگر اور کچھ نہیں سوجھتا تو کہو کسان کی طرح بے دلیل مانتا ہوں ناستک ہو کر نہ مر"۔ شِشش نے حیران ہو کر پوچھا مہاراج آپ نے کیا کہا اور کیسے کہا۔ یوگی بولے بیٹا وہی فلاسفر اب نزع کی حالت میں ہے۔ اس نے یہاں سے جاکر ایک ہزار دلیل خدا کی ہستی پر لکھی تھی۔ آج اُسے ایک اور ایسی دلیل سوجھی ہے کہ جس نے پہلی ہزار دلیل کو رد کر دیا ہے وہ ناستکتا میں مرنے کو تھا کہ مجھے رحم آگیا اور میں نے کہا کہ اس کسان کی طرح تم بھی بے دلیل مان لو اور ناستک ہو کر نہ مرو۔ برہمچاری جی۔ اب تو نے سمجھ لیا ہوگا کہ کثرت کنی بدھی صرف راستی ہی سے باز نہیں رکھتی بلکہ انسان کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے۔ ایک اور فلاسفر کا ذکر ہے کہ اسے یہ وہم ہو گیا کہ انسان کو بنے بہت دیر ہو گئی ہے اب یہ ضرور گریگا جو بنتا ہے اوشیہ بگڑتا ہے

بہتر ہے کہ آسمان کے نیچے سے خود دوڑ چلوں اور اوروں کو دوڑا دوں تاکہ نیچے آکر نہ دب جائیں پس وہ دوڑتا اور دُہائی دیتا پھرتا تھا کہ لوگو دوڑ چلو ورنہ آسمان گرنے والا ہے نیچے دب مروگے- اسی طرح وہ دوڑ دوڑ کر ہی مر گیا سو ضرورت ہے کہ بدھی ساتوک ہو اور یہ ست سنگ اور ستیوپدیش سے ہوتی ہے-

نچیکیتا — پتا اب تو گنگا تک پہنچ جائینگے؟

یماچاریہ — نہیں بیٹا جس طرح بازیمہ سامان اگر رتھ کا سوامی مخمور اور مدہوش ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوچوان بھی ست ہو جاتا ہے سستی میں ٹھنڈی ہوا سے نیند آ جاتی ہے- باگ ڈوریں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں- گھوڑے آخرش حیوان ہیں موقعہ کو غنیمت سمجھ سڑک کے کنارے کھائی سے پار سبزہ زار کو دیکھ طرفۃ العین میں ادھر کا رخ کرتے ہیں رتھ کو کھائی میں گرا دیتے ہیں- خود مر جاتے ہیں- کوچوان کو مار ڈالتے ہیں رتھ کا مالک بھی مجروح ہو جاتا ہے پتہ اس وقت لگتا ہے جب کل کا کل چوکا پڑ جاتا ہے- اسی طرح گنگا میں پہنچنے کے لئے بھی آتما کو چوکس رہنا چاہئے ورنہ ناکام رہیگا-

نچیکیتا — گرو جی اس کے بعد تو اوشیہ منزل مقصود کی پراپتی ہوگی-

مہا چاریہ — برہمچارن" ابھی دلّی دور ہے۔ سارا سامان درست ہوتے ہوئے اگر راستہ میں ڈاکو پڑ جائیں سب کچھ لوٹ لیجائیں اور سب کو گھائل کر جائیں۔ نہ گھوڑوں کی پیش جائے نہ کوچوان کی بس چلے نہ مالک ہی سے کچھ بن آئے اسی طرح اس شریر روپی رتھ کو بھی خطرہ ہے

نچیکیتا — گرو جی شریر روپی رتھ کو بھی ڈاکو پڑ جاتے ہیں۔

مہا چاریہ — بیٹا شریر میں تو مہا بھارت سے بھی بڑھکر دیواسُر سنگرام ہمیشہ لگا رہتا ہے سنو میں بالتوضیح سمجھاتا ہوں جس طرح مہا بھارت یُدھ میں یودھشٹر اور دریودھن باوجود ایک کُلوتپن بھائی ہونے کے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اسی طرح اس جسم میں دویک اور اودیک ایک ہی من سے پیدا ہوتے ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں جس طرح یودھشٹر کی سات اور دریودھن کی گیارہ اکشوہنی فوج تھی اسی طرح سے دویک کی۔ یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانا یام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان کل سات۔ اور اودیک کی کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار پرمان۔ دپریہ۔ وکلپ۔ ندرا۔ سمرتی۔ پرماد گیارہ اکشوہنی فوج ہے۔ جس طرح وہ رات کو اکٹھے ہو اپنی معذوری اور بہادری بتلایا کرتے تھے۔ اسی طرح سے دویک اپنی استری متی اور اودیک اپنی استری رتی کے پاس پاس بیٹھے اپنی اپنی صفائی

اور بل دکھاتے رہتے ہیں ذرا ادھر توجہ دو مہابھارت کا نقشہ دکھلائی دیگا۔

منی "پتی آپ کیوں اپنے بھائیوں سے جنگ وجدل کرتے ہیں"

ودیک "پریا یہ بیوقوف ہیں میں انہیں ہر چند سمجھاتا ہوں کہ راستی پر آجاؤ مگر یہ پاگل نہیں سمجھتے اپنا نقصان کرتے ہیں ہمیں آرام نہیں لینے دیتے۔ یہی سبب ہے۔ کہ اب ہیں نے ان کی جنگ سے گوشمالی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے"

رتی۔ (اپنے پتی اودیک سے مخاطب ہوکر) "پتی جی ودیک تو راستی پر نظر آتا ہے آپ کیوں ناحق خود دکھ اٹھاتے ہو اور ساتھ بھائیوں کو دکھ دیتے ہوئے"

اودیک "پریا ودیک کی چکنی چوپڑی باتوں پر مت بھول۔ یہ تو ایسا دُشٹ ہے کہ ہم تو بھلا بھائی تھے اپنے باپ من پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔ ہم بھلا جیتے جی کس طرح اپنی اور اپنے باپ کی ذلت برداشت کریں۔

منی "پران پتی جی! اودیک تو ٹھیک کہتا ہے آپ ہی کا قصور ہے آپ واقعی والد صاحب پر بھی قابو پانا چاہتے ہیں جو شان فرزندی کے شایاں نہیں"

ودیک "نہیں پریا جی آپ کو معلوم نہیں پتا کی بھی بھائیوں کی صحبت سے مت ماری گئی ہے انہوں نے ملکر پتا مہاجیو آتما کو ناحق قید کر رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ

خواہ مجھے اُن کے لہو سے ہاتھ بھرنے پڑیں مگر اپنے پتا مہا کو
آزاد کردوں۔"

رتی۔ "دیو پتی جی ودیک تو راستی پر ہے۔ آپ کے پاس بل
کونسا ہے جس سے ودیک کو مغلوب کرنے کی ٹھانی ہے۔"

اودیک۔ (اپنے سپہ سالار کام کو بلا کر) "ودیک کی
زبردست فوج سے مقابلہ آ پڑا ہے تو نے کیا طیاری کی ہے
اس کے پاس تو بڑے بڑے جودھا ہیں۔"

کام۔ "مہاراج بڑے بڑے جودھا ہیں تو کیا فکر ہے۔
اُن کے کسی جودھا کو میرے مقابلہ کی تاب نہیں اس کی ساری
افواج کو میں اکیلا نیست و نابود کر سکتا ہوں۔ یم۔ نیم۔ آسن۔
پرانایام۔ دھارنا۔ دھیان تب تک ہی گھمنڈ میں ہیں جبتک
میرا درشن نہیں ہوا۔ ہزاروں بار آزمایا جہاں میں گیا ان
سب کو دوڑتے راستہ نظر نہ آیا اور جہاں میں نے قدم جمایا
وہاں کبھی کسی نے اُن کا نام و نشان نہ پایا۔"

متی۔ "پریہ پتی جی سنا اودیک کے ایک ہی سپہ سالار
میں کتنا بل ہے بہتر ہے اس راج کو تلانجلی دیں اور جان بچا
کر جنگلوں کو بھاگ چلیں۔"

ودیک۔ "پریا جی گھبراؤ نہیں میرے پاس اس سے بھی
بڑھیا جودھا ہیں لو ابھی بلاتا ہوں دیکھو تو سہی

ودیک۔ (سنتو وچار جودھا کو بلا کر) "تجھے پتہ ہے کہ
اودیک کا جودھا کام کیا کر رہا ہے؟"

سنتو وچار۔ "سوامی۔ بیوقوف ہے بکتا ہے۔ اس کی کیا
مجال کہ میرے مقابلہ میں آسکے اور اگر آ بھی جائے تو میرے

پاس ایسے ایسے بجر ہیں جو اسے معہ متعلقین اس کے عدم کا راہ دکھلاتیں"۔

وویک:- "بتلا تو سہی وہ کون سے بجر ہیں تاکہ مجھ کو بھی نشچے ہو جائے"۔

وستو وچار:- "اوّل - تتو اپدیش - جس کے سامنے کام کو دوڑتے دم نہیں پھرتا - جب کسی کو یہ پتہ لگ جائے کہ آتما کی کوئی شکل ہی نہیں اور شریر دھات - پت کف - مل - موتر - رکت - مجا - مانس اور ہڈیوں کا ڈھیر ہے - جس پر پرماتما نے چمڑے کا پردہ اس لئے کر دیا ہے کہ آکاش سے گدھ وغیرہ جانور پکڑ کر نہ کھا جائیں - تو کون نرلج ہے جو مل موتر کے سنسرگ کی خواہش کریگا میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے میری بات کا کافی ثبوت مل جائیگا - ایک شہر میں ایک نواب زادہ رہتا تھا اس کی آنکھ ایک تجار کی لڑکی سے لڑ گئی - وہ لڑکی پارسا تھی ہر چند نواب زادہ نے روپیہ خرچ کیا - بیسوں دلال مقرر کیں مگر وہ پارسا کنیا دم میں نہ آئی - ایک دن اتفاق سے اس کے والدین اسے اکیلی گھر چھوڑ آپ پاس کے ایک گاؤں میں ایک شادی کی تقریب پر چلے گئے - کسی دلالہ نے نواب زادہ کو اس بات کی اطلاع دی - چونکہ نواب کا بیٹا تھا - اہالیان شہر سب رعیت تھے - کسی کا چنداں فکر نہ تھا - تعشق نے صبر کو جواب دے رکھا تھا فی الفور اس لڑکی کے گھر چلا گیا - دروازے اندر سے بند کر لئے - لڑکی پہلے تو دیکھ کر بہت گھبرائی - کیونکہ اس نے نواب زادے کے فریفتہ ہونے کا حال سن رکھا تھا - مگر اوسان نہ چھوڑے جب نواب زادے

نے اس کی عصمت میں خلل اندازی کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو
لڑکی نے کہا۔ حضرت آپ نے ناحق معمولی بات کے لئے اتنی
تکلیف اٹھائی میں آپ کے صدقہ آپ حکم بھیجتے میں سو دفعہ
حاضر ہوتی اس سے بڑھکر میری اور کیا خوش قسمتی ہے کہ
آپ جیسے شریف سے میرا تعلق ہو۔ لڑکا پیدا ہو تو کابل میں
بھیجوں۔ لڑکی پیدا ہو تو عمر کٹ جائے۔ مگر میں ذرا اوپر حاجت
رفع کر آؤں۔ نواب زادہ نے جیسے کہ شہوت سے مغلوب ہونے
کے سبب کوئی غیرت باقی نہیں رہی تھی۔ بڑے پیارے کہا
ہاں جان عزیز از جان ضرور۔ لڑکی اوپر چڑھ گئی کپڑے
اتار۔ ڈالے الف ننگی ہو کر سارے جسم پر وشٹے کا لیپ
کر لیا اور بلائیں لیتی نواب زادہ کی طرف آئی۔ جب نواب
زادہ کی نظر پڑی حقیقت کھل گئی۔ کام رفوچکر ہو گیا۔ نواب
زادے کو دوڑتے راہ نہ سوجھی۔ اس کے بعد جب تک عدالت
ہاتھ میں رہی کسی زنا بالجبر کے مقدمہ میں عورت کو سزا
سے خالی نہ چھوڑا۔ دوستوں کے اعتراض پر جواب دیتا کہ
عورت کا قصور ہے جس نے تتوو پدیش نہ کیا اور ثبوت میں
اپنی حکایت سناتا۔ اسی طرح جب یہ پتہ لگ جائیگا۔ کہ اوروں
کی بہو بیٹیوں کو خراب کرتے ایک دن اپنی بہو بیٹیوں کو
خراب ہوتے دیکھنا پڑیگا تو کون بے غیرت ہے جو کام کے
قابو کا رہیگا۔

دوم۔ خدانخواستہ اگر اس بچر سے کام بچ بھی رہا
تو پھر میں مرتیو سروپ بجر چلاؤنگا اس سے کام تو درکنار
دودیک کی ساری سینا دگدھ ہو جائیگی۔ کام بیچارا تو معمولی

سپاہی سے ڈرتا بھاگ جاتا ہے مرتیو کے دیکھنے پر توکل بھسٹ نشٹ ہو جائیگا - ایک یوگی نے ایک دفعہ ایک راجا کو بھی بھجر کام کے مقابلہ کے لیئے دیا تھا اس کا حال سنئے کہ کام کی وہاں کیا گت بنی -

ایک یوگی کے پاس ایک راجا جایا کرتے تھے - وہ یوگی ایک وبائی بیماری میں مبتلا رہنے کے سبب کچھ کمزور ہو گئے تھے - انہوں نے بل بردہی کے لیئے جڑی بوٹیوں سے ایک دوائی طیار کی ایک دن وہ دوائی کھانے لگے تھے کہ راجا بھی آ پہنچا - یوگی نے اپنی خوراک میں سے دسواں حصہ راجا کو دے دیا جسے راجا نے نوشجان فرمایا - جب راجا راتری کو گھر آیا تو شہوت اتنی غالب ہوئی کہ رانیوں سے لونڈیوں تک نوبت پہنچی مگر شہوت شانت نہ ہوئی - راجے ہوتے بھولے ہی ہیں - فکر پڑا کہ بڑا اپرادھ ہوا یوگی میرے راج میں بڑے ہی دکھی رہتے ہونگے کیونکہ ان کے پاس ایک بھی عورت نہیں - جھٹ حکم دیکر سارے شہر کی خوبصورت عورتیں پکڑ منگوائیں اور یوگی کی خدمت میں بھیجدیں اور عرض کر بھیجا کہ اپرادھ معاف فرمائیں مجھے خبر نہ تھی آیندہ ایسی غفلت نہ ہوگی - یوگی اس وقت سمادھی لگا چکے تھے - عورتیں حکم کی پابند ساری رات وہاں بیٹھی رہیں جب صبح ہوئی یوگی کی سمادھی کھلی تو پوچھا - مائیو آپ یہاں کس طرح آئیں - انہوں نے سارا حال عرض کیا - جواب دیا اماؤ یہاں آپ کا کوئی مطلب نہیں اپنے پتیوں کو جا کر سیوا کرو - دوسرا اتنا ہستہ تھا تو

پرماتما کا شکر بجا لاتیں کہ عزت بچی - مگر شریر النفس عورتوں نے راجا کو جا کہا کہ مہاراج آپ نے ہمیں کس نینسک کے پاس بھیجدیا جس نے ہمیں بلایا تک نہیں وہ تو شاید کشتنیز گھول کر پیتے ہیں - بھولا راجا یوگی کو غصے سمجھ بذات خاص خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی انکساری سے یوں گویا ہوا - کہ مہاراج اب غصہ جانے دیجئے ناواقفیت میں یہ ایرادھ ہوا ورنہ کب ممکن تھا کہ آپ کو اتنی "تکلیف میں میں برداشت کر سکتا - یوگی ہنس پڑے اور کہا راجن تکلیف تو درکنار ہمیں کبھی ایسا خیال تک بھی نہیں اٹھتا راجا نے کہا مہاراج یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ دسواں حصہ کھا کر میری تو یہ گت ہو اور آپ کو پوری خوراک کھا کر خیال تک بھی پیدا نہ ہو - یوگی نے کہا اس کا سبب بھی بتلائینگے مگر پھر کبھی - راجا کو تسکین ہوئی - اور کوئی گفتگو شروع ہوئی - اسی اثنار میں یوگی نے ایک سرد آہ بھری راجا یہ دیکھکر متعجب رہ گیا اور دریافت کیا - مہاراج آپ سے یہ انوکھی بات کیوں ظہور میں آئی یوگیوں کو تو کوئی دکھ نہیں ہوتا آپ نے آہ سرد کیوں بھری - یوگی نے جواب دیا راجن اپنے لیئے نہیں - تیری پرجا کے لیئے کیونکہ تیری موت ہو جائیگی - پرجا تنگ آ جائیگی - راجا نے گھبرا کر پوچھا مہاراج کب - جواب ملا ساتویں روز - یوگی پر راجا کا پورا وشواش تھا ہوش خطا ہو گئے - وہی مٹھائی یوگی نے دکھنی کھلا دی - راجا غم میں مستغرق گھر گیا - نہ روٹی کھائی نہ جل پان کیا رانیوں نے ہر چند دلجوئی کی مگر کچھ التفات نہ دی - یوگی

روز دوا کی مقدار دُگنی تگنی بڑھاتے گئے حتےٰ کہ اپنے سے بھی دگنی کر دی۔ مگر راجا کی حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی۔ رانیاں۔ لونڈیاں۔ ماہ جبیناں ہر چند کام کٹاکش سے کام لیتیں۔ طبیب۔ حکیم۔ وزیر۔ مصدی۔ ہر چند علاج و تدابیر کرتے مگر کوئی افسوں کارگر نہ ہوا۔ آخر ساتواں روز آ پہنچا۔ راجا کو موت کا حق الیقین تھا۔ چاہا کہ یوگی سے آخری رخصت حاصل کر آئے مگر پالکی میں بیٹھنے تک کی ہمت نہ تھی خیر بڑی مشکل اور دقت سے پالکی میں سوار ہو یوگی کے پاس پہنچا۔ یوگی نے راجا سے ملتے ہی سوال کیا راجن اب کتنی رانیوں سے بھوگ کیا کرتے ہو۔ راجا رو پڑا اور کہا مہاراج گرو ہو کر تخول کرتے ہو۔ یوگی بولے نہیں بیٹا تو تو مجھ سے بھی دگنی دوائی کھاتا ہے کیا میں تمسخر کرتا ہوں۔ راجا نے جواب دیا مہاراج مجھے تو ہر وقت موت کا فکر ہے اب بھوگ کا کیا ذکر ہے۔ یوگی ہنسے اور کہا راجن تیرا تو موت کا نام سنکر یہ حال بن گیا ہیں جو ہر وقت موت کے منہ میں اپنے آپ کو دیکھتا مجھے یہ دوائی کیونکر ستا سکتی ہے۔ راجا نے کہا سچ مہاراج۔ تب یوگی بولے راجن سب فکر چھوڑ دو۔ صرف تمہیں تجربہ کرانا تھا۔ موت کا محض بہانہ تھا۔ اب فرمایئے مرتیو سروپ کو دیکھ کر کام کہاں ٹھہرتا ہے۔

رتی سنکر ڈری اور ادویکہ اپنے پتی سے یوں مخاطب ہوئی۔ پتین اب تو ہمارا بچاؤ نہیں وستو وچار تو ستیاناش کر دے گا۔

اودیک یہ پربا چنتا مت کرو وستو وچار کو میرا یودھا
کرودھ آناً فاناً زندہ پکڑ لائیگا۔

متی یہ لو مہاراج اب تو وستو وچار کی بھی خیر نہیں۔"

ودیک یہ پربا جی کچھ بات نہیں۔ کیشما طرفتہ العین میں
کرودھ کو مات کر دیگا۔"

علےٰ ہٰذا القیاس

ہے پچیکیتا اسی طرح ہر وقت دیو آسُر سنگرام لگا رہتا
ہے کبھی ودیک کی جے ہوتی ہے کبھی اودیک کامیاب ہوتا
ہے۔ جب تک اودیک وغیرہ ڈاکوؤں کا کشئے نہوے تب
تک رتھ کا منزل مقصود پر پہنچنا ناممکن ہے۔

پچیکیتا } تو گرو جی انہیں پھر شکست فاش کس طرح ہو

برہمچارن۔ ٹھیک اسی طرح جیسے ایک
راجا دوسرے کو شکست دیتا ہے جبکہ
وہ ہم پلہ ہو یا اپنے سے بڑھا ہو اعد

یمراچاریہ جی

وہ اس طرح کہ پہلے شبخون مارے۔ اگر دشمن مغلوب ہوجائے
تو فبہا ورنہ سارا دن آہستہ آہستہ مقابلہ کرتا رہے شام کو
جس وقت کہ مخالف تھک جاوے یک سخت دھاوا کردیے
بالضرور کامیابی ہوگی یعنی پراتہ کال جبکہ کام کرودھ وغیرہ
ڈاکو ابھی سوئے ہوئے ہوں سندھیا کرے۔ اگر وہ سنبھل
جاویں سارا دن مقابلہ کرتا رہے جب دن بھر کی محنت
سے تھک جاویں۔ سائیں کال کی سندھیا کا دھاوا بولدے

اوشیہ جے ہوگی۔

स्वप्नान्तं जागरिता न्तंचोभौ येनानु पश्यति
महान्तं विभु मात्मानं मत्वा धीरोनशाचति
कठ

خواب کے اخیر صبح اور بیداری کے اخیر شام کو جو کوئی سندھیا کرتا ہے وہ سرو ویاپک مہان پرمیشور کو پراپت ہو سب پرکار کے دکھوں سے چھوٹ جاتا ہے۔

نچکیتا } گرو جی پھر تو رتھ منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔

برہماچاریہ } ہاں۔ برہمچارن ضرور مگر گنگا میں داخل نہیں ہو سکیگا جب تک کہ رتھ سے اتر نہیں آئیگا۔

لخت جگر دیکھا وہی بات ہے یا کچھ فرق ہے؟

دولت رام } پتا جی سچ مچ وہی ہے۔ صرف طرز بیان کا فرق ہے۔ مگر کیا یہ برہماچاریہ ہی مہابھارت یدھ کے بعد ہوتے ہیں۔

کلپک } نہیں بیٹا مہابھارت یدھ سے بعد تو نہیں ہوئے۔ اور نہ یہ ساری بات چیت ہو بہو برہماچاریہ اور نچکیتا کی ہے ان کی مول اپدیش سے بھاؤ رتھ لیکر عزیز کو سمجھانے کے لئے یہ طریق اختیار کیا گیا۔

دولت رام } پتا جی اب تو صحت مکمل ہو گئی روگ باقی نرہا اس لئے سمادھی خود بخود نیند کی طرح ہو جانی چاہیئے۔

کلپک } ہاں بیٹا جب یم نیموں پر پورا عمل ہو جاوے تو کوئی روگ باقی نہیں رہ جاتا۔ تب آدمی سمادھی کے ارادہ کرنے کا مستحق ہوتا ہے

ورنہ یم نیموں کے بنا جو سمادھستہ ہونا چاہتا ہے وہ پاگل ہے ہرگز ہرگز مراد کو نہیں پاتا۔ یم نیم کا پالن کیا گیا تو کلا راستہ صاف کر دیتے ہیں۔ اور یم نیموں کا ہی سیون ذرا کٹھن ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے اُن کی تشریح میں ذرا طوالت سے کام لیا ہے تاکہ عزیز کو اچھی طرح حسن و قبح معلوم ہو جاوے۔ مگر کیول یم نیموں ہی کے سیون ماتر سے سمادھی نہیں ہو سکتی۔ جیسے باوجود صحت بدنی کے کھڑے یا چلتے چلتے نیند نہیں ہوتی ہک جگہ اور بسترے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سمادھی پراپتی کے لئے یم نیم کے بعد آسن کی اوشیکتا ہے جس طرح مختلف طبائع کے لحاظ سے مختلف آسنوں کی سونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی زمین پر ہی سو سکتا ہے کوئی چارپائی پر۔ کسی کو چارپائی پر لحاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی کو پنکھے اور ٹانگیں دبانے والے اور حکایات سنانے والوں کی ضرورت مزید براں ہوتی ہے اسی طرح مختلف طبائع کی وجہ سے سمادھی کے لئے بھی مختلف آسن ہیں۔ پدم۔ سکھ۔ گومکھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح جہاں درندوں۔ پرندوں۔ کیڑوں۔ مکوڑوں۔ کا ڈر ہو۔ یا

چھت گرنے شہتیر ٹوٹنے۔ چارپائی شکست ہونے کا خدشہ ہو یا شور و غل مچ رہا ہو تو نیند نہیں آتی اسی طرح جب تک ایکانت۔ نروگھن۔ نربھے۔ سندر۔ رمنیک ستھان نہ ہو تو سمادھی نہیں ہوتی۔ جس طرح چارپائی ٹوٹ جانے سے آئی ہوئی نیند کھل جاتی ہے اسی طرح اگر آسن میں مرکز ثقل جسم انسانی کا ٹھیک قائم نہ رکھا جاوے تو پراپت ہوئی سمادھی دور ہو جاتی ہے۔ پس پاتنجلی منی فرماتے ہیں۔

ارتھات اس طرح بیٹھے کہ سکھ پوربک ستھر رہ سکے۔ گویا ہر ایک آدمی کا اختیار ہے کہ جس چاہے آسن لگائے جس میں کہ وہ مرکز ثقل قائم رکھ سکے۔ مرکز ثقل قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ آدمی چوکڑی لگا بیٹھ یعنی کمر کی ہڈی سیدھی رکھ اور چھاتی آگے بڑھا ٹھوڑی سینہ سے مناسب فاصلہ پر ٹیک کر نہ بیٹھے یا کوئی اور مناسب اپاؤ نہ کرے۔ لیٹنا سمادھی میں مبتدی کے لئے ممنوع ہے کیونکہ لیٹنے سے نیند آجاتی ہے اس میں کوئی کلام نہیں کہ خاص خاص آسنوں سے اور بھی خاص خاص فائدے ہوتے ہیں مثلاً اپستھ اندریہ کے اوپر اور نیچے ریڑھ میں لگا کر بیٹھنا مغلوب الشہوت کی شہوت کو بھی دفع کرتا ہے مگر ہمیں اس وقت ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ضرورت ہے تو یہ ہے کہ آسن لگائے نہ ہاتھ ہلائے نہ پاؤں نہ کھانس ادا کرے نہ ناک صاف کرے کیونکہ سونے والا آدمی جو اگر ایسا کرے تو نیند نہیں آتی۔ بلکہ ایسا کرنا دال ہے

بات پر کہ سونے والا سویا ہوا نہیں - فائدہ ہے جب
کوئی ایسا کرتا ہے یا زیادہ کروٹیں بدلتا ہے تو جھٹ
پاس کے آدمی پوچھتے ہیں - یار تجھے نیند نہیں آتی
بلکہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم سونا چاہتے ہیں -
لیٹ کر ایک ہاتھ کان کے نیچے دوسرا دوسرے کان
کے اوپر دھرے جس پہلو پر پڑے ہیں اسے پہلو پڑے
رہتے ہیں دانستہ جب تک کہ نیند نہ آجاوے سارے
اعضا پر دانستہ قابو رکھتے ہیں اور انھیں ہلنے نہیں
دیتے - مبادا نیند میں ہارج ہوں - اسی طرح سمادھی کی
خواہش والا آسن بے حس و حرکت جماوے - اور منشا
پر کرپان منتروں کے دوارا اپنے آپ کو پرماتما کے حوالہ
کر کسی درند پرند کیڑے مکوڑے جانوروں کا مطلق فکر نہ
رکھے - اگر کوئی مچھر یا مکھی ستاوے تو برداشت کرے
مہاراج پاتنجلی فرماتے ہیں -

प्रयत्न शैथिल्या नन्तसमापत्तिभ्याम

استغاث جس و حرکت کو روکنے میں محتاط اور اننت
ایشور میں دھیان لگانے سے آسن جت ہوتا ہے اور

آسن جت ततो द्वन्द्वानभिघातः

ہونے سے - سردی گرمی سکھ دکھ وغیرہ متضاد چیزوں
کی برداشت پیدا ہوتی ہے اگر آدمی دیر بیٹھنے کی ہی
روز مرہ مشق کرے تو دورہ خون کی رفتار کم ہو جانے
کے سبب بیرونی تعلقات بہت کچھ منقطع ہو جاتے ہیں
اور لبا استغاث آدمی اپنے آپ کو غلطی سے سویا ہوا

خیال کر لیتا ہے۔

دولت رام — پتا جی کیا اب سمادھی یقیناً ہو جائیگی؟

کلپک — نہیں پیارے ابھی تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ کیا سونے والے آدمی کو تمام سامان ہوتے ہوئے بھی اگر پاخانہ یا پیشاب کی یا کوئی اور قدرتی حاجت ہو نیند آ جائیگی؟ ہرگز نہیں جب تک کہ وہ ان حاجات ضروریہ سے پہلے فارغ نہ ہولے اس لئے اندریہ دوش اندرونی غلاظتوں کے دفعیہ کے لئے رشی نے پرانا یام تبلایا ہے۔

तस्मिन्सति श्वास प्रश्वासयो गतिविच्छेद: प्राणायाम-

آسن میں ستھر ہو کر شواس یعنی اندر جانے والا سانس اور پرشواس یعنی باہر جانے والی سانس کی گتی کو روکنا پرانا یام ہے۔ باہر کی ہوا اندر بھرنے کو پورک اور اندر کی ہوا باہر نکالنے کو ریچک اور ہوا روک رکھنے کو کمبھک کہتے ہیں۔

बाह्याभ्यन्तर स्तंभवृत्ति देशकाल संख्याभि: परिदृष्टो दीर्घ सूक्ष्म

پرشواس پورک ہوا کا روکنا واہیہ برتی اور شواس پورک ہوا کا روکنا آبھینتر برتی اور دونوں کا رکنا ستمبھ برتی یہ تین پرانا یام اور تنلت پاس انفاس کی برتیاں ہیں

دیش کال اور سنکھیا کے لحاظ سے پرانا یام دیرگھ اور
سوکشم کہلاتا ہے۔ چوتھا پرانا یام واہیا بھینتر وشیا
کشیپی ہے۔ बाह्य ऽभ्यन्तर विषयाक्षेपी चतुर्थः

ہر چار اقسام پرانا یام بالتوضیح پھر بیان کی جاتی ہیں۔ جب
اندر سے باہر کو سانس نکال لے باہر ہی روکا جائے
یہ پہلا ریچک واہیہ پرانا یام ہے اور جب باہر سے
اندر کو سانس لے وہیں روک لیا جائے یہ دوسرا پورک
آبھینتر پرانا یام ہے اور سانس کو نہ باہر نکال کر نہ اندر
لیکر جہاں ہو وہیں روک دینا تیسرا پرانا یام یعنی ستمبھ برتی
پرانا یام ہے اور بتدریج ذرا ذرا باہر نکال اور وہاں روک
پھر ذرا ذرا بہ تدریج اندر لے اور اندر ہی روک پھر
کوشش سے دونوں گتیوں کو روک رکھنا چوتھا واہیا بھینتر
وشیا کشیپی پرانا یام ہے۔

دولت رام — پتا جی بھلا پرانا یام کا فائدوں سے کیا تعلق ہے؟

کلپک — عزیز تجھے پتہ نہیں جب تک قدرتی طور پر آدمی پرانا یام نہیں کرتا اور یہیں تو مدد کار پاخانہ پیشاب بھی نہیں کر سکتا۔
یہ جدا بات ہے کہ اسے پرانا یام ہونے کا پتہ ہی نہ
لگے۔ کیا عزیز نے نہیں آزمایا کہ جب پیشاب کی دھارا بہ
رہی ہوتی ہے ہمارے پران اس کے بہانے میں مدد دیتے

ہیں ذرا سا سانس لو جھٹ دھارا رک جاتی ہے۔ناک صاف کرتے تھوکتے کیا ہیں زور سے سانس باہر نہیں پھینکنے پڑتے۔پھر تعجب ہے کہ عزیز پوچھتا ہے کہ ل فرق سے پرانا یام کا کیا تعلق ؟ مہاتما منو بھگوان فرماتے ہیں-

दह्यन्ते ध्मायमानानां धातूनां हि यथा मलाः। तथेन्द्रियाणां दह्यन्ते दोषाः प्राणस्य निग्रहात् मनु० अ० ६

یعنی جس طرح اگنی دھاتوں کی ل کو نشٹ کر دیتی ہے اسی طرح پرانایام اندریہ دوشوں کو بھسم بھوت کر دیتا ہے مگر احتیاط ہے تو یہ ہے کہ جس طرح دیر اگنی میں رہنے سے دھاتیں خود بھی نشٹ ہو جاتے ہیں ویسے پرانایام بہت دیر اور بے قاعدہ ہونے سے مبتدی کے اندریوں کو بھی دگدھ کر دیتا ہے۔اس لئے پرمہنس پرم یوگی مہرشی دیانند سرسوتی جی کی ہدایت ہے کہ مبتدی تین سے کم اور اکیس سے زیادہ پرانایام ایک وقت نہ کرے۔

دولت رام — پتا جی قاعدہ سکھلانے والے تو کم ملتے ہیں اور بے قاعدگی میں آپنے سخت خطرہ بتلایا اب آدمی کرے تو کیا کرے۔

کلیک — عزیز جب آدمی طیار ہو جاتا ہے تو سکھلانے والے خود مل جاتے ہیں۔کیونکہ جوئندہ یابندہ ہے اگر ادھکاری بننے پر خود ذرا وچار کرے تو بڑے بڑے آسان طریق اپنے آپ

سمجھاتے ہیں۔ عزیز کو ایک دو طریق بتلائے جاتے ہیں۔ طریق
اول۔ جب وقت آسن لگا کر بیٹھ جاوے تو مقعد کی انقباضی
حرکت سے آہستہ آہستہ اپان وایو کو نابھی یعنی ناف میں
لاوے پھر نابھی سے اپان اور سمان وایو کو نابھی کے انقباض
سے پران وایو میں ملاوے اور پھر اس طرح زور سے ایک
ناسکا کے ذریعہ اس وایو کو باہر پھینکے جیسے قے کی جاتی ہے
پھر حتے الوسع باہر ہی روکے رکھے جب قدرت نہ رہے
تو آہستہ آہستہ سانس کو اندر کھینچنا شروع کرے اور
اندر ہی روک لے مگر باہر کی نسبت زیادہ نہ روکے ورنہ
ایسا کرنے سے اندر زیادہ روک سکا کریگا اور باہر کم جسے
مطلب پورا نہیں ہو سکیگا۔ اور اندر باہر یکساں وقت رکا
رہے تو ترقی ہوتی جائیگی۔ پھر آہستہ آہستہ باہر نکالے
اور روکے علیٰ ہذا القیاس۔ جب اندر اور باہر رکنا سم ہو جاوے
تو جس وقت اندر سے باہر اور باہر سے اندر جبراً سانس
جانے لگے تو اس سے متضاد زور لگا کر روک لیں اور جب
نکالنا یا اندر لینا شروع کر دیں تو ساہ ہی میں روکنے کا
ابھیاس کریں تاکہ پران قابو ہو جاویں۔ دوسرا آسان تر
طریقہ اور جس میں کسی بھی خطرہ کا احتمال نہیں ہے
یہ ہے کہ پرانوں کو ارادتاً مطلق نہ روکے صرف ان
کے باہر جانے۔ باہر ٹھہرنے اور اندر آنے اور اندر ٹھہرنے
الغرض پرانوں کی ہر ایک گتی کا خیال رکھے کوئی بھی شواس
پرشواس ایسا نہو جس پر خیال نہ رہے گویا شواس اور
پرشواس کی ایک لڑی بنا لے اور پھر جیسے موتی پرونے والا

ایک ایک موتی پروتا اور چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سپت دیاہرتیوں میں بتدریج ایک ایک دیاہرتی ارتھ سہت جانچ تول کر شواس پرشواس کے ساتھ ساتھ پروتا اور چھوڑتا جاوے۔ اس طرح اپنے آپ بلا تکلیف و بلا خطر آہستہ آہستہ ایک دن مکمل پرانایام ہو جائیگا۔ خیال ماتر ہی سے پرانوں کی گتی رکتی جائیگی کیونکہ من کو پران سے وہی نسبت ہے جو گھڑی کے سپرنگ کو چکروں سے ہے۔ سپرنگ کے رکنے سے چکر رک جاتے ہیں اور چکروں کے روک دینے سے سپرنگ رکجاتا ہے۔ اسی طرح من کے روک لینے سے پران اور پرانوں کے روک لینے سے من رک جاتا ہے۔

دولت رام — پتا جی ہے تو سب ٹھیک مگر یہ سب کام سادھوؤں کے ہیں گرہستیوں کے نہیں۔

کلپک — واہ ساری رامائن سنی اور بعد پوچھا کہ رام کون تھا۔ گرہستھ سادھو نہیں ہوتے تو کیا چور ہوتے ہیں اور اگر عزیز کا یہ خیال ہے کہ گھر چھوڑے بغیر ایسے آسان سادھن بھی نہیں ہو سکتے تو یہ بالکل عزیز کی خام خیالی ہے۔ راج کا انتظام کرتا ہوا بھی ایک گرہستھ یہ سب کچھ بلا تکلیف کر سکتا ہے فقط سمجھ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ایک کمہار کو راجہ جنک کی نسبت اعتراض ہوا تھا جس کا جواب مہاراج جنک نے شانتی دیا۔ اس کا حال سنو بھرم مت

جائیگا۔ مہاراجہ جنک کی نسبت عام طور پر مشہور ہے
کہ اس کا ایک پاؤں ہمیشہ بھٹی میں جلتا رہتا تھا۔ اور
دوسرا اپسرائیں ارتھات حوروش نازنین ملا کرتی تھیں۔
جس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ سبھا لگاتا تو دائیں
ہاتھ دھرم سبھا ہوتی جس میں بڑے بڑے وددان
اور دھرماتما سادھو اور سنت جمع ہوتے اور بائیں ہاتھ
راج سبھا ہوتی جس میں امیر وزیر دیوان منشی بڑے
بڑے مدبر شامل ہوتے اور جب کبھی اکیلا بیٹھتا تو بھی
راج اور دھرم دونو کا انتظام اور وچار رکھتا۔ گویا
دھرم اور راج جس کو عوام الناس دو متضاد چیزیں
سمجھتے ہیں ایک ساتھ انجام دیتا تھا۔ ایک جگیاسو کو مہاراج
مذکور کے برہم نشٹ ہونے کا پتہ ملا۔ جگیاسو نے برہم ودیا
کے لئے مہاراج کا رخ کیا۔ جب دربار میں پہنچا اور وہاں
کا جاہ و جلال دیکھا تو متعجب ہو سوچنے لگا کہ جو آدمی تمام
عیش اس طرح سر سے پاؤں تک مستغرق ہے وہ برہم ودیا
کیا خاک ہوگا۔ مایوس ہو کر واپس ہو لیا۔ اتفاق سے مہاراج کی
نظر پڑ گئی اس کے مدعا اور واپسی کے سبب کو تاڑ گیا
وزیر کو آگاہ کیا اور ساتھ ہی کچھ کر تو یہ تبلایا آپ بذات
خاص جگیاسو کو واپس بلا لایا۔ بڑے آدر ستکار سے بٹھایا
اور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ چند منٹ کشل رکشیم
پوچھنے میں گذرے بعد ازاں مہاراج نے تھوڑی دیر
کے لئے عدم حاضری کی معافی مانگی اور جگیاسو کو وہیں
تشریف رکھنے کی پرارتھنا کی جو اس نے منظور فرما لیا

مہاراج چلا گئے۔ اتنے میں سادھو کی چھت کی طرف بڑا شور
سنائی دیا دیکھے تو چھت میں ایک دریچہ کھلگیا اور اس
کے بیچ میں سے ایک تلوار عین سادھو کے سر کی سیدھ
میں اتری گھبرا کر دوڑنا چاہا مگر اپنے آپ کو ایک لوہے
کے جنگلے میں گھبرا پایا نہایت پیچتاب کھایا مگر کچھ بن نہ
آیا۔ خوش قسمتی سے تلوار راہ میں اٹک گئی۔ مگر ایک ایسے
باریک دھاگے سے معلق پرتیت دیتی تھی کہ ہوا کا ایک
ذرا سا جھونکا بھی کام تمام کر دے مارے ہیبت کے چھکے
چھوٹ گئے۔ موت بڑی بلا ہوتی ہے۔ کوئی سُدھ بُدھ نہ
رہی۔ دسترخوان بچھایا گیا اس پر انواع و اقسام کے کھانے
چنے گئے۔ ان میں سے کچھ سادھو کو کھلایا گیا باقی جو بچا
اٹھایا گیا۔ بخشی کبھی یگیاسو کو کوہ نور دکھلاتا کبھی لعل بدخشانی
کی طرف اُسے متوجہ کرتا۔ الغرض عجیب و غریب چیزیں اس
کے سامنے رکھتا مگر یگیاسو کچھ التفات نہ کرتا۔ ہاتھ سے اشارہ
ہوتا کہ اٹھا لو۔ اتنے میں پھر ویسا ہی شور ہوا۔ تلوار اوپر
اٹھائی گئی دریچہ بند ہو گیا۔ آہنی جنگلا بھی اُٹھ گیا۔ مہاراج
آموجود ہوئے۔ یگیاسو پرماتما کا شکر بجا لایا کہ موت سے
چھوٹا۔ مہاراج نے یگیاسو کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا۔
آپ نے بھوجن کر لیا؟ ۔ میرا فلاں لعل فلاں ہیرا فلاں
جواہر دیکھا کیسے کیسے اموليہ رتن ہیں۔ یگیاسو نے کوئی
اتر نہ دیا آخر جب راجا نے دو چار بار پوچھنے کے لئے
اصرار کیا تو پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگا۔ مہاراج آپ
تو مجھ سے جواہرات کی بابت پوچھتے ہیں تو پیٹ بھرا

ٹھیک ہونے سے معلوم کرتا ہوں کہ ہاں سے بھوجن کر لیا ہے ورنہ براسہ مجھے کھانے کا کوئی علم نہیں۔ مہاراج بھلے مہاشئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آدمی بھوجن کھائے اور یاد نہ رہے۔ نئی نئی چیزیں دیکھے اور متوجہ نہ ہو۔ یگیاسو نے جواب دیا مہاراج مجھے تو موت کی فکر تھی یہ باتیں کیونکر یاد رہ سکتی تھیں۔ راجا بولے۔ مہاشئے آپ کے لئے تو باوجود سب کے سب پدارتھ جدید اور جدید پھلوں کی وجہ سے لذیذ ہونے پر بھی صرف موت کے خوف سے کوئی اثر مرتب نہ ہوا تو میرا جو ان سب پدارتھوں کا ستاد ہوں اور ہر وقت اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیکھتا ہوں ان میں لپت ہوتا آپ نے کیسے نشچے کر لیا اور واپس ہو گئے۔ سادھو نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور مہاراج نے اسے برہم گیان کا دان دیا۔

دولت رام | پتا جی یہ تو ٹھیک مگر گرہستھ اس طرح کے ورکت کس طرح ہو جاویں۔

کوپک | بیٹا اگر گرہستھ ورکت نہ ہوں تو سادھوؤں نے ورکت ہی کیوں ہونا ہے وہ تو مجبور ہیں اگر پہلے گرہ میں ورکت نہیں ہوئے۔ مثل مشہور ہے۔ ننگی نے نہانا کیا اور نچوڑنا کیا ورکت کا اطلاق ہی خاص گرہستھوں پر آ سکتا۔ جنہیں سب سامان پراپت ہیں اور پھر اس میں لپتا نہیں۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ پراپتی پر مشکل ہوتی ہے

مگر فی الحقیقت ورکتا اسی کا نام ہے ورنہ سادھو تو
باوجود ورکت ہونے کے اُلٹے ورکت بھائی ہوتے ہیں
ایک سادھو کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ اپنے خیال میں بڑا
ہی ورکت تھا۔ جنک کی شہرت سن تپیاستا کی غرض سے
اس کی طرف چلا۔ صرف ایک لنگوٹی پاس تھی راستہ میں
سنان کیا اسے بھی وہیں چھوڑ دیا۔ دل میں خیال یہ ہوا
کہ مہاراجا جنک جو اتنے بڑے راجیہ کا مالک ہے
برہمگیانی کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ وہ ابھی ورکت ہی
نہیں ہوا۔ حالانکہ میں اتنا ورکت ہوں کہ لنگوٹی تک
کی پرواہ نہیں کرتا مگر تصدیق چونکہ بڑے بڑے ودوانوں
نے کی ہوئی تھی صلاح کی چلو دیکھ تو آئیں۔ چلتے چلتے
مہاراج کے پاس جا پہنچا مہاراج نے بھاوت ستکار کیا۔
سادھو نے عرض کی مہاراج میں برہمو پدیش کے لئے آیا
ہوں مجھ پر کرپا کیجئے۔ مہاراج نے کہا ابھی تم ادھکاری
نہیں پہلے ورکت بنو۔ سادھو حیران ہوا اور کہنے لگا
مہاراج مجھ سا اور کون ورکت ہوگا جو لنگوٹی تک کی
بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مہاراج ہنس پڑے اور فرمایا
کہ یہ خوب ویراگ ہے کہ دو کوڑی کی لنگوٹی تیاگنے کا
ہنوز ابھمان بنا ہوا ہے۔ سادھو شرمندہ ہوا اور تپسیا
کے لئے چل پڑا۔ سو بتیا کرنے والے کو کچھ مشکل نہیں
خواہ گرہستھ ہو اور جس نے کچھ کرنا نہیں وہ سادھو بن کر
بھی گرہستوں سے پرے پار ہوتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے
نہ کچھ وچ گوبت وسے نہ کچھ جھگیاں

سکھ ہی وچ وچار دے اشٹور شرین پیاں

صرف وچار کی ضرورت ہے پھر گرہ اور سنیاس سب یکساں
ہیں بلکہ منو جی مہاراج گرہ کو سب سے افضل تبلاتے
ہیں۔ انھوں نے کہا ہے۔

यथा वायुं समाश्रित्य वर्त्तन्ते सर्वजन्तव
तथा गृहस्थ माश्रित्य वर्त्तन्ते सर्व आश्रमा:
यस्मात्त्रयोऽप्याश्रमिणो दानेनान्नेन चान्वहम्
गृहस्थेनैव धार्य्यन्ते तस्माज्ज्येष्ठाश्रमो गृही
स संधार्य्यः प्रयत्नेन स्वर्गमक्षयमिच्छता
सुखं चेहेच्छता नित्यं योऽधार्यो दुर्बलेन्द्रियैः
यथा नदी नदाः सर्वे सागरे यान्ति संस्थितम्
तथैवाश्रमिणः सर्वे गृहस्थे यान्ति संस्थितम्

جیسے ندیاں اور بڑے بڑے دریا تب تک گھومتے ہی رہتے ہیں۔ جب تک کہ
سمندر میں نہیں جا پڑتے ویسے گرہست ہی کے سہارے سب آشرم قایم
رہتے ہیں۔ جیسے ہوا کے آشرے سب جانداروں کی زندگی ہے ویسے
گرہست ہی کے سہارے سب آشرم زندہ ہیں۔ چونکہ تینوں آشرم
گرہستھ کا ان دان پر نرواہ کرتے ہیں اسلئے گرہست سب سے افضل ہے۔
جسے سکھ کی اچھا ہو وہ پوری کوشش سے گرہ آشرم
کو دھارن کرے۔ کیونکہ یہ گرہ آشرم کمزور اور ڈرپوک آدمیوں
سے دھارن نہیں کیا جا سکتا۔ منو جی کا تو گرہ آشرم کی
نسبت ایسا اُتم خیال مگر افسوس ہم نے اپنی بدکرداریوں سے
گرہ آشرم کو بجائے سکھ دھام کے نرک دھام بنا لیا یہاں
تک تو ہم گر گئے کہ ہماری بہو بیٹیاں بھی ہیں بد معاش

سمجھتی ہیں۔گھر میں جاؤ دیکھتے ہی سب استریں جھٹ گھونگٹ نکال لینگی کیا یہ کافی ثبوت نہیں کہ انہیں خیال ہے کہ یہ بدمعاش ہے اگر اس کی نظر پڑ گئی تو عصمت کی خیر نہیں ورنہ بہو بیٹیوں کو نقاب سے کیا مطلب۔ ہائے افسوس ہم اتنے گر گئے کہ روز ہماری یہ درگتی ہوتی ہے اور ہمیں ذرا غیرت نہیں آتی اجنبی لنڈوں۔ مشٹنڈوں۔بدمعاشوں۔عیاشوں اور بدنام سادھوؤں جتنا بھی ہم پر وشواش نہیں کیونکہ ان سے کسی کو کوئی پردہ نہیں اور ہم سے سب کو بیجا پردہ۔عزیزم اگر ہمارے گرہ اصلی گرہ ہوتے تو عزیز کو ہرگز ہرگز یہ شنکا نہوتی بلکہ جو کچھ میں بتلا رہا ہوں ہر ایک گھر میں اس کا عمل ملتا ہے*

دولت رام } تو اب جو مشکل ہو گئی اس کا کیا علاج ؟

کلیک } یم نیموں کو پورے طور پر سیون کرو اسی سے سب کچھ ٹھیک ہو کر ساری مشکلیں حل ہو جائینگی۔

دولت رام } پتاجی معاف فرمائیے میری ادھر توجہ ہی نہیں گئی ورنہ مجھے یہ شک ہی کیوں پیدا ہوتا۔یم نیموں سے تو ثابت ہو چکا کہ کوئی تکلیف ہی باقی نہیں رہتی اب یہ فرمائیے کہ پرانایام کے

بعد تو سادھی کے لئے کچھ کرتو یہ باقی نہ رہا۔

کلپک

پیا چاہیے رفع ضروریات کے بعد پھر
ضرورت ہوتی ہے کہ آنکھیں موندلیں
کان ڈھانپ لیں۔ ہاتھ پاؤں سے کوئی
حرکت نہ ہونے پائے اور ایسا ہو نہیں سکتا جب تک
کہ ان اعضاء کے قوا چت کے پورے فرمانبردار نہ
ہو جائیں اس لئے پرانایام کے بعد پرتیاہار کا
دوران رشی نے تلایا ہے۔

स्वविषयाऽसंप्रयोगे चित्तस्यस्वरूपानुकार इवेन्द्रियाणांप्रत्याहार :

یعنی چت جب اپنے وشیوں سے نمرتی حاصل کرے
یا کرنی چاہے تو اندریں جو چت ہی کے سروپ کی
ہیں چت ہی کی تعمیل میں رہیں اسکے برخلاف چیشٹا
نہ کریں یہ پرتیاہار ہے۔ ایسا مشق کرنے سے اندر
پورے طور پر وشی بھوت ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ
یوگ درشن میں لکھا

ततः परमावश्यतेन्द्रियाणाम् ।

پرتیاہار کا مطلب یہ ہے کہ اندریان چت
کی غرض کو مسلسل مدنظر رکھتی ہوئیں اس کے
انوکول ہو جاویں بیرونی شبد کے سننے۔ روپ کے
دیکھنے۔ سواد و پدارتھوں کا ذوق لینے یا چھونے وغیرہ
تھا ان کے خیال سے باز رہ کر چت ہی میں سمٹ
ہو جاویں۔

دولت رام } پتا جی بس اب تو سمادھی ضرور ہو جائیگی -

کلپک } اگر بالفرض سوتے وقت خیالات کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو خواہ کتنا ہی اصرار پر بھی ضبط کیوں نہ

نیند نہیں آتی جیسا کہ ہر ایک آدمی کا ذاتی تجربہ ہے کہ جب خیالات شروع ہوگئے پھر وہ نیند نہ آئی اور پھر نیند نہیں آتی جب تک کہ طبیعت متغیر ہو کر مستقل قصد سونے کا نہیں کر لیتی اور قصد مستقل نہیں رہ سکتا جب تک کہ خیالات کا سلسلہ بند نہ کر دیا جاوے اور خیالات بند نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کا پورا مقابلہ نہ کیا جاوے اور پورا مقابلہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ نیند کا پورا ابھیاس اور مشق نہیں کیا جاتا اسی طرح پرتیاہار کے پشچات دھارنا اور دھیان کا ودھان ہے چت کو کسی دیش میں لگانا دھارنا ہے -

देशबन्धश्चित्तस्य धारणा ॥

دھارنا میں ہی چت کا مگن رہنا دھیان ہے -

तत्र प्रत्ययैकतानता ध्यानम् ॥

جس طرح سونے والے حسب فہم اچھی نیند لانے کی غرض سے کبھی ٹکٹکی باندھتے ہیں - کبھی کسی شبد میں چت لگاتے ہیں - کبھی چکی کی آواز سنتے میں کبھی روشنی

کو یات لکھی ہیں بتایا ہے کیسے ..... سنتے ہیں۔

اسی طرح سمادھستھ ہونے کی غرض سے - سوریہ - چندر نقطہ - شیشہ چھایاپرش یا ہمزاد - بھرکٹی - ترکٹی - مورتی - مُعمول - شبد - ضرب - سر دوسرے وغیرہ وغیرہ کا سنیم کرتے ہیں -

त्रयमेकत्र संयमः

دھیانہ - دھیہ اور دھیان تینوں کا ایک ہونا سنیم ہے یعنی دھیان کرنے والے کا دل دھیہ ارتھات اُس چیز میں جس کا کہ وہ دھیان کرتا ہے - ایسا مگن ہو کہ نہ اسے اپنی ذات کی خبر رہے اور نہ ہی یہ علم رہے کہ میں کسی چیز کا دھیان کر رہا ہوں - چونکہ پر سنگاپن یہ باتیں آگئی ہیں جن سے کہ عزیز ناواقف محض ہے اس لیئے ان کی اعراض طرائق - نتائج اور حسن و قبح سے نمبر وار عزیز کو مطلع کیا جاتا ہے -

اوّل - سوریہ سنیم - اس کے عامل یہ اصول -

" **भुवनज्ञानं सूर्ये संयमात् ॥**"

ایک یوگ سوتر سے لیا ہوا تبلاتے ہیں - جس کے معنی وہ یہ کرتے ہیں - سوریہ میں سنیم کرنے سے بھون یعنی کل عالم کا علم ہوتا ہے اور وہ دلیل لاتے ہیں کہ دنیا میں جس چیز میں زیادہ بجلی ہوتی ہے وہ دوسری اشیا کو آکرشن کرنے میں زیادہ سامرتھ ہوتی ہے اور ساتھ ہی جس آدمی میں زیادہ دویوت ہو اس سے سب آکرشت ہوتے ہیں اور وہ دویوت کے ذریعہ اپنے جسم کو صاحت کرتا ہوا سنپرگیات سمادھی کے شروع میں جہاں ادھکا۔

ہوتا ہے پرکاش پاتا ہے۔ طریقہ سوریہ سیم کا یہ ہے
کہ علی الصباح اسنانادی سے فارغ ہو سندھیا منتر
اُچارن پشچات سوریہ کے سامنے پرم آسن لگا بیٹھ
جاتے ہیں اور ہر دو آنکھوں سے سورج میں ٹکٹکی
لگا دیتے ہیں دل میں یہ نشچے کرنا پڑتا ہے کہ بجلی
سوریہ سے نکل کر عامل میں داخل ہو رہی ہے
اور مژگان یا کسی اور Nonconductor
آسن کی وجہ سے انہیں یقین ہوتا ہے کہ مدخلہ
بجلی خارج نہیں ہو سکتی بلکہ آہستہ آہستہ عامل کو
سہارستہ کر دیتی ہے۔ میں نے بچشم خود ایک فقیر کو
دیکھا وہ سارا دن شیشہ دیکھتا رہتا یا سوریہ کو دیکھتا رہتا
شیشہ سے جی اکتاتا تو سوریہ میں لگاتا سوریہ سے اکتاتا تو
شیشہ میں لگاتا یہ فقیر انٹرنس پاس تھا نام اس کا فتح محمد
ہے اور اندنوں کارخانہ دھاریوال میں کلرک ہے۔ اس
کے کئی معتقد بھی ہیں مجھے جب یہ فقیر ملا تو اس کی
آنکھیں بھینگی تھیں یعنی وہ احول ہو چکا تھا۔ حواس میں
بھی کچھ فتور معلوم دیتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ
اگر تم مطلق اس عادت سے رک نہیں سکتے تو کم از کم
گرمیوں میں ۹ بجے صبح کے بعد اور سردیوں میں دس
بجے کے بعد سوریہ نہ دیکھا کرو میں نے اسے کافی سمجھا
دیا کہ اگر سوریہ ہر ایک شے کو بجلی پردان کرتا ہے تو وہ
۱۲ بجے دوپہر تک اور بعد ازاں وہ سب پدارتھوں سے
بجلی واپس لینی شروع کرتا ہے اس نے مان لیا۔ پھر جب

کچھ عرصہ بعد وہ مجھے ملا اس کی آنکھیں صاف تھیں۔
ذرا سی ہی بہ نسبت پہلے کے معتبر فرق تھا مگر کام اس
کا یہ تھا کہ نور پور ضلع کانگڑہ سے جو اس کا اصل وطن
ہے حسن ابدال جہاں اس کا مرشد حیات میر زندہ پیر
رہتا تھا اور وہاں سے نور پور آتا تھا ہمیشہ نور پور
سے حسن ابدال اور حسن ابدال سے نور پور آنا جانا
اس کا شغل تھا۔ اگر اس کا حال دریافت کیا جاتا تو
وہ جواب دیتا تھا کہ میں خوش ہوں گو عشق میں بڑی
تکالیف اٹھائی ہیں۔ میں نے خود سوریہ سنیم تین سال متواتر
۲ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک روزانہ کیا۔ شروع شروع
میں تو میں سوریہ کی طرف آنکھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔
مگر بعد ازاں آہستہ آہستہ یہانتک ہوا کہ پانچ پانچ
منٹ میری آنکھیں سوریہ کو دیکھتی رہتیں بعد ازاں
جبراً بند ہو جاتیں میں پھر انہیں سوریہ میں لگا دیتا
وہ پھر چار پانچ منٹ بعد بند ہو جاتیں الغرض اسی
طرح کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ زیادہ سے زیادہ تین گھنٹہ
مشق کرتا رہتا۔ رات کو جب اندھیرا ہوتا آنکھوں کے
سامنے سوریہ کی شکل کی مگر کم نورانی روشنی دکھلائی دیتی
جس سے کئی دفعہ مجھے خیال ہوتا کہ چھت کے شہتیر اور
کڑیاں اور دیگر موٹے موٹے سامان صاف دیکھ رہا ہوں۔
چونکہ میرا یہ مقصد نہ تھا میں ادھر زیادہ توجہ نہ کرتا۔
آخر تین سال کے مسلسل سنیم کے بعد خود قدرت نے
مجھے یہ شغل چھوڑا دیا۔ یعنی جس وقت میں آہستہ ہو کر

سوریہ کو دیکھنا چاہتا - میری آنکھیں دیکھتے ہی بند ہو جاتیں اور مجھے کئی منٹ بعد خبر ہوتی - سوریہ سنیم سے میری آنکھوں کو کوئی ضعف نہیں پہنچا نہ کسی قسم کی دماغ میں کوئی کمزوری واقعہ ہوئی - ہاں یہ ضرور تھا کہ عمل کر چکنے پر مجھے کم از کم آدھ گھنٹہ آرام کرنا پڑتا تھا بعد میں کسی دنیوی کام کے قابل ہوتا تھا - اس طرح شک نہیں کہ آدمی بہت جلد ایکاگر چت ہو جاتا ہے مگر یوگ سوتر میں سوریہ شبد سے بڑا آفتاب مراد نہیں بلکہ اس نور سے مراد ہے جس کا محل کہ ہر دو آنکھوں کے ان دو اعصاب کے تقاطع کا نقطہ ہے جس کے ذریعہ دماغ سے آنکھوں میں بصارت کا فیضان ہوتا ہے - اس نور میں سنیم کرنے سے آدمی بہت ہی جلد ایکاگر چت ہو جاتا ہے دیپک سنیم محض سوریہ سنیم کی نقل ہے -

دوم - چندر سنیم - چاند کا سنیم بھی سوریہ سنیم کی طرح کرتے ہیں گو طبیعت لگ جاتی ہے مگر بصارت جاتی رہتی ہے دماغ میں فتور آ جاتا ہے - مجھے ٹیر تحصیل پالم پور میں ایک سادھو بھولے پرماتما نامی ملے - جن کی بصارت میرے خیال میں اسی طرح گم ہو چکی تھی دماغ میں بھی کچھ فتور نظر آتا تھا - مگر شانت ایسے ہو چکے تھے کہ لڑکے جب ان پر پتھر پھینکتے اور انہیں سخت چوٹ لگتی تو فرماتے میں نے بھلا جھوٹے پر اٹھنا ہے اس طرح رنج ہو جاؤنگا اور مار اور مار دوسرا آدمی

کوئی دیکھتا تو لڑکوں کو شرارت سے ہٹاتا - لوگ اُنہیں بہت سے کپڑے بنوا کر دیتے مگر وہ پہنتے ہی بانٹ دیتے - اٹھتے ہوئے جوتے کو ذرا سا پاؤں سے ٹٹولتے اگر نہ ملتا تو وہیں چھوڑ چلے جاتے پیچھے سے اگر کوئی اٹھا کر اُن کے پاس لیجاتا اور کہتا کہ باوا جی آپ جوتا وہیں چھوڑ آئے تو وہ جواب دیتے ہوئے بولے بھلا جوتے کے ہم بندھوئے ہوگئے - یوگ درشن میں ایک سوتر ہے -

चन्द्रेताराव्यूहज्ञानम्

یعنی چندر سنیم سے ستاروں کا گیان ہوتا ہے - ابھی چندر شبد کو لیکر لوگ چاند کا سنیم کرنے لگے - حالانکہ اصلاً اس چاند سے مراد نہیں - آدمی در اصل کل عالم کا ایک چھوٹا نمونہ ہے - جو کچھ کل عالم میں ہے وہی کچھ اس چھوٹے جسم میں ہے - یہاں چندر شبد سے مراد اس چاند کی ہے جو آدمی کے اندر جسم میں ہے نہ کہ خارجی چاند -

سوم بندو سنیم - ایک زرد کاغذ پر چمکیلی سیاہی سے ایک بڑا نقطہ بنا کر دیوار کے ساتھ آنکھوں کی سیدھ سے ذرا اوپر لٹکا دیتے ہیں اور پھر سنیم کرتے ہیں - کچھ دیر بعد آنکھوں کے چندھیا جانے سے نقطہ میں سے ایک روشنی آنکھوں میں آتی دکھلائی دیتی ہے - اسی طرح مشق کرتے خیالات سے بہت کچھ فراغت حاصل کر لیتا ہے -

چہارم - درپن سنیم - شیشہ میں اپنی صورت کی طرف

بڑے بخود اور خوشی سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اپنی صورت کا تصور بندھ جاتا ہے۔ اتنے ہیں ہی اپنے آپ کو کرتیہ کرتیہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بصارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ صرع۔ سدد۔ دوار۔ جمود اور سکتہ وغیرہ کا احتمال رہتا ہے۔

پنجم۔ چھایا پرش یا ہمزاد۔ جنگل میں ایکانت سورج کی طرف پیٹھ کرکے ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے سایہ کی طرف دھیان لگائے رکھتے ہیں جس وقت تصور ٹھیک بندھ جاتا ہے فی الفور آنکھیں آسمان کی طرف ڈالتے ہیں آسمان پر ویسا ہی سایہ دکھلائی دیتا ہے۔ پھر بتدریج اس سایہ کو تصور کے ذریعہ نیچے نیچے اتارتے جاتے ہیں یہانتک کہ وہ پھر پاس کھڑا معلوم دیتا ہے۔ یہ ہمزاد تصور کیا جاتا ہے اور اسی تصور میں اتنے محو ہوتے ہیں کہ انہیں حق الیقین ہوتا ہے کہ وہ ہمزاد سے باتیں کر رہے ہیں اور ہمزاد انہیں جواب دے رہا ہے۔ اصل میں سوائے طبعی اوہام کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ بے کاروں کے لئے اچھا شغل ہے۔ دوسرے برائیوں سے بچائے رکھتا ہے۔

ششم۔ بھرکٹی دھیان۔ دونو بھوؤں (ابروؤں) کے عین درمیان مستک (Focus) میں دونو آنکھوں سے نظر جوڑنا بھرکٹی دھیان ہے۔ اس کے عامل یہ اصول وید اور اپنشدوں سے نکالا ہوا بتلاتے ہیں۔ کئی آریہ بھی سوامی دیانند سرسوتی جی کی رائے

اس کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔گیتا میں اُس کی خاص ہدایت ہے۔کبیر بھگت نے بھی اسی کے راگ گائے ہیں جیسے "چل رے مسرت تو ہے سیر کراؤں۔ گگن منڈل میں چل بٹھلاؤں وغیرہ وغیرہ۔براہدھا سوامی مت والوں کا یہی یوگ ہے نوین ویدانتی اپنے بکپیا سوئیں کو پرتھم اسی کا دھیان بتلاتے ہیں۔سوہم شبد کے جاپ کے ساتھ۔

مجھے کبیروالا ضلع ملتان میں ایک دکاندار کے پاس ۱۸۹۶ء میں بیٹھنے کا اتفاق پڑا۔اثنار گفتگو میں میں نے اس سے سندھیا کی نسبت پوچھا ایک اور آدمی پاس بیٹھا تھا اس نے کہا یہ مہاراج انہیں سندھیا کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے حیران ہو کر پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا یہ ابھیاس کرتے ہیں۔میں نے پھر اس دکاندار سے پوچھا" لالہ جی آپ کو ابھیاس سے کچھ پراپتی بھی ہوئی جواب دیا ہمیں پراپتی کی کوئی اچھیا ہی نہیں رہی۔سارا جہان ہمارے ہی ایک کونے میں نواس کرتا ہے۔یہ سنکر مجھے ہنسی تو آئی مگر میں ضبط کر گیا اور بولا لالہ جی آپ کا ٹھیک ایسا ہی خیال ہوگا۔مگر آپ ابھیاس کیا کیا کرتے ہیں۔جواب دیا وہ ہم تبلاتے نہیں کسی کو۔میں نے کہا اس کا تبلانا ہی کیا میں تبلا دیتا ہوں۔اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے میں چونکہ تاڑ گیا تھا میں نے کہا آپ بھرکٹی دھیان میں سوہم شبد کا جاپ کرتے ہیں مگر حقیقت میں آپ کو حاصل سنوز کچھ نہیں ہوا۔تب تو اس کی سمجھ میں تبھی

شہر دھا ہوگئی وہ اپنا سارا حال سنانا چاہتا تھا مگر میں
استغنا دکھلاتا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ مجھے تیرہ سال
ایسے کرتے ہو گئے ہیں اور جب رات کو ایسا کرتا کرتا
تھک جاتا ہوں تو تماکو پینے لگ جاتا ہوں۔ پھر
ابھیاس میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر
آپ کم از کم سوہم شبد کا جاپ ساتھ نہ جپتے تو اتنی
محنت سے سشپتی کا آنند تو ضرور ملجاتا۔ الغرض اجپا
جاپ بھی ابتدائی حالت میں یہی ہے بشرطیکہ سوہم شبد
کا جاپ ساتھ نہ ہو۔ اس کے معتقد تبلاتے ہیں کہ سانپ
کو دیکھکر جو چڑیاں اڑ نہیں سکتیں یا بڑے اژدہاؤں
کے منہ میں بڑے بڑے جانور یہانتک کہ آدمی بھی خود
بخود عاجز اور مجبور ہو کر جا گرتے ہیں اسی سادھن کا
پرتاپ ہے جو ان سانپوں کو فطرتاً حاصل ہے۔ یعنی وہ
آنکھ بالکل نہیں جھپکتے۔ مطلب بھرکٹی دھیان والوں کا
یہ ہوتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پتلی آنکھ کی اوپر
چڑھالیں اور وہاں عالم بالا کی سیر کریں۔ اپنشد پرمان
وہ حسب ذیل دیتے ہیں۔

यथाऽऽदर्शे तथाऽऽत्मनि यथा स्वप्ने तथा पितृलोके। यथाप्सु परीव ददृशे
तथा गन्धर्वलोके छायातपयोरिव ब्रह्मलोके
॥ कठ ॥

میں نے خود اس کا بھی مدتوں ابھیاس کیا اور یہانتک
مشق بڑھائی تھی کہ سارے دن بھر میں بہت تھوڑی

دفعہ آنکھ جھپکتا تھا اور جب چاہتا تھا تھوڑے سے یتن
سے ساری دھیری اوپر چڑھا لیتا تھا۔ جب میں یہ
عمل کرتا تھا تو پہلے پہل یہ چمتکار ہوا کہ مجھے ہوبہو اپنا
چہرہ گردن سمیت نظر آنے لگا۔ جس پر میں بڑا متحیر
تھا۔ مگر میں اس سادھن کے ساتھ سوہم تو ورکتار اپنے
پرچہ پرتو کا بھی جاپ نہیں کرتا تھا۔ صرف دل میں نشچیہ
یہ باندھتا تھا کہ اب سمادھی ہوئی۔ پھر میرا چھوٹا بھائی
نہالچندر جو کہ ان دنوں کوہ دھرم سالہ میں ملازم تھا اور
جس کے ساتھ مجھے از حد پیار تھا اور جسے ملنے کا مجھے
کمال اشتیاق رہتا اور جو مجھے یاد سے بھولتا ہی نہ تھا۔
ساکشات سامنے کھڑا نظر آتا چنانچہ ان دنوں میں نے
ایک چٹھی بھی اس کو اس مضمون کی لکھدی کہ اب مجھے
اپنے لئے تیرے ملنے کی ضرورت نہیں رہی جب ملا کرونگا صرف
تیری خاطر ملونگا۔ بعد ازاں یہ سب باتیں جاتی رہیں اور
میں ایک ایسی جگہ پہنچ جاتا جہاں مجھے اپنی خبر بھی کم رہتی
اور وہ جگہ کچھ اس چاندنی سی ہوتی جیسے خواب میں مصفا
سی چاندنی دکھلائی پڑتی ہے۔ غرض میں نے اپنے لئے بہت
سی مفید باتیں اس سے حاصل کرکے اس مشق کو بھی
ترک کر دیا۔ میں نے اپنے ایک ابتدائی شاگرد کو یہی عمل
بتلایا وہ دس بیس منٹ میں بے حس ہو جاتا تھا۔ اور
اس کے اعضاء میں خمہ یعنی سن ہو جاتا تھا۔ مگر بدستور
آسن پر جما رہتا تھا۔ جب وہ پھر عالم محسوسات میں آتا
تو اسے پندرہ پندرہ بیس بیس منٹ اپنے اعضا پر

وچھیڑ مارنے پڑتے تب وہ کام دینے کے قابل ہوتے۔
میرے خیال میں یہ قاعدہ ان لوگوں کے لئے جو وید
پرنیت اعلیٰ ترین یوگ میں مگن نہیں ہو سکتے اچھا
ہے اور اگر وہ آنکھوں کو کھلا رکھنے کی بجائے آنکھیں
میچ کر ایسا کیا کریں تو بصارت کے لئے کسی بد اثری
کا احتمال نہیں رہتا۔

ہفتم۔ ترکٹی دھیان۔ بالکل بھرکٹی کی نقل ہے۔
فرق صرف اتنا ہے کہ دھیان دونو آنکھوں سے ناک
کے کونپل پر جمایا جاتا ہے۔

ہشتم۔ مورتی دھیان۔ یہ ایک ایسا پرسدھ عمل
ہے کہ اندنوں اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ تاہم
ایک سجن پرش کا ذاتی تجربہ بیان کیا جاتا ہے۔ عاقل اس سے
کافی نتیجہ نکال سکینگے۔

لالہ چونی لعل صاحب کوڑہ حال متوطن سری گوبندپور
نے تبلایا کہ ہم نے ایک مورتی کرشن کی بڑے شوق و
شردھا سے کشمیر سے منگوا کر ایک شیشہ میں لگائی ہر
روز میں اس مورتی کو سامنے رکھکر دھیان کرتا تھا۔
وہ اس طرح کہ پہلے میں بڑی تعظیم و تکریم و غور و
تعمق سے اس مورتی کو دیکھتا رہتا جس وقت کہ میرے
دل میں اس کا سروپ بندھ جاتا تو میں آنکھیں موند
لیتا مگر تصور اسی مورتی کا رکھتا جس وقت وہ سروپ
میرے دل سے اُٹھ جاتا تو میں پھر آنکھیں کھول
لیتا اور پھر مورتی کو دیکھکر آنکھیں موند تصور کرنے

لگ جاتا۔ ایسا سلسلہ مدت رہا مگر ساتھ ہی میں اپنشد وچارتا رہتا تھا ایک دن میں نے خواب میں دیکھا ساکشات وہی کرشن اسی مورتی کی آکرتی کے روپ میں سوار ہیں اور مجھے بلا رہے ہیں۔ میں حاضر ہوا بہت سی بات چیت کے بعد انہوں نے فرمایا کہ بھوکے دنیا کے خالق و رازق اور نجات دہندہ کیول پرماتما ہیں جس کے ہم سب داسانوداس ہیں۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور بعد ازاں میں نے مورتی دھیان بے فائدہ سمجھ چھوڑ دیا کیونکہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ خواب حقیقت میں اپنشدوں کے وچار جنیہ سنسکار کا نتیجہ ہے۔

نہم۔ معمول۔ ایک آدمی عامل ہوتا ہے۔ اس کے لئے کوئی لڑکی یا لڑکا ایسا معمول درکار ہوتا ہے جو پریہ درشن ہو۔ طبیعت جس کی منتشر نہ ہو وغیرہ وغیرہ ایک ایسی جگہ میں بیٹھنا پڑتا ہے جہاں شور و غل نہ ہو عین شانتی کا عالم ہو۔ عامل اور معمول ہر دو بالمقابل چوکڑی لگا کر اس طرح بیٹھ جاتے ہیں کہ درمیان میں تھوڑا سا فاصلہ رہے اور کوئی عضو عامل کا معمول سے اور معمول کا عامل سے لگنا نہ پاوے۔ پھر عامل معمول کے ہر دو انگوٹھوں کے اگلے حصوں کو اپنے ہر دو انگوٹھوں اور انگوٹھوں کے ساتھ کی انگلیوں میں پکڑ لیتا ہے اور اپنی آنکھوں کی ٹکٹکی معمول کی آنکھوں کی پتلیوں میں جما دیتا ہے اور دل میں یہ نشچت کر لیتا ہے کہ معمول کو سلانے والی شے ہے اور معمول کو بھی ایسا ہی وشواس کرنا

پڑتا ہے۔ مشق ہونے سے تقریباً دس منٹ میں معمول
کے انگوٹھے گرم ہو جاتے ہیں تب عامل اس کے دونو
انگوٹھے چھوڑ کر اپنی دونو ہتھیلی معمول کی آنکھوں کے
سامنے کچھ فاصلہ پر رکھتا ہے۔ معمول کو نیند آ جاتی
ہے۔ احتیاط سے لٹایا جاتا ہے اور پھر وہ عامل دونو
ہاتھ اس کی پیٹھ کے بالمقابل بعد ازاں چھاتی کے مقابل
تھوڑی تھوڑی دور تھوڑی تھوڑی دیر رکھتا ہے اور
پھر سر سے پاؤں کی طرف اپنے دونو ہاتھوں سے بار
بار پاس کرتا ہے۔ نیند مضبوط ہو جاتی ہے۔ پھر عامل
معمول سے سوال کرتا ہے۔ تجھے نیند آتی ہے؟ کئی معمول
تو متنبہ ہو کر اٹھ بیٹھتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ نہیں
کئی یہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں نیند آئی ہے۔ عامل
پوچھتا ہے کتنی دیر سوؤ گے وہ مختلف وقت سونے کا
بتلاتے ہیں اور برابر اتنا وقت سوتے رہتے ہیں۔ اس
اثنا میں عامل پوچھتا ہے تجھے روشنی معلوم دیتی
ہے؟ تو کتنی دور تک جا سکتا ہے؟ فلاں جگہ جا کر
فلاں آدمی کو دیکھ کیا کام کر رہا ہے؟ جواب نفی یا
اثبات میں ملتا ہے۔ بسا اوقات معمول بے روک سناتا
ہے اور کئی دفعہ معمول کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ عامل حوصلہ
رکھتا ہے اور اگر وہ اچھا مشاق ہے مطلق نہیں گھبراتا اور
جو کچھ چاہے معمول سے جبراً کراتا ہے۔ جب چاہے معمول
کو ہوش میں لا سکتا ہے۔ معمول جو اقرار اس حالت میں کر دیتا
ہے باوجود اپنی مرضی کے متضاد ہونے کے یا سخت مخالفت

کے اسے پورا نبھاتا ہے۔ میں خود بھی پہلے پہل مسمریزم
کیا کرتا تھا میرے کئی ایک معمولوں میں سے لالہ گنگا بشنو
سبھاسد آریہ سماج دینا نگر بھی ایک معمول تھے۔ جن پر
میں دو منٹ اور کبھی دفعہ آدھ منٹ کی کوشش سے کامیاب
ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ مجمع عام میں میری گوبندہ پنڈر بہ
تقریب شادی لالہ کشمیرا مل سکرٹری آریہ سماج دینا نگر
میں نے لالہ گنگا بشنو پر عمل کیا اور اس سے کچھ چیزے
عین اس وقت کے دینا نگر اور شاید گڑھ نوشہرہ کے
متعلق پوچھے گئے جو اس نے بتائے اور بعد تحقیقات
صحیح ثابت ہوئے۔ لالہ گنگا بشنو کا دم بھی زیر عمل
متواتر ہو جاتا تھا اور ایسا معلوم دیتا تھا گویا گھٹ کر
آتا ہے پاس بیٹھے دیکھنے والے اکثر ڈر جاتے تھے اور
کبھی وقعہ وہ غرور۔ استغنا اور بد تہذیبی سے بھی پیش
آتا تھا۔ جس کا انتظام کر لیا جاتا تھا۔ لالہ گنگا بشنو کو
اس حالت میں بڑا لطف آتا تھا اور وہ بار بار میرے
پاس عمل کرنے کی درخواست کرتے رہتے تھے۔ مجھے مسمریزم
میں بڑی مشق ہو گئی تھی یہاں تک کہ مسمریزم ترک کئے
مجھے تقریباً پانچ سال ہو گئے ہونگے۔ جبکہ میں دینا نگر
ہائی سکول میں سیکنڈ ماسٹر اور بورڈنگ ہاؤس کا سپرنٹنڈنٹ
تھا۔ میں نے لالہ بھاگ مل مدرس فارسی کو جو سپرنٹنڈنٹ
بورڈنگ بھی تھے مسمریزم کی برملا تردید کرتے اور یہ کہتے
سنا کہ محض پاکھنڈ ہے۔ مجھے کچھ جوش آ گیا جسے میں ضبط
نہ کر سکا اور مجھے کہنا پڑا کہ ماسٹر جی پاکھنڈ نہیں کم از کم

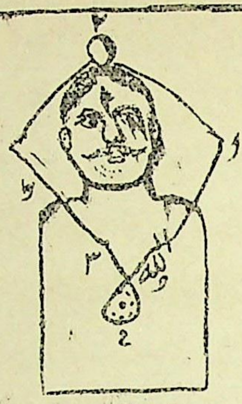
اتنا ہی سمجھ لو کہ برقی کشش سے آدمی بیہوش ہو جاتا ہے
مگر انہوں نے ایک نہ مانی - میں چونکہ پھر کبھی نہ کرنے
کی نیت سے اس عمل کو چھوڑ چکا تھا یہ بھی گوارا نہ ہو
سکا کہ کر کے دکھلاؤں - ادھر برداشت بھی نہ رہی بالآخر
میں نے ماسٹر جی کو کہدیا کہ آپ بیٹھ جائیں ایک اُمّی
محض پورڈر آپ کو بیہوش کر دیگا - اُنہوں نے بیٹھنا
منظور فرما لیا - میں نے موہن سنگھ بورڈر کو کہا کہ تم بیٹھ
جاؤ اور اُسے عمل کی ساری ترکیب اور ہدایت اسی وقت
بتلا کر ماسٹر جی کو سامنے بٹھلا دیا - پانچ منٹ گذر گئے
کچھ اثر نہ ہوا - ماسٹر جی بولے - بس - مجھے غیرت معلوم
دی - اس لئے پسے بیٹھے اپنی توجہ بھی دے دی -
ماسٹر جی چونکہ ہٹ کے بیٹھے ہوئے تھے آناً فاناً ایسا
اثر پڑا کہ بیہوش زمین پر گر پڑے اور گرے بھی ایسے
کہ سر میں سخت چوٹ آئی تب سے وہ مسمریزم کے معتقد
ہیں - میرے دل بہلانے کے لئے یہ مشغلہ تو اچھا تھا مگر
میں اس سے ترپت نہ ہوا کیونکہ ایسے کرشموں کی مجھے کوئی
ضرورت نہ تھی اور نہ میں مسمریزم پر اتنا خوش اعتقاد
تھا کہ اس کے متعلق گھوڑوں نے مجھ میں گھر کر رکھا
ہو - میں اسے مادی سادھن ہونے سے مادی جسم سے
ایک حد تک سنسرگ قطع کر دینے کا موجب سمجھتا تھا
اور اس میں کوئی کلام بھی نہیں - کہ جیو آتما کے لئے جسم
سے تھوڑا قطع تعلق پیدا کر لینا بھی مفید ہے مگر یہ
فائدہ بھی صرف معمول کے لئے ہوتا ہے اس لئے میں نے

اسے چھوڑ دیا اور سیلف مسمریزم میں مشغول ہوا یعنی اپنے خیال میں پرماتما کو عامل بناتا اور خود معمول بنتا۔ خیر میری رائے میں مسمریزم ایک دنیوی شغل اچھا ہے بشرطیکہ اس کی اوٹ میں پاپ نہ چھپے ورنہ بیماریوں سے صحت یابی تو ایک معمولی بات ہے جسے ایک معمولی طبیب بھی کر سکتا ہے۔

دہم شبد - کوئی اوم کوئی سوہم کوئی انحد کوئی اناالحق شبد لیتا ہے اور کان آنکھ وغیرہ بند کر کے بیٹھ جاتا ہے کئی مور - چکور وغیرہ جانوروں کی آواز سنائی دینی معلوم کرتے ہیں۔ اصلیت یہ ہوتی ہے کہ کان بند کر لینے سے جسم کے اندر سرکیولیشن اوف بلڈ یعنی دورۂ خون کی حرکت کی آواز سنائی دیتی ہے اسے ہی اپنے خیال کے مطابق اوم سوہم وغیرہ کی آواز سمجھ لیتے ہیں اگر تصور پرماتما کے کسی نام کا ہو تو چت کی ایکاگرتا کے لیے اچھا ہے اگر لایعنی اوٹ پٹانگ کا تصور ہو تو سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں۔

یازدہم ضرب - یہ قاعدہ زیادہ تر مسلمان فقیروں میں مروج ہے اس کے طرائق مختلف ہیں ان میں سے ایک اعلیٰ طریقہ یہاں تبلایا جاتا ہے۔ جو کہ اصل میں لا الہ الا اللہ کا ورد ہے۔

نمبر ۱ یعنی پستان چپ سے لام تصور کر کے نمبر ۲ یعنی ناف کے اوپر سے نیچے لے جا کر وہاں سے الف نمبر ۳ یعنی پستان راست تک حسب مندرجہ شکل تصویر



کرتے ہیں اور نمبر ۳ سے
نمبر ۴ یعنی راست کندھے تک
الف اور نمبر ۴ سے نمبر ۵ یعنی
تحت سر تک لام اور دماغ
میں ہوتے اندر پھر نمبر ۵ سے
نمبر ۶ یعنی کندھے چپ تک
الف اور نمبر ۶ سے نمبر ۱ تک لام اور نمبر ۱ یعنی نمبر ۱ سے
نیچے دل میں اللہ تصور کرتے ہیں۔ لا اللہ ال ساودھان
آواز سے چیختے ہیں اور اللہ کی دل میں بڑے زور سے
ضرب مارتے ہیں۔ اُن کے لئے اچھا طریقہ ہے مگر کئی ہتیروں
کو سینہ سے خون آنا شروع ہو جاتا ہے اور زور سے پھیپھڑوں
میں زخم ہو کر سل ہو جاتی ہے۔

دوازدہم سرودے۔ ہر وقت ناک کے سروں کا
خیال رکھتے ہیں اور بڑے بڑے عجیب و غریب اوہام
میں مبتلا رہتے ہیں۔ جن کا تذکرہ محض طوالت کا
باعث ہوگا۔

لخت جگرم یہ سارے قاعدے بجائے خود خواہ انسان
کے لئے مضر ہیں خواہ مفید مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ سب
کے سب مصنوعی ہیں قدرتی کوئی نہیں جنہیں علم نہ ہو
اور سدھ ساودھ اور سنت مہنت بننے یا کرامت معجزہ
دکھانے کی خواہش ہو وہ ان کا سیون کریں۔ ہمیں اس سے
کوئی مطلب نہیں ہم تو ثابت از معقولات یعنی قدرتی یا
دوسرے لفظوں میں ویدک سادھنوں کا دودھان کرینگے۔

آسن جمانے جب ہم پرتیاہار میں کامل ہو گئے تو پھر خیالات انقباط کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہمارا روزانہ تجربہ ہے کہ نیند میں جانے سے پیشتر خیالات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ہم محض "خیال نہ آئیں ہم نے سونا ہے" اس دھارنا سے اس سلسلہ کا مقابلہ کرنے کامیاب ہو جاتے ہیں اور باقی صرف نیند میں جاتا ہے کا جپ روپی دھیان رہ جاتا ہے یہ دھیان نیند کا پورا نقشہ ہمارے سامنے کھینچ خود جاتا رہتا ہے۔ نیند کا نقشہ سامنے کھنچ جاتا ہمیں خبر بھی نہیں لگتی کہ ہمیں نیند میں لیجاتا ہے۔ اسی طرح جب ہم سمادھی لینے کے ارادے سے بیٹھتے ہیں تو نیند کے وقت تو دن بھر کے کاروبار کے متعلق خیالات آتے ہیں یہاں وہ خیال جن کا خیال کبھی بیس سال سے بھی نہیں آیا تھا اپنا دورہ بڑے زور سے شروع کرتے ہیں ان کا مقابلہ بار بار اس خیال سے کرنا چاہیئے کہ ہم نے سمادستھ ہونا ہے ایسے خیال نہ آنے چاہئیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ سب خیال رک جائینگے صرف ہم نے سمادستھ ہونا ہے۔ یہ خیال باقی رہ جائیگا۔ پھر یہ خیال سمادھی کا چتر کھینچکر خود رک جائیگا۔ اور سمادھی و چتر ہمیں خبر بھی نہ ہوگی کہ سمادھی میں لیجائیگا۔ پھر سمادھی میں پہنچکر جبکہ اندرے اندر انتہ کرن کی غلامی سے گیان پورک ہمارا قطع تعلق ہو جائیگا تو ہم اپنی ذات محض یعنی جیو اتما کی سبھاوک شکتیوں سے سرو آنند یعنی آنند سے کو سا کشات کر سکینگے۔ ناواقفوں کا یہ اعتقاد ہے کہ کوئک (اعضا) جاتے اندرونی (قوا) کے سادھن ہیں اور اندرے ہمارے

انتہ کرن یعنی خیال فکر حافظہ اور انانیت کے ساد ھن (آلے) ہیں اور انتہ کرن ہمارے جیو آتما یعنی نفس ناطقہ کا آلہ ہے مگر حقیقتاً ان اشیار کا آلے ہوتا تو درکنار الٹے ہمارے گیان کے سدراہ ہیں۔ جیسے ایک لیمپ ہیں خاصہ ہے کہ وہ اپنی روشنی سو سو گز تک پہنچا سکے۔ اگر اس کے گردا گرد دیوار کر دی جائے تو وہ دیوار سے باہر اپنی روشنی نہیں پہنچا سکتا اسی طرح ہماری بصارت وغیرہ قواے پورا کام نہیں کرتے بلکہ جیسے جیسے اعضار ملے ہیں ویسا ویسا کام کرتے ہیں۔ دیکھو جن کیڑوں کو ہم پانی یا ہوا ہیں یا جن پہاڑوں کو چاند میں یا جن سیاروں کو آکاش میں برہنہ آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے انہیں مائی کراسکوپز سے اور ٹیلسکوپز سے صاف دیکھتے ہیں اور جوں جوں ہم دیکھنے کے اوزار باریک اور نفیس اور علمی اصولات کے مطابق بناتے جاتے ہیں۔ دن بدن ہمارے معلومات بڑھتے جاتے ہیں پس صاف ثابت نہیں کہ ہم میں دیکھنے کی طاقت اور بھی زیادہ ہے اگر اور نفیس ترین اوزار ایجاد ہو سکیں۔ کیا ان اوزاروں کا تا دوام نامکمل رہنا ہمارے دیکھنے کی سبھاؤک شکتی کے سبھلی بھوت ہوتے ہیں سدراہ نہیں۔ مسٹر ہربرٹ سپنسر نے اپنی کتاب پرنسپلز اوف فلاسفی میں بڑے واضح اور مشرح طور پر ثابت کیا ہے کہ موجودہ ساد ھنوں اور اوزاروں سے پرماتما تو درکنار ہمیں معمولی سے معمولی مادی چیز کا بھی ٹھیک گیان نہیں

ہو سکتا معترض کہ سکتا ہے کہ آنکھوں اور دوسرے
مادی اعضاء و قوار کے بغیر تو ہم کچھ بھی نہیں دیکھ
سکتے مگر میں جواب دونگا کہ ہم اِن کی غلامی کے اتنے
معتاد ہو گئے ہیں کہ ہمیں ان کی مدد بغیر دیکھنا ہی بھول
گیا ہے۔ جیسے جیسے ہم ان کی غلامی ترک کرتے جائینگے
ویسے ویسے ہم ان کی مدد بغیر کام کرنے لگ جائینگے۔ ایک
شرد منی پرمنہس ایک دودھ لانے والے کو کہتا ہے کہ
تجھے راستہ میں سانپ ملا اور تونے اس سے خوف کھایا۔ کیا
وہ اتنی دور اندھیرے میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا؟ کیا
روشن ضمیری اور کشف کچھ دسنو نہیں ؟ اگر سب کے
سب واقعات کو بھی کوئی غلط سمجھے تو جس کا ایسا خیال
شریف ہو۔ آئے اور جواب باصواب پائے۔ خیر آمدم بر سر
مطلب مگر یگیاسو کو چاہئے کہ ایکدن یا ایک ماہ یا ایک
سال خیالات کا مقابلہ کرتے اگر وہ کامیاب نہیں ہوا تو
گھبرائے نہیں۔ جنم جنمانتروں کے سنسکاروں کا یزودھ
کرنا کوئی مخول نہیں بلکہ وہ خواہ خیالات ہی ہیں
مستغرق کیوں نہ رہے سمجھ لے کہ اپنے کام میں کچھ نہ
کچھ کامیاب ضرور ہوا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر آج کوئی کھڑادیں
پہنے تو کھڑاؤں پر پاؤں کے نشان معلوم نہیں دیتے مگر
مدت مدید کے بعد صاف دکھلائی دینے لگ جاتے ہیں۔
یہانتک کہ ہر ایک انگلی علیحدہ علیحدہ دکھلائی دیتی ہے۔
دودان جانتے ہیں کہ پہلے ہی دن نشانات کھڑاؤں پر
ثبت ہو گئے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مدتوں بعد بھی وہ

دکھلائی نہ دیتے - فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے دن وہ ایسے سوکشم نشان تھے کہ جنہیں عام عقل کے آدمی نہیں دیکھ سکتے تھے - اسی طرح ضرور ہے کہ شروع شروع میں کسی آدمی کو کامیابی نظر نہ آوے مگر کچھ مدت بعد خود ہی بین فرق معلوم دیگا - رشی بتلاتے ہیں -

अभ्यास वैराग्याभ्यां

ارتھ - مشق اور علم سے ان کا ضبط ہوتا ہے -

तन्निरोधः । योगदर्शन

یہی وجہ ہے کہ نیند کے وقت وہ تھوڑی کوشش سے رک جاتے ہیں کیونکہ جنم دن سے ہم اس کے مشاق رہے ہیں - دوسرا اعلیٰ قاعدہ خیالات کے روکنے کا یہ ہے کہ اونچی اونچی آواز سے جس قدر جلد ممکن ہوسکے اوم اوم اوم اوم اوم پکارتا جائے - اعتراض ہو سکتا ہے کہ ایشور ایشور - رام رام - اللہ اللہ - خدا خدا - یا گاڈ گاڈ کیوں نہ پکارے ؟ جواباً التماس ہے کہ جس کی پراپتی مطلوب ہے یہ اسماء اس کے ہی واچک نہیں ہیں - ایشور - رام - اللہ وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی زباندانی میں صرف اس کی صفت ربوبیت ہی کو ظاہر کرتے ہیں اور محض ایک صفت سے کسی کی پراپتی نہیں ہو سکتی اور پھر اس حالت میں کہ اسے پہلے کبھی دیکھا ہی نہ ہو یا دیکھا ہو تو مطلق بھول گیا ہو - فرض کر لو کہ لاہور میں ایک شخص بزازی کی دکان کرتا ہے - نتھو مل اس کا نام ہے ذات کا کشتری ہے قد میانہ رنگ گندمی ہے وغیرہ وغیرہ - اب اس میں حسب ذیل جدا جدا وصف ہیں - انسانیت

لاہور کی سکونت - بزازی کا پیشہ - نتھو مل نام - کشتری
ذات - قد میانہ - رنگ گندمی - وغیرہ وغیرہ - ان میں سے
ایک ایک صفت لیکر اس کی تلاش کرو ہرگز ہرگز نہیں
ملیگا - جب سب صفات ملا کر تلاش کروگے تو مل جائیگا - سو
اوم ہی ایک ایسا اسم اعظم ہے جو اس کا نج نام ہونے
سے صرف اسی جمیع اوصاف کا واچک ہے اور کسی
چیز پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا - یوگ درشن میں لکھا
है
तस्य वाचकः प्रणवः
اس کا نج نام اوم ہے - خوبی اس میں یہ ہے کہ یہ
اکار - اوکار - مکار - اور نراکار چار ماتروں سے مرکب ہے -
ایک ایک ماترا اس چتشپہ پاد برہم کے ایک ایک پاد کا نروپن
کرتی ہے - انہیں چار ماتروں کی تقلید میں سب نے اپنی
اپنی زباندانی میں اس کا نام رکھنے کے لئے چار چار ماتروں
کی ترکیب دی ہے - جس طرح اللہ میں الف - لام
ہاے اور خدا میں خاے - دال - الف اور گاڈ میں
جی - او - ڈی اور ہر ایک کے ساتھ چوتھا حرف عدم
حرف قرار دیا ہے - شک نہیں کہ صورت کی تو پوری
تقلید ہے مگر لطف ترکیب اور معنی میں معتبر فرق ہے -
دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا اظہار لفظوں
سے نہ ہوتا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں جو خود حرف نہ
ہو یا جس میں حروف کی ترکیب نہ ہو اور سنسکرت
لٹریچر میں کوئی حرف ایسا نہیں جو اکار سے خالی ہو
حروف उ اور म سمان سنگیک ہونے سے اپنے

ساتھ ہی اکار کا وجود پرگٹ کرتے ہیں۔پس جس طرح
سرخی کا اطلاق کل سرخ اشیاء پر ہے۔اسی طرح अ
اکار کل اشیا کی یاد دلاتا ہے گویا جس قدر اوصاف پرماتما
کے دنیا کی خلق اور قیام میں سچھلی بھوت ہوتے ہیں ان
سب کی بودھک अ ماترا ہے جو برہم کے پہلے پاد
کا نام ہے اور تیسری ماترا म صاف تبلاتی ہے کہ
حرف म سے اکار نکلا ہوا ہے۔کیونکہ اس کے نیچے
ہنجن یعنی سورہین ہونے کا ثبوت ڈلیش موجود ہے۔
گویا وہ حالت جس میں دنیا کا نام و نشان نہیں۔
پس مہا پرلے میں جس قدر اوصاف پرماتما کے کام
کرتے ہیں۔ان سب کی بودہک म ماترا برہم کے
تیسرے پاد کا نام ہے उ ماترا ان دونو ماتروں
کو ایسی ملانے والی ہے کہ म اور अ کے بیچ
میں آکر म ओ. اوم بنا دیا ہے گویا قیام اور فنا
کے درمیانی وقت جس قدر اوصاف پرماتما کے ظہور
پذیر ہوتے ہیں اُن کی بودہک उ ماترا ہے جو پرماتما
کے دوسرے پاد کا نام ہے۔نراکار ماترا پرماتما کے
آنند سروپ کی بودہک ہونے سے اس کے چوتھے پاد
کا نام ہے۔ان چاروں ماتروں کے معنی وپاکرن اور
وید شاستر کی رو سے بھی یہی ہیں جو کہ ہیں نے
معقولات سے ثابت کرکے تبلائے۔چنانچہ

सोऽयमात्मा चतुष्पात्

یعنی یہ برہم چار پاد والا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقت

ہیں برہم کے چار حصے ہیں یا وہ منقسم ہونے والی چیز
ہے۔ دراصل یہ بات ہے کہ اس کی اننت اور لاانتہا
اوصاف کو چار ایسے بڑے حصوں میں ذہنی طور پر
منقسم کیا ہے کہ ایک ایک حصہ میں پھر اننت اور بیشمار
اوصاف موجود ہیں اور ایسا اس لئے کیا گیا کہ انسان
کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اس سے مختصر اور بہتر اور
کوئی قاعدہ نہیں ہو سکتا۔

जागरितस्थानो वैश्वानरोऽकारः प्रथमा मात्राप्तेरादिमत्त्वाद्वाप्नोति ह वै सर्वान्कामानादिश्च भवति य एवं वेद । माण्डूक्य

یعنی अ اس پہلی ماترا سے مراد جاگرتستھانی پرماتما ہے
جو کہ بیرونی قدرت میں جابجا ظہور پذیر ہے۔ کیونکہ अ
کے معنی ہیں وہ چیز جو سرو تر پھیلی ہوئی ہو اور سب
سے پہلے دکھلائی دے۔ وہ جو کہ محض بیرونی قدرت میں
آشکار پرماتما کو پراپت کرتا ہے اس کی سب کامنائیں پوری
ہو جاتی ہیں اور پرماتما کی سانگو و پانگ پراپتی ہیں گویا
اس نے پہلا قدم لیا ہے۔

स्वप्नस्थानस्तैजस उकारो द्वितीया मात्रोत्कर्षादुभयत्वाद्वोत्कर्षति ह वै ज्ञानसन्ततिं समानश्च भवति नास्याब्रह्मवित्कुले भवति य एवं वेद ॥

उ اس دوسری ماترا سے مراد سوپنستھانی برہم کی

ہے جو کہ قدرت کی اندرونی سکیم میں ظہور پذیر ہے۔
کیونکہ उ کے معنی ہیں وہ جو تدبیر کرتا ہے اور
عمل کرتا ہے۔ جو پرماتما کے اس قسم کی ہستی کو پراپت
ہوتا ہے وہ دانائی اور عقل حاصل کرتا ہے اور شانت
ہو جاتا ہے۔ اس کے پریوار میں کوئی منکر پیدا
نہیں ہوتا۔

सुषुप्तस्थानः प्राज्ञो मकारस्तृतीयामात्रा मितेर पीतेर्वामिनोतिहवैइदं सर्वमपीतेश्च भवतियएवंवेद ॥

म اس تیسری ماترا سے مراد سوشپتستھانی برہم
کی ہی جو اپنے آپ میں ظہور پذیر ہے کیونکہ म کے
معنی ہیں وہ جو تمام کو اپتا ہے اور تمام کا آدھار ہے
جو پرماتما کی اس قسم کی ہستی کو ساکشات کرتا ہے اسے
تمام دنیا کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور پرماتما میں محو
ہو جاتا ہے۔

अमात्रश्च तुर्योऽव्यवहार्यः प्रपञ्चोपशमः शिवोऽद्वैतएवमोङ्कार आत्मैवसंविशत्यात्मानं य एवंवेदयएवंवेद ॥

چوتھی نراکار ماترا یعنی عدم ماترا اس برہم کو پرتی
پادن کرتی ہے جو نراکار۔ نرد کار۔ نرنجن۔ انادی۔ انت۔
وحدہٗ لاشریک ہے جس کی تعریف میں زبان لال ہے۔
جو اس اصلی آتما ادم کو پراپت ہوتا ہے وہ اپنے آپ

کو پرماتما میں نمگن کر دیتا ہے اور موکش یعنی نجات
ابدی حاصل کرتا ہے۔
متصوفین کا۔ معبود۔ مقصود۔ مشہود اور موجود یہی
چتشپاد برہم ہے۔ الخ
پرنو یعنی اوم کے بار بار اور متواتر بلند ورد سے
یہ فائدہ ہوگا کہ اور خیالات مطلق بند ہو جائینگے جسے
اعتراض ہو دس منٹ تجربہ کرکے دیکھے مگر شرط یہ ہے
کہ جب حتے الامکان بآواز بلند اور جلد جلد مسلسل ہو
ورنہ شکایت معاف۔ پھر جب اور خیالات بند ہو گئے
تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جپ کی بیرونی بلند آوازی اور تیزی
قطعاً ہٹ جاویگی صرف دل میں ویسے کا ویسا سلسلہ باقی
جاری رہ جائیگا۔ پھر بار بار کا جپ جو بڑے غور و تعمق
سے ہو رہا ہے معنوں کا انکشاف کریگا جیسے کہ مہامنی پاتنجلی
فرماتے ہیں۔

तज्जपस्तदर्थभावनम् ॥

پرنو کا جپ پرنو کے معنی کا بتلانے والا ہے۔ پھر معنی خود
دھیان میں یکجا ہو جائینگے اور دھیان اس کی ذات اقدس کی پراپتی
کرا دیگا۔ پنڈت گرودت جی مرحوم ایم۔ اے فرماتے ہیں۔ کہ
Re-- کسی کا جپ ارتہات Recitation
presentation ارتہات یاد پیدا کرتا ہے۔ اور
Concentration یعنی یاد Representation
یعنی اس کے دھیان میں یکجائی ہے اور Concentration
Realization یعنی دھیان
ارتہات پراپتی کراتا ہے۔ روز سننے میں آتا ہے کہ آدمی اکی

طریق سے اُن اشیاء کو پراپت ہو جاتے ہیں کہ جن کا وجود بھی عدم محض ہوتا
ہے۔ عشاق جب کبھی کسی عدم وجود معشوقہ کا نام سن پاتے ہیں اور اس کے
فرضی اوصاف اُنہیں سنائے جاتے ہیں تو وہ سنتے ہی اس پر عاشق ہوجاتے
ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جہاں جاتے ہیں جہاں بیٹھتے ہیں اسی کا
ذکر ورد زبان ہوتا ہے اور اسی کا تذکرہ انہیں پیارا لگتا ہے۔ بار بار
نام لیتا بار بار اوصاف کو پیش کرتا ہے۔ بار بار اوصاف کا پیش آنا
اس معشوقہ کا ایک خاص چتر یعنے تصویر دل پر نقش کر دیتا ہے۔ تصویر
کا نقش ہونا خواب میں لیجاکر موہوم معشوقہ کو پراپت کرا دیتا ہے۔ شائد
اس بات پر کئی اصحاب یقین نہ فرماویں۔ مگر ثبوت ایسا زبردست ہے
کہ سب کو گردن تسلیم خم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کون ہے جس نے
احتلام کا نام نہ سنا ہو۔ پس جب یہ حالت ہے تو کب ممکن ہے کہ
پرماتما جو عین حق محیط کل اور ہر جگہہ موجود ہیں اس طرح پراپت نہ ہوں
منڈک اپنشد میں لکھا ہے۔

प्रणवोधनु:शरोह्यात्मा ब्रह्मतल्लक्ष्यमुच्यते ।
अप्रमत्तेनवेद्धव्यंशरवत्तन्मयोभवेत ॥

ارتھ۔ اوم دہنش یعنے کمان ہے۔ جیو آتما تیر ہے۔ برہم نشانہ
ہے۔ تمام طاقت اور حکمت سے چلاؤ۔ جیسے تیر نشانہ میں جا
لگتا ہے ویسے ہی آتما پرماتما میں جا لگیگا۔

اس میں رشی النکار روپ سے برہم پراپتی کا طریق بتلاتے
ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پہلے اوم کی دہنش کمان بنالو یعنے
اوم کا جپ کے ذریعہ ایسا دھیان باندھو کہ جہاں تک تمہاری
نگاہ کام کرے یا دل کام دیوے۔ سوائے اوم کے اور کچھ بھی
نظر نہ آئے اور خیال میں نہ سمائے۔ کمان چونکہ Semicircular

نصف دائرہ کی شکل کا ہوتا ہے اس کا اودھارن اس لئے دیا ہے کہ آدمی جب بیٹھا ہوا ہو اس کی نگاہ صرف ایک نصف دائرہ ہی میں کام کر سکتی ہے۔ کبھی تجربہ کر کے دیکھ لو۔ ایک کندھے سے لیکر دوسرے کندھے تک کا خط جس دائرہ کے قطر کے درمیانی حصہ میں واقعہ ہے اور دونوں شانوں کا درمیانی اور سب سے اوپر کا فقرہ جس دائرے کا مرکز ہے اسی دائرے کا سامہنا ہی نصف حصہ دکھلائی دیگا۔

ابھیاس دھنش مہیا کر لینے کے بعد رشی ہدایت کرتے ہیں کہ آتما روپی تیر اس دھنش میں جوڑ دو اور ایسے تیتر ہو جاؤ کہ جیسے تیر انداز سب خیالات چھوڑ کر بلکہ دوسری آنکھ بھی موند لیتا ہے مبادا اس کی نظر مخل مقصد ہو اور پھر صرف نشانہ پر ہی دھیان لگا کر تیر چھوڑتا ہے ٹھیک اسی طرح تم بھی باقی سب خیالات کو الوداع کہہ برہم روپی نشانہ پر تیر چلا دو تیر انداز کے تیر کا تو احتمال ہے خطا کر جائے مگر تمہارا تیر بالضرور نشانہ پر پہنچیگا۔ کیونکہ تیر انداز کا نشانہ محدود ہے اور تمہارا نشانہ غیر محدود سرو ترپری پوران ہے فقط کمان نما تیر جوڑ شست باندھ چھوڑنا تمہارا فرض ہے

دولت رام ۔۔ پتا جی ہے تو ٹھیک۔ مگر چت کا ایکاگر کرنا اور خیالات کا روکنا ہی مشکل اور کٹھن کام ہے۔ کئی آدمی دیکھے بڑا ہی ابھیاس کرتے ہیں۔ مگر چت ان کا بھی ایکاگر نہیں ہوتا۔

کلپک ۔۔ عزیز چت کیول ابھیاس سے ایکاگر نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ مہاشی پاتنجلی نے ویراگ کی شرط ساتھ لگائی ہے۔ ابھیاس اور ویراگ دونو سے نین کیا جاوے تو پھر اتنا مشکل نہیں ہوتا۔ بات یہ ہے کہ بیقاعدگی آدمی کو کامیاب نہیں ہونے دیتی مورکھ آدمی کوئی معمولی شاریرک سادھن سیکھ کر ابھیاس کرنے لگ جاتے ہیں وہ اگر ناکام رہ کر شاکی ہوں تو تعجب ہی کیا ہے۔ ورنہ قدرت نے تو چت برتیاں ہی ہمیں دس پرکار کی

عطا فرماتی ہیں کہ وہ خود ایک دوسرے کا نروده کردیتی ہیں اگر آدمی وچار اور علم پوربک کوشش کرے - برتیاں کلشٹ اور اکلشٹ دونو پرکار کی کل پانچ ہیں -

वृत्तय:पंचतय्य:क्लिष्टाअक्लिष्टा: । योगदर्शने ।

प्रमाणविपर्ययविकल्पनिद्रास्मृतय: ॥

پرمان - وپریہ - وکلپ - ندرا اور سمرتی یہ پانچ برتیاں ہیں -

प्रत्यक्षानुमानागमा:प्रमाणानि

ان میں سے پرمان کی تین اقسام ہیں - پرتیکش - انومان اور آگم - حواس کے ذریعہ جو گیان ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نردوش اور نربھرانت ہو وہ پرتیکش ہے - صحیح قیاس انومان ہے - کسی آپت پرش دوارا یا پرماتما سے جو ہر اسہ گیان ہو وہ آگم ہے -

विपर्ययोमिथ्याज्ञानमतद्रूपंप्रतिष्ठितम् ।

کسی وستو کو غلطی سے ادرکا اور سمجھنا یہ وپریہ ہے - مثلاً چیتن کو جڑ اور جڑ کو چیتن سمجھنا - یا گائے کو شیر اور شیر کو گائے سمجھ لینا - کسی دکھ دائیک چیز کو سکھ دائیک اور سکھ دائیک کو دکھ دائیک خیال کر لینا وغیرہ وغیرہ

शब्दज्ञानानुपातीवस्तुशून्योविकल्प:

ایک وستو حقیقت میں نہیں مگر اس کا وجود مان لینا وکلپ ہے

अभावप्रत्ययावलंबनावृत्तिर्निद्रा

جس میں پرمان - وپریہ اور وکلپ اور سمرتی کا ابھاو ہو جاوے وہ ندرا برتی ہے

अनुभूतविषयाऽसंप्रमोष:स्मृति: ।

گذشتہ بات بغیر کسی کے یاد کرائے جسے یاد آ پڑتی ہے وہ سمرتی ہے - چت کی زیادہ اشانتی اور انتشار کا کارن شخص وپریہ آدی کلشٹ برتیاں ہیں وپریہ اور وکلپ کا نروده پرمان دوارا ہو جاتا ہے اور ندرا کا سمرتی سے اسی طرح پرمان دوارا جس وقت حقیقی ابھشٹ کی تمیز ہو کر چت ابھشٹ

ہی میں مگن ہو جاتا ہے تو پرمان اور سمرتی کا بھی نرودھ ہو جاتا ہے ۔
ان برتیوں کے نرودھ سے پرماتما کا یوگ شروع ہوتا ہے اور آنند ملنے لگتا ہے

ڈولت رام " پتا جی پرماتما کے یوگ سے آنند کیسے مل سکتا ہے جبکہ جیو آتما کی ذات ہی میں آنند نہیں ۔

کلپک ،، بیٹا جیو آتما کی ذات میں گو آنند نہیں مگر جیو آتما کی ذات میں آنند گرہن کرنے کی شکتی سوبھاوک ہے ۔ پرماتما چونکہ آنند مے ہے اس کے یوگ سے آنند پراپتی ہوتی ہے جیسے لوہا گو سبھاؤ سے سرد اور سیاہ ہے مگر گرم اور پرجولت اگنی کے سنسرگ سے اگنی روپ سرخ ہو جاتا ہے اور وہ شکتی دھارن کر لیتا ہے ۔ ویسے ہی جیو آتما پرماتما کے سنسرگ سے ۔ سے پرماتما کے اوصاف کو اپنی استعداد کے مطابق دھارن کر کر تیہ کرتیہ ہو جاتا ہے

ڈولت رام ،، پتا جی جب اس طرح سمادھی کی پراپتی ہو جائے تو پھر کوئی وششٹ کرتویہ تو نہیں ۔

کلپک ،، عزیزم ۔ سمادھی پراپتی پھر بھی جب تک سبیج اور نربیج مدارج کو طے کر جیون مکت نہیں ہو جاتے تب تک کرتویہ ہی کرتویہ کی اوشیکتا ہے ۔ گر اس کا ودھان پھر کبھی کیا جاویگا ۔

ओ३म् सहनाववतुसहनौभुनक्तुसहवीर्य-
करवावहै ।
तेजस्विनावधीतमस्तुमाविद्विषावहै ॥
ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः ॥

فہرست اغلاط نامہ دولت دارین الموسوم بہ اشٹانگ یوگ پرکاش

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
نوزتی	نوزتی	۱	۱۷	جب سے	جیسا	۵۶	۲۳
پدرانھ	پدارتھ	۳	۱۲	تصدیع	تصریح	۵۷	۱۰
وسٹی	وشٹی	۴	۱۵	خیربار	خیرباد	۶۰	۵
لئے	کئے	۹	۴	بہگوان	بھگوں	۶۱	۳
رگت	رکت	۹	۴	کے	کہ	۶۶	۱۰
برا	برے	۱۰	۱۶	"تاکے	تابکے	۶۶	۲۳
لوجوں	لوحوں	۱۱	۲۲	ادنے	انادی	۶۹	۳
سے	سے کام	۲۱	۱۲	شامر	شامہ	۶۸	۱۵
اسی	اس	۲۲	۱۳	ہیں علم	عین علم ہو	۷۰	۶
ہیں	ہے	۲۵	۱۱	ہمیں	عین	۷۰	۱۰
پھراتا	بھراتا	۲۵	۱۳	کہل	کمل	۷۲	۲۲
ٹیوں	سیوں	۲۷	۴	नुद्दूया	तुद्दूया हृद्यामया	۷۳	۱۵
یہی	بھی	۳۷	۱۰	پتی	پتیں	۸۷	۳
عقیر	ٹھیر	۳۷	۱۷	رگت	رکت	۸۹	۸
جبس	جس	۴۳	۱۰	اناؤ	ماتاؤ	۹۱	۲۲
سنتوسوں	سنتوشیوں	۵۵	۷	دیکھتا	دیکھتا ہوں	۹۳	۱۶
والمستذین	والمستدبرین	۵۲	۹	ودہک	وویک	۹۴	۸

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
نیم	نیم	۹۶	۸
گھیاسو	بگیاسو	۹۶	۸
ملعب	مختلف	۹۶	۲۲
پدر	پدم	۹۶	۲۲
رتڑ	ایڑی	۹۷	۱۸
ماک	ناک	۹۷	۲۲
قاعدہ	قاعدہ	۹۸	۱
جبس	جس	۹۸	۱۲
مبضاد	متضاد	۹۸	۱۹
منقطع	منقطع	۹۸	۲۳
ہو	ہوا	۹۹	۱۵
یہ	تو	۱۰۰	۶
بلمبن	بلیں	۱۰۰	۱۷
بے فایدہ	بے قاعدہ	۱۰۱	۱۲
گیاسو	بگیاسو	۱۰۴	۱۹
گمبیرا	گھبرا	۱۰۵	۴
گمھرا	گہرا	۱۰۵	۵
چپد	چھپد	۱۰۷	۲۳
ام	اتم	۱۰۸	۲۱

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
کرتوبہ	کرتویہ	۱۱۰	۱
عممکن	تمکن	۱۱۲	۸
تبلائے	ببلاتے	۱۱۲	۱۶
سوابہ	سوریہ	۱۱۳	۱۱
یعنی	لینی	۱۱۳	۲۳
زرپور	نوزپور	۱۱۳	۵
مسل	مسلسل	۱۱۴	۲۲
شوریہ	سوریہ	۱۱۵	۱۵
سورے	سوای	۱۱۷	۱۵
برکٹی	بہرکٹی	۱۱۷	۲۰
ٹبرہ	تبرہ	۱۱۹	۲
پرتو	پرنو	۱۲۰	۶
شنعص	مشخص	۱۲۰	۱۶
کفر	کفر کے	۱۲۱	۱۶
خیالات	خیالات کا	۱۲۸	۱
سمادہی و	سمادہی کا	۱۲۸	۱۷
چیر	چیز	۱۲۹	۲۴
گی	گئی	۱۳۲	۱۴
صنات	صفات	۱۳۲	۴
برماتما	پرماتما	۱۳۴	۱۶
آدم	اودم	۱۳۷	۲۰
		"	۲۳
آنندمے سے	آنندمئے سے	۱۴۰	۶